بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطیعوا اللہ

اطیعوا الرسول

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا

سلسلہ ابن تیمیہ رح نمبر ۹

اردو ترجمہ کتاب

الفرقان

بین

اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان

بمع متن عربی

تالیف

مجدد اعظم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ حرانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی غلام ربانی صاحب سابق نائب مدیر روزنامہ زمیندار لاہور

حسب فرمائش

محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

مالکان دار الترجمہ و الاشاعت تصانیف امام ابن تیمیہ رح

تعداد جلد ۱۰۰۰ قیمت ......

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

نایاب اور مفید کتابیں

فتویٰ بر قوالی ۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے رسالہ "السماع والرقص" کا اُردو ترجمہ ۔ آجکل طبلہ و رنا طنبورہ و ساز پر غزلیں گائی جاتی ہیں اور لوگوں پر حال و وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے ۔ اسے اعلیٰ درجہ کی خدا رسیدگی سمجھا جاتا ہے اور سننے والا اگر لوٹ پوٹ ہونے لگے اور پھر بھی ایک ہوشیار اور باقاعدہ حرکت سے ناظرین کو تماشا دکھلاتا رہے تو سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص ولایت کے مراتب کمال طے کر چکا ۔ جس طرح آج مکر و فریب کی گرم بازاری ہے ، بعینہٖ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے دورِ حیات میں بھی اسکا نمونہ موجود تھا ۔ اُنہی ایام میں ایک باغیرت مسلمان نے اِس قسم کے سماع و رقص کے متعلق ایک استفتا حضرت امام کے پیش خدمت کیا جس کا آپ نے نہایت مدلّل ، مختصر ، پُرمغز اور جامع مانع جواب دیا ۔ آیاتِ قرآنی ، احادیث نبویؐ ، اقوالِ ائمہ اربعہؒ صوفیاء کرام مثلاً حضرت جنیدؒ ۔ ابوسلیمان دارانیؒ ۔ حضرت شیخ جیلانیؒ کے ملفوظات کا حوالہ دیکر ایک فیصلہ کن فتویٰ تحریر فرمایا جو ہمیشہ ہر جگہ ہر قسم کی مجلس سماع کے جواز و عدم جواز پر ناطق ہے ۔ مولانا مولوی عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی نے اسکا نہایت سلیس اُردو ترجمہ کر دیا ہے جو چھپ کر ہدیۂ ناظرین ہے ۔ سائز جیبی ۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ ۔ کاغذ سفید ۔ حجم ۷۶ صفحات ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۶/

فتویٰ شرک شکن یعنی تعظیم قبور کی تردید میں حضرت امام ابن تیمیہؒ کے فتویٰ کا اُردو ترجمہ ۔ قیمت ۔ ۵/

زیارۃ القبور ترجمہ اردو مع متن عربی ۔ قیمت ۹/ **الوصیۃ الصغریٰ** ترجمہ اردو مع متن عربی ۴/

تفسیر المعوّذتین مصنفہ شیخ الاسلام امام ابن قیمؒ ۔ اس کتاب میں امام موصوف نے اپنے مخصوص پیرایہ میں حسب ذیل مضامین کی مبسوط تشریح فرمائی ہے : استعاذہ کی حقیقت ۔ سحر النبی صلعم ۔ تاثیر سحر ۔ عالم اجسام اور عالم ارواح ۔ نظر بد اور تقدیر ۔ سحر اور حسد ۔ عبادت لغیر اللہ ۔ توکل علی اللہ ۔ متکلمین مادہ پرست معتزلہ کاہن وغیرہ اور اہل حق میں فرق ۔ ربّ ۔ ملک ۔ الٰہ ۔ وسواس ۔ خنّاس اور فاسق وغیرہ الفاظ کی تشریح ۔ امام ابن تیمیہؒ کی تفسیر المعوّذتین کے ساتھ موافقت کرنے کے بعد یہ تفسیر مصنّف کی علمی پایگاہ اور معانیٔ قرآن کی وسعت و فراوانی کی بیّن نشانی ہے ۔ حجم ۱۳۲ صفحات ۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب ۔ قیمت ایک روپیہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ/

الدّر النّضید فی اخلاص کلمۃ التوحید مؤلفہ امام مجتہد قاضی شوکانیؒ مترجمہ مولوی محمد علی صاحب سوداگر چرم بمبئی ۔ یہ اُس علمبردار توحید کی نادر تصنیف ہے جو گو پیدا تو آخری زمانہ میں ہوئے مگر قرونِ اولیٰ کے مجتہدین کے ہم پلّہ تھے ۔ توحید کی صحیح تعلیم کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں ۔ اس کتاب میں امام موصوف نے سارا زور اس بات پر خرچ کیا ہے کہ توحید کو اس درجہ نکھیر کر رکھ دیا جائے کہ شرک کے ادنیٰ شائبہ کی بھی آمیزش نہ رہے ۔ مختلف فیہ الفاظ مثلاً استغاثہ ۔ استعانہ ۔ تشفع ۔ توسّل ۔ دعا ۔ ندا وغیرہ سب کی حقیقت کو واضح کیا ہے ۔ تقطیع ۲۰×۳۰/۱۶ حجم ۱۸۴ صفحات ۔ قیمت صرف بارہ آنہ ۔ ۱۲/

ملنے کا پتہ

محمد شریف عبدالغنی تاجران کتب مالکانِ دارالترجمہ والاشاعت بازار کشمیری لاہور

Marfat.com

13/016

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ حال

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ

الفرقان بین اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان۔ حضرت مجدد اعظم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی اہم تصانیف میں سے یہ کتاب جس قدر ضروری ہے۔ اسی قدر بوجہ عدم طباعت لوگوں کی محرومی کا باعث رہی۔ بہت مدت سے قارئین کرام کو اس کا انتظار تھا۔ اب بفضلہ تعالیٰ چھپ کر ہدیہ ناظرین ہے۔ اس کتاب میں کتاب و سنت کے حوالجات پیش کر کے صادق اور کاذب اصلی اور نقلی اولیا اور مشائخ میں شناخت کرائی گئی ہے جعلی مکاروں کی شعبدہ بازیوں اور اصلی واصلین حق کی کرامات میں فرق بتلایا گیا ہے۔ مکاروں کے سربستہ بے شمار رازوں کا پردہ فاش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے معتبر ہونے کے لئے دیگر ائمہ و علما کے آراء کو حذف کر کے بنظر اختصار صرف مصنف سوانحعمری حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی عبارت نقل کرنا کافی ہے۔ فرماتے ہیں "شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی سے پہلے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور ابن القیمؒ ایسے خدا شناس اور بے لوث شخص گذرے ہیں جنہوں نے علم تصوف کے چشمہ کو جو بدعت کے خس و خاشاک سے پٹ گیا تھا۔ بالکل صاف کر دیا۔ کتاب الفرقان بین اولیاء الرحمان و اولیاء الشیطان باوجود قلیل الحجم ہونے کے اس بات میں بے مثل اور عدیم النظیر کتاب ہے۔ اور متاخرین کی مولفات میں جو اعزازی رتبہ کتاب منازل السائرین اور اس کی شرح مدارج السالکین (یعنی ایاک نعبد و ایاک نستعین کی تفسیر حجم صفحہ ۹۲۸ مصنفہ امام ابن قیمؒ) کو حاصل ہوا ہے وہ کسی اور کتاب کو نہیں" حیات ولی صفحہ ۳۰۳۔

Marfat.com

شیخ الاسلام کی اس تصنیف سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کا دبدبہ ظاہر فرمایا۔ اس کا بول بالا کیا، بدعتیوں اور گمراہوں کے فریب ٹوٹ گئے جو فاسد احوال رکھتے اور طرح طرح کے شعبدوں سے مسلمانوں کو گمراہ کرتے تھے۔ یہ مسلمانوں کی سخت بدنصیبی ہے۔ کہ ان کے کروڑوں افراد پاگلوں اور عیاروں کو "مجذوب" نام دے کر مقدس سمجھتے ہیں اور ان کی دیوانہ بکواس پر عقیدت کے کان دھرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ہماری قوم کا نہایت یاس انگیز علمی انحطاط ہے۔

الفرقان ایک جامع کتاب ہے۔ جیسا کہ فہرست عناوین سے ظاہر ہوگا۔ یہ بے شمار مباحث علمیہ و نکات قرآنیہ پر حاوی ہے۔ آج جب کہ فریب کی یہ گرم بازاری ہے۔ کہ دن کو رات اور رات کو دن بتایا جاتا ہے حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھیرایا جاتا ہے شریعت کو ضلالت، سنت کو بدعت، رسومات کو دین اور شرک کو توحید سے تعبیر کیا جاتا ہے بفضلہ تعالیٰ اس کتاب کا مطالعہ چشم بصیرت پیدا کرے گا۔

ترجمہ تصنیف سے بھی زیادہ مشکل ہوتا ہے پھر خصوصیت کے شیخ الاسلام کی کتابوں کا ترجمہ کرنا تو اور بھی دشوار ہے خاکساران تہ دل سے اپنے حبیب محترم مولانا مولوی غلام ربانی صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں سے اس بلند پایہ عربی رسالہ کو اردو جامہ پہنانے کا ثواب حاصل کیا۔

کتاب میں حاشیہ کی طرف جا بجا ہندسے لگے ہوئے نظر آئیں گے جن کا مطلب یہ ہے کہ فلاں ہندسے سے متن کے فلاں صفحہ کا ترجمہ شروع ہوتا ہے جس سے بآسانی ہر صفحہ کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ معلوم ہو سکتا ہے۔ کتاب خواہ کیسی ہی معتبر کیوں نہ ہو جب تک متن عربی ساتھ نہ ہو بعض طبائع کے لئے سامان تسلی نہیں ہوتا۔ بایں غرض کتاب کے ساتھ متن عربی بھی لگا دیا گیا ہے۔

نیازمندان

محمد شریف عبد الغنی تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

فہرستِ مضامین الفرقان بین اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطٰن

مضمون	نمبر صفحہ
حمد و نعت	۵
سچے اور جھوٹے اولیاء میں تمیز آیات شریفہ سے	۶
فصل	۱۲
اولیاء اللہ کے اوصاف احادیث سے	۱۲
ولی کا لغوی اور اصطلاحی معنی	۱۵
افضل اولیاء اللہ کون ہیں؟	۱۶
ولی کی تعریف حسن بصری کی زبان سے	۱۸
اطاعت رسول سے کوئی شخص مستثنےٰ نہیں	۲۱
اصحاب صفہ کے متعلق غلط فہمیاں	۲۲
انصار اہل صفہ میں سے نہیں تھے	۲۳
خاتم النبیین کی رسالت پر یہود و نصاریٰ کا جزوی ایمان	۲۵
ایمان کی شرطیں	۲۶
توسل رسول کی حدود	۲۸
سکندر بن فیلقوس اور ذوالقرنین	۲۸
ایمان کے بغیر اجتہاد موجب فلاح نہیں ہوسکتا	۲۹
شیطانی شعبدے	۲۹
ذکر الٰہی کی تعریف	۳۰
ایمان کے جسم میں نفاق کے جراثیم	۳۱
اولیاء اللہ کے دو طبقے	۳۴

مضمون	نمبر صفحہ
مقربین	۴۰
مقتصدین	۴۱
انبیاء کی دو قسمیں۔ عبد و رسول اور ملک و نبی	۴۱
اولیاء اللہ کے درجے	۴۳
حقیقت ایمان و کفر	۴۶
ایمان مفصل و مجمل کی تعریف	۴۸
بعض اہل جنت کی بعض پر فضیلت	۴۹
مجنون ولی نہیں ہوسکتا	۵۳
اتباع رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں	۵۵
عارف لوگ مخلوق کے اندر ہی چھپے رہتے ہیں	۵۶
صوفی کی وجہ تسمیہ	۵۷
فضیلت کا معیار تقویٰ ہے	۵۸
لفظ فقر کی تحقیق	۵۹
جہاد اصغر و جہاد اکبر	۶۰
معاذ پر انوار نبوی کی باران رحمت	۶۲
دائمی خصوصی ممنوع ہے	۶۵
اولیاء اللہ معصوم نہیں ہو سکتے	۶۶
الہام کی صحت کا معیار	۶۹
غلط اجتہاد یا غلط الہام ولایت کا منافی نہیں	۶۹
صدیق کو محدث پر کیوں ترجیح حاصل ہے	۷۲
انبیاء اور اولیاء میں فرق	۷۳

Marfat.com

مضمون	نمبر صفحہ
حضرت سلیمان دارانیؒ کا قول	۷۷
حضرت جنیدؒ کا قول	۷۷
ابو عثمانؒ نیشاپوری کا قول	۷۷
مجذوب نجاست سے پرہیز نہیں کرتا	۸۳
تمام انبیاء کا دین واحد ہے	۸۶
خاتم النبیین اور خاتم الاولیاء	۹۱
انبیاء اولیاء سے افضل ہیں	۹۲
وہ مدعیان اسلام جو یہود و نصاریٰ سے بد تر ہیں	۹۳
خاتم النبیین اور حضرت عیسیٰ کی نبوت کا مقابلہ	۹۳
عقول عشرہ کی حقیقت	۹۵
نبوت کی فلسفیانہ تشریح	۹۶
اہل فلسفہ کیونکر گمراہ ہوئے	۹۸
فلسفی صوفی اور اسلامی صوفی	۹۹
مسئلہ شفاعت	۱۰۰
شیطانی وحی	۱۰۷
ابن عربی اور حضرت جنیدؒ	۱۰۸
فلسفی صوفیوں کی افسوسناک بے باکی	۱۰۹
صدر قونویؒ کی نئی چال	۱۱۰
حلول اور اتحاد	۱۱۱
معصیت کی غلط تعریف	۱۱۳
معصیت کی صحیح تعریف	۱۱۳
لفظ مَعَ کا منطوق	۱۱۹
حقایق دینیہ و کونیہ	۱۲۲
مسئلہ تقدیر	۱۳۰
مجبریوں کی تین قسمیں	۱۳۷
ائمہ کی تقلید نہ واجب ہے نہ حرام	۱۳۹
اولیاء اللہ اور اعداء اللہ میں فرق	۱۴۰
معجزات نبی صلعم	۱۵۷
کرامات صحابہ و تابعین	۱۵۸
ابو مسلم خولانی کی کرامات	۱۶۱
عامر بن قیس کی کرامات	۱۶۱
صلہ بن اشیم کی کرامات	۱۶۲
انفرادی کرامات نقص ولایت کی علامت ہیں	۱۶۴
چند جھوٹے نبیوں کی کراماتیں	۱۶۵
شیطان کو بھگانے والی آیت	۱۶۶
شیطانی شعبدات	۱۶۷
کرامات اولیاء اور احوال شیطانی میں فرق	۱۶۸
قوالی	۱۷۲
انس و جن سب پر حضورؐ کی رسالت تسلیم کرنا فرض ہے	۱۸۵

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہدایت اور مغفرت کے طالب ہیں۔ اور ہم اپنے نفس کی شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت فرما دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اس کو کوئی راستے پر لگانے والا نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ جنہیں اس نے ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب رکھے۔ اور اس دین کی سچائی کے لیے خدا کافی گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو قرب قیامت میں انعامات الٰہی کی بشارت دینے اور عذاب قہاری سے ڈرانے کے لیے بھیجا۔ اور اس لئے بھیجا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ الغرض آپ وہ چراغ عالم افروز ہیں جن کے وجود مسعود کی بدولت کائنات کا گوشہ گوشہ روشن ہو گیا۔ سو اس کے ذریعے سے آپ نے لوگوں کو غلط راستے سے بچا کر صحیح راستے پر چلایا۔ اندھیرے سے نجات دلا کر بینا کر دیا اور برائی کے گڑھوں سے نکال کر بھلائی کی مبارک بلندیوں پر پہنچایا۔ اندھی آنکھیں کھلنے لگیں۔ بہرے کان سننے لگے۔ جن دلوں پر پردے پڑے ہوئے تھے وہ حقائق کی بصیرت افروز اور نورانی فضا میں جلوہ افروز ہو گئے۔ اسی دین کے ذریعے سے آپ نے حق اور باطل کو جدا کر کے دکھا دیا۔ ہدایت اور گمراہی۔ نیکی اور برائی۔ مومنین اور کفار۔ نیک بخت اہل جنت اور بد بخت اہل دوزخ میں امتیاز پیدا

کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں میں فرق بتا دیا۔ چنانچہ جس کیلئے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے تو وہ بے شک رحمٰن کے دوستوں میں سے ہے۔ اور جس کے لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے تو وہ شیطان کا دوست ہے۔

سچے اور جھوٹے اولیاء میں تمیز آیاتِ شریفہ سے

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیان فرما دیا ہے کہ لوگوں میں سے خدا کے دوست بھی ہیں اور شیطان کے دوست بھی۔ اور اولیاء رحمٰن اور اولیاء شیطان کے مابین جو فرق ہے وہ بھی ظاہر کر دیا فرمایا۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ، ذٰلِکَ ھُوَالْفَوْزُالْعَظِیْمُ۔

(پ ۱۱ ع ۱۲)

یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر قیامت کے دن نہ تو خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔ ان کیلئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی خدا کی باتوں میں فرق نہیں آتا یہی بڑی کامیابی ہے۔

اور فرمایا:۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓؤُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمَاتِ، اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خَالِدُوْنَ۔ (پ ۳ ع ۲)

اللہ ایمان والوں کا دوست ہے۔ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں ان کے حامی شیطان ہیں جو انہیں روشنی سے نکالکر تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں۔ وہی دوزخی ہیں اور وہی دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اور فرمایا:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا

مسلمانو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ

Marfat.com

الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ
اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ
مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ - فَتَرَى
الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى
اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ
اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ
عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْ
اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ - وَيَقُوْلُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ
اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ
لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا
خٰسِرِيْنَ - يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ
يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ
يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ
اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ
عَلَى الْكٰفِرِيْنَ - يُجَاهِدُوْنَ فِىْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ
لَآئِمٍ - ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ - اِنَّمَا
وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

لوگ تمہاری مخالفت میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور تم سے کوئی ان کو دوست بنائیگا تو بیشک وہ بھی انہی میں کا ایک ہے۔ کیونکہ خدا ایسے ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا۔ تو اے پیغمبر جن لوگوں کے دلوں میں بے ایمانی کا روگ ہے۔ تم انکو دیکھوگے کہ انکے دوست بنانے میں بڑی جلدی کرتے ہیں کہتے کیا ہیں کہ ہم کو تو اس بات کا ڈر لگ رہا ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیٹھے بٹھائے ہم کسی مصیبت کے پھیر میں آجائیں۔ سو کوئی دن جاتا ہے کہ اللہ مسلمانوں کی فتح یا کوئی امر اپنی طرف سے ظاہر کریگا۔ تو اسوقت یہ منافق اس بدگمانی پر جو اسلام کے غلبے اور اس کی صداقت کی نسبت اپنے دلوں میں چھپاتے تھے پشیمان ہونگے اور اس سے مسلمانوں پر ان کا نفاق کھل جائیگا۔ تو مسلمان ان کے حال پر افسوس کرتے آپس میں کہینگے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے اللہ کی قسمیں کھاتے اور ہم سے کہا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور اندر اندر یہود کی تائید میں کوشش کرتے تھے۔ تو ان کا سارا کیا دھرا ضائع ہوا اور سراسر نقصان میں آگئے۔ مسلمانو تم میں سے کوئی اپنے دین اسلام سے پھر جائے تو خدا کو اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں۔ وہ ایسے لوگ لا موجود کریگا جن کو وہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہونگے۔ مسلمانوں کے ساتھ نرم کافروں پر ہاتھ کڑے۔

Marfat.com

الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۔
(پ ٦ ع ١٢)

اللہ کی راہ میں اپنی جانیں لڑا دینگے۔ اور کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت کا کچھ باک نہیں رکھینگے۔ یہ بھی خدا کا ایک فضل ہے جسکو چاہے دے۔ اور اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ اور وہ سب کے حال سے واقف ہے۔ مسلمانو بس تمہارے تو یہی دوست ہیں اللہ اور اللہ کا رسول اور وہ مسلمان جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر وقت خدا کے آگے جھکے رہتے ہیں۔ اور جو اللہ اور اللہ کے رسول اور مسلمانوں کا دوست ہوا رہیگا۔ تو وہ اللہ والا ہے۔ اور اللہ والوں ہی کا بول بالا ہے۔

اور فرمایا:۔

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ۔
(پ ١٥ ع ١٧)

اس سے ثابت ہوا کہ سب اختیار خدائے برحق ہی کو حاصل ہے وہی اچھا ثواب دینے والا اور آخرکار وہی اچھا بدلہ دینے والا ہے۔

شیطان کے دوستوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۔ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۔ اِنَّمَا سُلْطَانُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ۔ (پ ١٤ ع ١٩)

جب قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا قابو نہیں چلتا۔ اس کا قابو ان لوگوں پر چلتا ہے جو اس سے دوستی پیدا کرتے ہیں اور جو خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

اور فرمایا:۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْا اَوْلِيَاءَ الشَّيْطٰنِ اِنَّ كَيْدَ

جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں اس لئے شیطان کے دوستوں کے ساتھ خوب

Marfat.com

الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا۔ (پ ۵ ع)

لڑو۔ شیطان کی تدبیریں بودی ہیں۔

اور فرمایا:۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ، كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا۔ (پ ۱۵ ع ۹)

اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سبھی نے سجدہ کیا۔ ابلیس جنات کی قسم سے تھا اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی۔ کیا اسے اور اس کی نسل کو اپنے دوست بناتے ہو اور مجھے چھوڑتے ہو حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ ظالموں کو بُرا ہی بدل ملتا ہے

اور فرمایا:۔

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا (پ ۵ ع ۱۷)

اور جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے وہ صریح گھاٹے میں آگیا۔

اور فرمایا:۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ۔ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۴ ع ۹)

یہ وہ لوگ ہیں جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے ساتھ لڑنے کے لئے جمع ہو رہے ہیں۔ اور ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور بھی زیادہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کو کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ پس یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ساتھ اور اس کے فضل سے واپس آئے۔ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی کی جستجو کی۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ شیطان ہی تمہیں اپنے دوستوں کا

Marfat.com

ڈراوا دکھاتا ہے اگر تم مومن ہو تو ان سے نہ ڈرو اور مجھی سے ڈرو

اور فرمایا:۔

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۔ وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۔ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔ (پ ع۱۰)

ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا یار بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ اور جب کبھی کسی بیجا حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طریقے پر چلتے پایا۔ اور اللہ نے ہم کو اس کی اجازت دی ہے۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ اللہ تو بیجا کام کی اجازت دیتا نہیں آیا تم لوگ بے سوچے سمجھے خدا پر جھوٹ بولتے ہو۔ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ میرے پروردگار نے تو ہمیشہ ٹھیک اور بجا کام کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ہر ایک نماز کے وقت تم سب خدا کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔ اور خالص اسی کی تابعداری میں نظر رکھ کر اس کو پکارو۔ جس طرح تم کو پہلے پیدا کیا تھا۔ اسی طرح تم دوبارہ بھی پیدا ہو گے۔ اسی نے ایک فریق کو ہدایت دی اور ایک فریق ہے کہ گمراہی ان کے سر پر سوار رہے۔ ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنایا اور باایں ہمہ سمجھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں

اور فرمایا:۔

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۔ (پ ع۱)

شیطان تو اپنے ڈھب کے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہی رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے کج بحثی کریں

ابراہیم خلیل علیہ السلام نے فرمایا:-

يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ
عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ
وَلِيًّا ۔ (پ۱۶ ع)

اے میرے باپ مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ خدا
کے عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں اور شیطان
کے دوست نہ بن جائیں۔

اور فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا
عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۗءَ تُلْقُوْنَ
اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا
جَاۗءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ
وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ
وَابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ
بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ
وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۔ اِنْ
يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَاۗءً وَّ
يَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ
بِالسُّوْۗءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ لَنْ
تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ
مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰۗؤُا

مسلمانو اگر تم ہماری راہ میں جہاد کرنے اور
ہماری رضامندی ڈھونڈھنے کی غرض سے اپنے
وطن چھوڑ کر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنوں
کو دوست نہ بناؤ۔ کہ لگو ان کی طرف دوستی
کے نامہ و پیام دوڑانے حالانکہ تمہارے پاس
جو خدا کی طرف سے دین حق آیا ہے وہ اس سے
انکار ہی کر چکے ہیں۔ وہ تو صرف اتنی بات پر
کہ تم اپنے پروردگار اللہ ہی کو مانتے ہو۔ رسول
کو اور تم کو گھروں سے نکال رہے ہیں اور تم
چپکے چپکے ان کی طرف دوستی کے پیغام دوڑاتے
ہو۔ اور جو تم چھپا کر کرتے ہو۔ اور جو ظاہر طور
کرتے ہو ہم سب کو خوب جانتے ہیں۔ اور جو
تم میں سے ایسا کریگا۔ تو سمجھو کہ وہ سیدھے
راستے سے بھٹک گیا۔ یہ کافر اگر کہیں تم پر قابو
پا جائیں۔ تو کھلم کھلا تمہارے دشمن ہو جائیں
اور ہاتھ اور زبان دونوں سے تمہارے ساتھ
برائی کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ اور ان کی اصلی
تمنا یہ ہے کہ کاش تم بھی انہی کی طرح کافر ہو جاؤ

مِنۡكُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ اِلَّا قَوۡلَ اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ لَاَسۡتَغۡفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمۡلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ‌ؕ رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَاِلَيۡكَ اَنَبۡنَا وَاِلَيۡكَ الۡمَصِيۡرُ۔ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا رَبَّنَا‌ ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ۔ (پ ۲۸ ع ۷)

قیامت کے دن تمہاری رشتہ داریاں ہیں تمہارے کچھ کام آئینگی اور نہ تمہاری اولاد ہی کچھ کام آئیگی۔ اس دن خدا ہی تم میں حق و باطل کا فیصلہ کریگا۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو۔ خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔ مسلمانو! ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے تمہارے لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو گزرا ہے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو۔ کچھ بھی سروکار نہیں۔ ہم تم لوگوں کے عقیدوں کو بالکل نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا عداوت اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ اور یہ دشمنی ہمیشہ کیلئے رہیگی جب تک کہ تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ۔ مگر ان ابراہیم نے اپنے باپ سے اتنی بات تو بے شک کہی کہ تمہارے لئے تو مغفرت کی دعا کر دونگا اور یوں تمہارے لئے خدا کے آگے میرا کچھ زور تو چلتا نہیں اے پروردگار ہم تجھی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے زور و ظلم کا تختہ مشق نہ بنا۔ اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر بے شک تو زبردست اور حکمت والا ہے۔

فصل

جب یہ معلوم ہو گیا کہ لوگوں میں رحمٰن کے دوست بھی ہوتے ہیں اور شیطان کے بھی تو ضرور ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے ان دونوں میں فرق

بتایا ہے۔ اسی طرح ان میں امتیاز قائم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست وہ ہیں جو مومن ہوں اور متقی ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ - (پ۱۱ ع۱۲)

یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر قیامت کے دن نہ تو خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ آزردہ خاطر ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔

اولیاء اللہ کے اوصاف احادیث سے

اور صحیح حدیث میں آیا ہے۔ جسے بخاری وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يَقُوْلُ اللّٰهُ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ اَوْ فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا فَبِيْ يَسْمَعُ وَبِيْ يُبْصِرُ وَبِيْ يَبْطِشُ وَبِيْ يَمْشِيْ وَلَئِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ، تَرَدُّدِيْ عَنْ قَبْضِ نَفْسِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَكْرَهُ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ ٹھان لی۔ (یا فرمایا کہ میں نے اس سے جنگ کا اعلان کر دیا) اور جو کچھ میں اپنے بندے پر فرض کر دوں اور وہ اسے ادا کر کے میرا قرب حاصل کرے۔ اور پھر نفلوں کے ذریعے سے قرب حاصل کرتا چلا جائے تو ایک وقت آجاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرنے لگوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے کہ وہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے چنانچہ وہ مجھی سے سنتا مجھی سے دیکھتا مجھی سے پکڑتا اور مجھی سے

مَسَاءَتَہٗ وَلَابُدَّ لَہٗ مِنْہُ۔ (بخاری وغیرہ)

چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور دیتا ہوں۔ اگر مجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دیتا ہوں میں نے کبھی کسی ایسے فعل سے جسے کہ مجھ کو کرنا ہو اس درجہ تردد نہیں کیا جتنا کہ اپنے اس بندے کی روح قبض کرنے سے تردد کرتا ہوں جسے موت ناپسند ہو اور مجھے اس کو تکلیف دینا ناپسند ہو حالانکہ موت سے اسے چھٹکارا بھی نہیں

یہ حدیث ان سب حدیثوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے جو اولیاء کے بارے میں آئی ہیں۔ سو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے مجھے اعلان جنگ دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے:۔

وَاِنِّیْ لَاَثْاَرُ لِاَوْلِیَاءِیْ کَمَا یَثْاَرُ اللَّیْثُ الْحَرِبُ۔

میں اپنے دوستوں کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں جس طرح ایک غضبناک شیر بدلہ لیتا ہے۔

یعنی جو شخص ان سے دشمنی کرتا ہے۔ اس سے میں ان کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں جس طرح شیر خشمگیں اپنا بدلہ لیتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء وہ ہوتے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اس سے دوستی کرتے ہیں چنانچہ اسی بات کو پسند کرتے ہیں جسے وہ پسند کرے اور اس بات کو ناپسند کرتے ہیں جو اسے ناپسند ہو۔ جس چیز سے وہ راضی ہو اس سے وہ بھی راضی اور جس پر وہ ناراض ہو اس پر وہ بھی ناراض ہوتے ہیں۔ اسی بات کا حکم کرتے ہیں جس کا حکم وہ کرے اور اس بات سے منع کرتے ہیں جو اس نے منع کر دی ہو۔ اسی کو دیتے ہیں جسے دینا اس کو پسند ہو اور اس کو دینے سے باز رہتے ہیں جس کو نہ دینا ہی اسے پسند ہو۔ جیسا کہ ترمذی وغیرہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مروی ہے:۔

اَوْثَقُ الْعُرٰی فِی الْاِیْمَانِ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ۔

ایمان کی سب سے زیادہ مضبوط رسی اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ناراض ہونا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں جسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ

جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اسکے لئے خفگی کی

اَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔	کچھ دیا تو اللہ ہی کے لئے اور کسی کو دینے سے روکا تو اللہ تعالیٰ ہی کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے تو اس شخص نے اپنا ایمان کامل کرلیا۔

ولی کا لغوی اور اصطلاحی معنی

ولایت عداوت کی ضد ہے۔ ولایت اصل میں محبت اور قرب کو کہتے ہیں۔ عداوت غصے اور دوری کو کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ ولی کو اس لئے ولی کہا جاتا ہے کہ وہ طاعات سے موالات کرتا یعنی پے در پے عبادت کرتا ہے۔ لیکن پہلا معنی زیادہ درست ہے۔ ولی وہ ہوتا ہے جو قریب ہو چنانچہ کہا جاتا ہے کہ "ھٰذَا یَلِیْ ھٰذَا" یعنی یہ چیز اس چیز کے قریب ہے۔ اور اسی سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا قول مروی ہے: اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَھْلِھَا فَمَا اَبْقَتِ الْفَرَائِضُ فَلِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَکَرٍ" میراث پہلے اصحاب الفروض کو دو جو باقی رہے وہ اس مرد کے لئے ہوگا جو میت کا سب سے زیادہ قریبی ہو۔ رجل کا لفظ مرد ہی کے لئے آتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے ساتھ تاکید کے لئے ذکر (مرد) کا لفظ زیادہ فرمایا تاکہ یہ بات کھل کر بیان ہو جائے کہ یہ حکم مردوں کے ساتھ مختص ہے اور اس میں مرد اور عورتیں ہر دو شریک نہیں ہیں جیسا کہ زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا" فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَکَرٌ" ابن لبون کا لفظ خود مذکر ہے۔ تاہم تاکید کے لئے پھر ذکر کا لفظ زیادہ کر دیا۔

جب ولی اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا اور غصہ و ناراضی میں اسی کا تابع رہے۔ جو بات اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اس کا حکم کرے اور جو ناپسند ہو اس سے منع کرے تو اس ولی کا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ (پ ۲۸ ع ۷)	ہمارے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان کی طرف دوستی کے پیغام دوڑاتے۔

جس نے اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی اور جس نے اس سے دشمنی کی وہ اس سے برسرپیکار ہوا۔ اس نے فرمایا: "مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَۃِ" (جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے میرے خلاف اعلان

Marfat.com

جنگ کیا)

افضل اولیاء اللہ کون لوگ ہیں

اولیاء اللہ میں سے سب سے زیادہ فضیلت انبیاء کو حاصل ہے اور انبیاء میں سب سے زیادہ فضیلت انہیں حاصل ہے جو مرسل ہوں۔ اور مرسل نبیوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے اولوالعزم رسول نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسےٰ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ " (پ ۲۵ ع ۳)

اس نے تمہارے لئے دین کا وہی راستہ ٹھیرایا ہے جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا۔ اور تمہاری طرف بھی ہم نے اسی رستے کی وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسےٰؑ کو بھی حکم دیا تھا۔ کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا+

اور فرمایا:-

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا " (پ ۲۱ ع ۱)

جب ہم نے پیغمبروں سے تبلیغ رسالت کا عہد لیا۔ اور خاص کر تم سے اور نوحؑ اور ابراہیمؑ سے اور موسےٰؑ اور مریم کے بیٹے عیسےٰؑ سے اور ان سب سے پکا عہد لیا تاکہ خدا قیامت کے دن سچے لوگوں سے ان کے سچ کا حال دریافت کرے اور کافروں کے لئے عذاب دردناک طیار کر رکھا ہے+

اور اولوالعزم رسولوں میں سب سے افضل محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور امام المتقین ہیں جو اولاد آدم علیہ السلام کے سردار ہیں۔ قیامت کو جب انبیاء اکٹھے ہونگے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی ان کے امام ہونگے۔ جب ان کا وفد بنیگا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کے خطیب ہونگے۔ آپ اس مقام محمود والے ہیں جو پہلی اور پچھلی امتوں کے لئے مرکز تمنا و آرزو ہے۔ الحمد کے جھنڈے والے حوض کوثر کے ساقی۔ قیامت

کے دن لوگوں کی شفاعت کرنے والے اور صاحب وسیلہ و فضیلت حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ فضیلت والی کتاب دے کر بھیجا۔ اور جن کے لئے دین کے راستوں میں سب سے زیادہ فضیلت کا راستہ مخصوص فرمایا جنکی امت کو بہترین امت قرار دیا جو لوگوں کے فائدے کے لئے مبعوث کیگئی ہے۔ ان کے لئے اور ان کی امت کے لئے وہ فضائل و محاسن جمع کر دیئے جن کی وجہ سے وہ تمام پہلی امتوں سے ممتاز ہوگئے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت پیدا تو سب سے آخر میں ہوئی لیکن مبعوث سب امتوں سے پہلے ہوئی، چنانچہ صحیح حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مبارک ہے:۔

نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ۔ اَلنَّاسُ لَنَا تَبَعٌ فِيْهِ غَدًا لِلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى۔

ہم آخر میں آنے والے قیامت کے دن آگے جانے والے ہونگے فرق صرف اس قدر ہے کہ انھیں کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے پیچھے دی گئی [illegible] جس میں ان کا اختلاف پڑ گیا (مراد جمعۃ المبارک ہے) اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ دن بتا دیا۔ اب لوگ اس بات میں بھی ہم سے پیچھے ہیں۔ ہمارا جمعہ ہے۔ ان کا شنبہ جو جمعہ سے دوسرے دن آتا ہے اور نصاریٰ کا یکشنبہ ہے جو جمعہ کے تیسرے دن آتا ہے +

نیز فرمایا:۔

اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ۔

سب سے پہلے زمین قیامت کے دن میرے سامنے سے پھٹیگی

نیز فرمایا:۔

اٰتِيْ بَابَ الْجَنَّةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ؟ فَاَقُوْلُ اَنَا مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ

میں جنت کے دروازے پر آکر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کرونگا۔ خازن کہیگا کہ آپ کون ہیں میں کہونگا کہ میں محمد ہوں وہ کہیگا کہ آپ ہی کا مجھے حکم

اُمِرْتُ اَنْ لَّآ اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ" دیا گیا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔
(الحدیث)

حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے فضائل بہت ہیں۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو اپنے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان فرق بتانے کا ذمہ دار کیا۔ اس لئے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر اور جو کچھ وہ لائے ہیں اس پر ایمان نہ لائے۔ اور ظاہر و باطن ان کا اتباع نہ کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور ولایت کا دعوے کرے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہ کرے وہ اولیاء اللہ میں سے نہیں ہے۔ بلکہ جو ان سے مخالف ہو وہ تو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور شیطان کے دوستوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ" (پ ۳ ع ۱۲)

اے محمدؐ ان سے کہدو کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کریگا۔

ولی کی تعریف حسن بصریؒ کی زبان سے

حسن بصری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دعوے کیا کہ ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ان کے امتحان کے لئے نازل فرمائی۔ اور اس میں یہ
۶ بیان کر دیا کہ جو شخص رسولؐ کا اتباع کریگا اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھیگا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مدعی ہو اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع نہ کرے تو وہ اولیاء اللہ سے نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ بہت سے لوگ دل میں اپنے متعلق یا کسی اور کے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ اولیاء اللہ نہیں ہوتے۔ یہود و نصارےٰ بھی تو اس کے مدعی ہیں کہ وہ خدا کے دوست اور محبوب ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ۔ (پ ۶ ع ۷)

اے رسولؐ ان سے کہو کہ اگر تم خدا کے ایسے ہی پیارے ہو تو تمہیں تمہارے گناہوں کے عوض عذاب کیوں دیتا ہے۔ بلکہ تم خدائی مخلوقات میں بشر کے انواع میں سے ایک

Marfat.com

نوع ہو اور بس -

اور فرمایا:-

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ
إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ
تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا
بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ -
(پ ١ ع ١٣)

اور یہود کہتے ہیں کہ یہود کے سوا اور نصاریٰ کہتے ہیں۔ نصاریٰ کے سوا جنت میں کوئی نہیں جانے پائیگا۔ یہ ان کے اپنے خیالی پلاؤ ہیں۔ اے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ اگر سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور وہ نیکوکار بھی ہے تو اس کیلئے اس کا اجر اس کے پروردگار کے پاس موجود ہے۔ اور آخرت میں ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہونگے ۔

مشرکین عرب کا یہ دعوےٰ تھا کہ مکہ مکرمہ میں رہنے اور بیت اللہ کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے ہم خدا کا کنبہ ہیں۔ اور اس کی وجہ سے دوسروں پر اپنی بڑائی جتایا کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ
فَكُنْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُونَ ،
مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ پ ١٨ ع ٤

ہماری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم اکڑتے اکڑتے قرآن کا مشغلہ بناتے ہوئے بیہودہ بکواس کرتے الٹے پاؤں بھاگے جاتے تھے۔

اور فرمایا:-

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا
لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ
وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ
الْمَاكِرِينَ - وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ
آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ
نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا إِنْ هَٰذَا

اے پیغمبر وہ وقت یاد کرو جب کافر تم پر داؤ چلانا چاہتے تھے۔ تاکہ تم کو گرفتار کر رکھیں یا تم کو مار ڈالیں یا تم کو جلا وطن کر دیں۔ اور حال یہ تھا کہ کافر اپنا داؤ کر رہے تھے اور اللہ اپنا داؤ کر رہا تھا۔ اور اللہ سب داؤ کرنے والوں سے بہتر داؤ کرنے والا ہے۔ اور جب ہماری آیات ان کو وہاں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہاں

Marfat.com

إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۔ وَإِذْ قَالُوا
اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ
مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً
مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ
أَلِيمٍ ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ
وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ
مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۔
وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ
اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ
إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ ،
وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۔

(پ ۹ ع ۱۸)

جی ہاں ہم نے سن تو لیا اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس طرح کا قرآن کہہ لیں۔ یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور بس اور اے پیغمبر وہ وقت یاد کرو جب ان کافروں نے دعا مانگی کہ یا اللہ اگر یہ دین اسلام یہی دین حق ہے اور تیری طرف سے اترا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا ہم پر کوئی اور عذاب دردناک لا نازل کر اور خدا ایسا نہیں ہے کہ تم ان لوگوں میں موجود رہو۔ اور وہ تمہارے رہتے ان لوگوں کو عذاب دے۔ اور خدا ایسا بھی نہیں ہے کہ بعض لوگ گناہوں کی معافی خدا سے مانگتے رہیں اور وہ ان سب کو عذاب دے۔ اور اب کہ تم مدینے ہجرت کرکے چلے آئے تو ان کفار مکہ کا کیا استحقاق رہا۔ کہ یہ تو خانہ کعبہ تک جانے سے مسلمانوں کو روکیں اور خدا ان کو عذاب نہ دے۔ حالانکہ یہ لوگ خدا کے دوست نہیں ہیں۔ خدا کے دوست صرف وہ ہیں جو اس سے ڈرتے ہیں لیکن ان میں کے بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

سو اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بیان فرمادیا کہ مشرکین میرے دوست نہیں ہیں میرے دوست متقی لوگ ہیں۔

صحیح میں حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا اور آپ پوشیدہ جگہ میں نہیں بلکہ علانیہ اور بلند آواز سے فرما رہے تھے۔ کہ فلاں لوگ (حضور نے اپنے اقارب واعزہ کی ایک جماعت کی طرف اشارہ فرمایا) میرے دوست نہیں ہیں میرا دوست اللہ ہے۔ اور نیکوکار اہل ایمان ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے کہ

فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَ
صَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۔ (پ ۲۸ ع ۱۹)

اللہ تعالیٰ اس کا دوست ہے جبرئیل اور نیک مومن اس کے دوست ہیں

Marfat.com

صالح المومنین سے مراد وہ شخص ہے جو اہل ایمان میں سے ہو اور نیک کام کرنے والا ہو۔ اور مومن و متقی اللہ تعالیٰ کے دوست ہوتے ہیں۔ ان لوگوں میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور وہ تمام لوگ داخل ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کا فخر حاصل کیا تھا۔ یہ لوگ تعداد میں چودہ سو تھے اور وہ سب جنتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔	درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے ایک بھی دوزخ میں نہ جائیگا۔

اسی طرح ایک اور حدیث ہے۔ اِنَّ اَوْلِیَآءِیَ الْمُتَّقُوْنَ اَیْنَ کَانُوْا وَحَیْثُ کَانُوْا" (میرے دوست متقی لوگ ہیں کوئی بھی ہو یا کہیں بھی ہو)

اطاعتِ رسول سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں

کفار میں سے بھی بعض آدمی اس کے مدعی ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کے ولی ہیں۔ حالانکہ وہ ولی نہیں بلکہ اس کے دشمن ہیں۔ اسی طرح منافقین میں سے بعض ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اسلام ظاہر کرتے ہیں۔ اور بظاہر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں بلکہ انسان اور جن دونوں کی طرف بھیجے گئے ہیں حالانکہ باطن میں ان کا عقیدہ اس کے خلاف ہوتا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں سمجھتے بلکہ انہیں دوسرے بادشاہوں کی جنس سے ایک بادشاہ سمجھتے ہیں جس کی لوگ اطاعت کرتے تھے وہ لوگوں پر اپنی رائے سے دبدبہ جماتا تھا یا یہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم رسول اللہ تو ہیں لیکن ان پڑھ لوگوں کی طرف نہ کہ اہل کتاب کی طرف بھیجے گئے۔ یہود و نصاریٰ بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ یا یوں کہتے ہیں کہ وہ عام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے جو خاص دوست ہیں ان کی طرف نہیں بھیجے گئے اور نہ وہ اولیاء اللہ ان کی رسالت کے محتاج ہیں۔ ان کو خدا کی طرف جانے کا جو رستہ معلوم ہے وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی جہت سے علیحدہ ہے۔ جیسا کہ خضر علیہ السلام کی راہ موسیٰ علیہ السلام سے علیحدہ تھی یا یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے وہ تمام چیزیں بلا واسطہ حاصل کر لیتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہو اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ظاہری احکام دے کر بھیجے گئے ہیں۔ ان

Marfat.com

ظاہری احکام میں تو ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں۔ رہے باطنی حقائق سو یہ نہ انہیں دئے گئے اور نہ وہ ان سے آگاہ تھے یا یہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ کی بہ نسبت ان حقائق کے زیادہ واقف ہیں۔ یا اتنے ہی واقف ہیں جتنے کہ رسول اللہ ہیں۔ اور رسول اللہ کی راہ پر چلنے کے بغیر ہی واقف ہو گئے ہیں۔

اصحاب صفہ کے متعلق غلط فہمیاں

ان میں سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اہل صفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مستغنی تھے۔ اور ان کی طرف آپ بھیجے ہی نہیں گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے باطنی طور پر اہل صفہ کو وہ سب کچھ وحی کے ذریعے سے بتادیا تھا جو کہ آپ کو معراج کی رات کو وحی کے ذریعے سے بتایا گیا تھا۔ اس لئے اہل صفہ انکے ہم رتبہ ہو گئے۔

ان لوگوں کو فرط جہالت سے یہ سمجھنے کی بھی توفیق نہ ہوئی کہ واقعۂ اسرار تو مکہ میں ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ (پ۱۵ ع۱)	وہ خدا عجز و درماندگی کے عیب سے پاک ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے ماحول پر ہم نے برکتیں نازل کر رکھی تھیں +

اور صفہ مدینے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے شمال کی طرف تھا۔ اس میں وہ مسافر اترا کرتے تھے جن کا نہ کوئی گھر ہوتا تھا اور نہ کوئی دوست ہوتے تھے جن کے ہاں وہ مہمان ٹھہریں۔ مؤمنین ہجرت کر کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا کرتے تھے۔ مدینہ پہنچکر جب کسی مکان میں کوئی گنجائش ہو سکتا ہوتا اور جس کی کوئی جگہ نہ ہوتی تھی وہ مسجد میں اترتا تھا۔ اور جب تک اسے کوئی ایسی جگہ نہ ملتی تھی۔ وہیں ٹھہرا رہتا تھا۔ اور اگر جگہ مل جاتی تو وہاں سے چلا جاتا تھا۔ اہل صفہ کوئی معین آدمی نہ تھے جو ہمیشہ صفہ ہی پر رہتے ہوں بلکہ وہ کبھی تھوڑے سے ہو جاتے تھے کبھی زیادہ ہو جاتے تھے۔ ایک شخص کچھ مدت کیلئے وہاں رہتا تھا پھر وہاں سے چلا جاتا تھا اور جو لوگ صفہ میں اترتے تھے وہ تمام مسلمانوں کی جنس سے ہوتے تھے۔ انہیں علم یا دین میں کوئی

131016

خصوصیت امتیازی نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ ان میں تو ایسے لوگ بھی تھے جو بعد میں اسلام سے پھر گئے تھے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کیا تھا۔ عرینی قبیلے کے آدمی مدینہ میں اتر پڑے آب و ہوا ناموافق آئی اور بیمار ہو گئے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دودھ دینے والی اونٹنیاں منگوائیں۔ اور فرمایا کہ ان کا دودھ اور پیشاب پیا کرو۔ چنانچہ اس علاج سے وہ تندرست ہو گئے۔ اور جب تندرست ہو گئے۔ تو ساربان کو قتل کر دیا اور اونٹنیوں کو ہانک لے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش کیلئے آدمی بھیجے چنانچہ وہ لائے گئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے ان کی آنکھوں میں لوہے کی جلتی ہوئی سلائیاں ڈالی گئیں۔ اور انہیں تپتے ہوئے ریگستان میں چھوڑ دیا گیا۔ پانی مانگتے تھے تو نہیں دیا جاتا تھا۔ ان کا قصہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہے۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ وہ صفہ میں آ رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صفہ میں انہی طرح کے لوگ بھی آتے تھے۔ اور ان میں سعد بن ابی وقاص جیسے مسلمان بھی اترتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص صفہ میں اترنے والوں میں سب سے زیادہ افضل تھے۔ پھر وہ چلے گئے تھے اور ابوہریرہؓ اور دیگر حضرات علیہم الرضوان انکی جگہ آ گئے تھے۔ ابو عبدالرحمن سلمی نے اصحاب صُفہ کی تاریخ مرتب کی ہے جس سے اس موضوع پر مزید روشنی پڑتی ہے۔

انصار اہلِ صُفہ میں سے نہیں تھے

انصار اصحاب صُفہ نہیں تھے۔ اور نہ بڑے بڑے مہاجرین مثلاً ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، ابو عبیدہ وغیرہم علیہم الرضوان ان میں شامل تھے۔ [illegible] ایک روایت ہے کہ مغیرہ ابن شعبہ کا ایک لڑکا صفہ میں اترا تھا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ لڑکا سات اکابر اقطاب میں سے ہے۔ مگر اس حدیث کے جھوٹا ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے گو ابونعیم نے اسے حلیہ میں روایت کیا ہے۔ اسی طرح ہر وہ حدیث جو اولیاء، ابدال، اوتاد اور اقطاب کی تعداد کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جاتی ہے۔ مثلاً یہ کہ ان کی تعداد چار یا سات یا بارہ یا چالیس یا ستر یا تین سو تیرہ ہے [illegible] ۸
کہ قطب ایک ہے۔ ان میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جس کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہونا ثابت ہو۔ اور ان الفاظ میں سے کوئی بھی بجز لفظ ابدال کے سلف صالحین کی زبان پر نہیں آیا۔

ان کے متعلق یہ بھی مروی ہے کہ وہ چالیس آدمی ہیں۔ اور وہ شام میں ہیں۔ یہ مسند میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حدیث ہے۔ اور یہ منقطع ہے اس کا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ مسلّم ہے کہ حضرت علیؓ اور ان کے رفقا جو کہ صحابہ میں سے تھے حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں سے افضل تھے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمام لوگوں میں جو آدمی افضل ہوں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں نہ ہوں اور حضرت معاویہؓ کے کیمپ میں ہوں۔ صحیحین میں ابو سعیدؓ کی روایت سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث منقول ہے کہ حضور نے فرمایا:۔

تَمْرُقُ مَارِقَةٌ مِنَ الدِّيْنِ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَقْتُلُهُمْ اَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ۔ (صحیحین)	جب مسلمانوں میں اختلاف پیدا ہوگا تو ایک گروہ دین سے اس طرح خارج ہوجائیگا جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان دین سے نکلنے والوں کو وہ جماعت قتل کریگی جو حق سے قریب تر ہوگی۔

یہ مارقین فرقہ حروریہ کے خوارج تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں مسلمانوں کے مابین اختلاف پیدا ہوا تو یہ دین سے نکل گئے۔ تو حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے دوستوں نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ حدیث صحیح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور انکے دوستوں کی بہ نسبت حق سے زیادہ قریب تھے۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ابدال انکے کیمپ کو چھوڑ کر ان کے کیمپ میں ملک شام میں شامل ہوجائیں۔ اسی طرح وہ حدیث ہے جسے بعض نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے یعنی یہ کہ کسی شخص نے یہ شعر پڑھے:۔

لَقَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِىْ	فَلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِ
اِلَّا الْحَبِيْبُ الَّذِىْ شُغِفْتُ بِهٖ	فَعِنْدَهٗ رُقْيَتِىْ وَتِرْيَاقِىْ

محبت کا سانپ میرے جگر کو ڈس گیا ہے۔ اس کا علاج نہ طبیب سے ہو سکتا ہے اور نہ تعویذ گنڈہ لکھنے والے سے۔ ہاں اگر اس کا علاج کرنے والا کوئی ہے تو وہ محبوب ہے جس میں شیدا ہوں وہی کہ پاس میرا جھاڑ پھونک ہے اور ان کے پاس میرے زہر کا تریاق ہے اور ان شعروں کو سن کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وجد طاری ہوگیا۔ حتےٰ کہ چادر حضور کے

Marfat.com

وہ عرش مبارک سے گر پڑی۔

علم حدیث کے جاننے والوں نے بہ اتفاق اس حدیث کو جھوٹا کہا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ جھوٹی روایت یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور ان میں سے ایک ٹکڑا جبرئیل علیہ السلام نے اٹھا کر عرش پر لٹکا دیا۔ یہ اور اسطرح کی حدیثیں ایسی ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علم و واقفیت رکھنے والے آدمیوں کے نزدیک سفید ترین جھوٹ ہیں۔

اسی طرح ایک اور روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا "نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ باہم باتیں کر رہے تھے ادمیں ان دونوں میں زنگی کی طرح تھا" یہ جھوٹ اور بناوٹی حدیث ہے۔ علماء حدیث اس کے جھوٹا ہونے پر متفق ہیں۔

مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ جو شخص رسالت عامہ کا ظاہر میں اقرار کرے اور باطن میں اس کا عقیدہ اسکے مخالف ہو تو وہ منافق ہوگا۔ اور اگر وہ باطن میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی لائی ہوئی شریعت کا منکر ہونے کے باوجود اپنے یا اپنی طرح کے دوسرے آدمیوں کو اولیاء اللہ سمجھیگا تو اس کی وجہ یا تو عناد ہوگا یا جہالت ہوگی۔

خاتم النبیین کی رسالت پر یہود و نصاریٰ کا جزوی ایمان

چنانچہ بعض یہود و نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔ لیکن کہتے ہیں کہ آپ اہل کتاب کی طرف نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ ہم پر ان کا اتباع ضروری نہیں۔ اس لئے کہ ہماری طرف ان سے پہلے رسول آچکے ہیں۔ سو یہ تمام لوگ اپنے اور اپنی جماعت کے متعلق اولیاء اللہ ہونے کے دعویٰ کے باوجود سب کے سب کفار ہیں۔ اولیاء اللہ وہ ہیں جن کی توصیف اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اس قول سے فرمائی ہے:-

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

9 یاد رکھو کہ خدا کے دوست ایسے ہیں کہ قیامت کے دن نہ ان پر خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر ہونگے

Marfat.com

وَكَانُوا يَتَّقُونَ" (پ ۱۲ ع ۱۲)

یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور خدا سے ڈرتے رہے۔

ایمان کی شرطیں

ایمان کی ضروری شرطیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ۔ اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں۔ اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان ہو۔ جو رسول بھی خدا کا بھیجا ہوا ہو اور جو کتاب بھی خدا کی نازل کی ہوئی ہو سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسٰى وَعِيسٰى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ۔ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔
(پ ۱ ع ۱۶)

مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور قرآن جو ہم پر اترا اس پر اور صحیفے جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ پر اترے ان پر اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو جو کتاب ملی اس پر اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا اس پر ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جدائی نہیں سمجھتے اور ہم اسی ایک خدا کے فرمانبردار ہیں۔ تو اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی ان ہی چیزوں پر ایمان لے آئیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو بس راہ راست پر آگئے۔ اور اگر انحراف کریں۔ تو سمجھو کہ بس وہ تمہاری ضد پر ہیں۔ تو اے پیغمبر ان کے شر سے خدا کا حفظ و امان تمہارے لئے کافی ہوگا۔ اور وہ سننے والا اور ہر ایک کے حال سے واقف ہے۔

اور فرمایا:۔

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ، كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا

ہمارے پیغمبر محمدؐ اس کتاب کو مانتے ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی اور دوسرے مسلمان بھی یہ سب کے سب اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں کو مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے۔ نیز کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور تسلیم کیا۔ اے ہمارے پروردگار تیری مغفرت درکار

إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ "

(پ ۳ ع ۷)

ہے۔ اور تیری ہی طرف پھر کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسکی طاقت کے مطابق۔ اچھے کام کرے گا تو اسی کا فائدہ ہے اور برے کام کریگا تو ان کا وبال اسی پر پڑیگا اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہمیں اس کا مواخذہ نہ کر۔ اے ہمارے پروردگار ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جیسا کہ تو نے ان لوگوں پر ڈالا تھا جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار اور ہم پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈال جسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو ہمیں معاف کر ہمارے گناہ بخش دے اور ہم پر رحمت کر۔ تو ہمارا آقا ہے تو ان لوگوں کے مقابلہ میں جو کہ کافر ہیں ہماری مدد کر۔

اور اسی سورہ کے اول حصے میں فرمایا۔

الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ " (پ ۱ ع ۱)

الٓم یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کی راہنما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور اے پیغمبر جو کتاب تم پر اتری اور جو تم سے پہلے اتریں۔ ان سب پر ایمان لاتے۔ اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے رستے پر ہیں۔ اور یہی آخرت میں من مانی مرادیں پائینگے۔

پس ایمان کیلئے یہ ماننا ضروری ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمام گروہوں جنوں اور آدمیوں کی طرف بھیجا ہے۔ جو شخص ان کے لائے ہوئے شرائع واحکام پر ایمان نہ لائے۔ وہ سرے سے مومن ہی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کے متقی اولیاء میں سے ہو۔ اور جو شخص ان کی لائی ہوئی شریعت کے بعض حصے پر ایمان لائے اور بعض سے انکار کرے وہ بھی کافر ہے مومن نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے:

Marfat.com

إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۔ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ أُجُوْرَهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا "

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبروں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے پیغمبروں میں جدائی ڈال دیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض حصے کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ انکے درمیان کی کوئی راہ اختیار کریں ۔ وہ لوگ یقیناً کافر ہیں ۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب طیار کر رکھا ہے ۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے کسی کو جدا نہیں سمجھتے ۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ جلد ان کا اجر دے دیگا ۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔ (پ ۶ ع ۱) •

توسلِ رسول کی حدود

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایمان لانے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان انہیں اللہ تعالیٰ اور اسکی مخلوق کے مابین اوامر و نواہی ۔ وعد و وعید اور حلال و حرام کی تبلیغ کا وسیلہ سمجھے حلال وہی ہے جسے اللہ اور اس کا رسولؐ حلال قرار دے اور حرام وہ جس کو اللہ اور اس کا رسول حرام ٹھہرائے دین وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول نے مشروع کیا ہو جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ کسی ولی کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کی راہ معلوم ہے تو وہ کافر ہے ۔ اور شیطان کا دوست ۔

رہا اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوقات کو پیدا کرنا ۔ انہیں روزی دینا ۔ ان کی دعائیں قبول کرنا ۔ ان کے دلوں کو ہدایت کرنا ۔ دشمنوں پر انہیں فتح دینا اور دیگر تمام امور جو منافع حاصل کرنے اور تکالیف دور کرنے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ سو یہ تمام باتیں ایک اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف میں ہیں ۔ ان کو جن اسباب سے چاہے مہیا کر ڈالتا ہے ۔ اس طرح کی چیزوں میں پیغمبروں کی وساطت کو کوئی دخل حاصل نہیں ہے ۔

سکندر بن فیلقوس اور ذوالقرنین

پھر خواہ کوئی شخص زہد ۔ عبادت اور علم میں کتنی ہی بلندی پر کیوں نہ پہنچ جائے ۔ لیکن جب

Marfat.com

تک محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو سکتا ہے۔ علماء یہود و نصاریٰ میں بڑے بڑے علامہ اور درویش تھے۔ عبادت گزار تھے اسی طرح عرب۔ ترکی اور ہندوستان وغیرہ کے مشرکین میں بھی علماء اور عبادت گزار لوگ تھے۔ ہندوستان اور ترکی میں بڑے بڑے حکماء ہو گزرے ہیں۔ جو صاحب علم بھی تھے اور اپنے طریق زہد و عبادت کا بھی خوب شغل رکھتے تھے لیکن اگر وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے ایک ذرے کے بھی منکر ہیں تو وہ کافر ہیں اور خدا کے دشمن ہیں۔ خواہ کوئی جماعت انہیں ولی ہی کیوں نہ سمجھتی ہے۔ فارس کے حکماء کفار مجوس تھے۔ یونان کے حکماء ارسطو وغیرہ مشرک اور بتوں اور ستاروں کے پوجنے والے تھے۔ ارسطو مسیح علیہ السلام سے تین سو سال پہلے ہو گزرا ہے۔ سکندر بن فیلقوس مقدونی کا وزیر تھا۔ اس کے حالات روم و یونان اور یہود و نصاریٰ کے مورخین نے لکھے ہیں۔ یہ وہ ذوالقرنین نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ بعض لوگوں کو گمان ہوا کہ ارسطو ذوالقرنین کا وزیر تھا۔ چونکہ ذوالقرنین کو بھی کبھی کبھی سکندر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اسلئے ان لوگوں کو دھوکا لگا کہ سکندر مقدونی ہی سکندر ذوالقرنین ہے۔ ابن سینا اور اسکی جماعت اسی رائے پر ہے۔ حالانکہ یہ رائے غلط ہے۔ یہ سکندر جس کا وزیر ارسطو تھا مشرک تھا۔ اور ذوالقرنین نے بعد کے زمانے کا ہے۔ اس نے نہ دیوار بنائی نہ یاجوج و ماجوج کے ملک میں پہنچا۔ اور اس کے حالات روم کی مشہور تاریخوں میں درج ہیں۔

ایمان کے بغیر اجتہاد موجب فلاح نہیں ہو سکتا

عرب۔ ہند۔ ترک اور یونان وغیرہ کے بعض مشرکین علم۔ زہد اور عبادت میں انتہا درجے تک پہنچے ہوئے تھے لیکن پیغمبروں کے متبع نہیں تھے۔ اور نہ ان کی لائی ہوئی شریعتوں کو مانتے تھے۔ جو خبر انہیں دی جاتی تھی اس میں وہ پیغمبروں کو سچا نہیں سمجھتے تھے۔ جو حکم انہیں دیا جاتا تھا۔ اس کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔ یہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور نہ اولیاء اللہ ہیں۔

شیطانی شعبدے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ لوگ ایماندار نہیں ہیں تو پھر ان سے وہ خرق عادت افعال کس طرح صادر ہو جاتے ہیں جنہیں لوگ کرامات کہتے ہیں۔ سو اسکی وجہ یہ ہے کہ شیطان ان

Marfat.com

کے ساتھ یارانہ گانٹھ لیتے ہیں۔ اور ان پر نازل ہو ہو کر بعض ایسی باتیں بتاتے ہیں جنہیں وہ لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے یہ خارق عادت تصرفات سحر کی جنس سے ہیں۔ اور وہ خود ان کاہنوں اور ساحروں کی جنس سے ہیں جن پر شیاطین نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ؟ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ" (پ ۱۹ ع ۱۵)	اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ کس پر شیطان اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکار پر اترا کرتے ہیں سنی سنائی بات کانوں میں ڈال دیتے ہیں اور انہیں سے اکثر تو نرے جھوٹے ہی ہیں۔

اور وہ تمام لوگ جو مکاشفات اور خوارق عادات کے مدعی ہیں جب پیغمبروں کے متبع نہ ہوں تو ضروری ہے کہ وہ جھوٹ بولا کریں۔ اور انکے شیطان ان سے جھوٹی باتیں کہا کریں۔ اس لئے ان کے اعمال کا شرک، ظلم، فواحش، غلو اور بدعت فی العبادت لیسے فسق و فجور سے آلودہ ہونا لازمی ہے۔ اسی وجہ سے ان پر شیطان اترتے ہیں۔ اور ان کے دوست بن جاتے ہیں سو وہ شیطان کے اولیاء میں سے ہوئے نہ کہ رحمٰن کے اولیاء میں سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ۔ (پ ۲۵ ع ۱۰)	اور جو شخص ذکر خدا سے اغماض کیا کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں اور وہ اسکے ساتھ رہتا ہے۔

ذکرِ الٰہی کی تعریف

اور ذکر خدا اسی ذکر کا نام ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو کر لائے ہیں اور وہ قرآن کریم ہے۔ جو شخص قرآن کو نہ مانے اسکی باتوں کو سچا نہ سمجھے۔ اور اسکے حکم کو واجب نہ سمجھے وہ اس سے اعراض کرتا ہے۔ اسلئے اس پر شیطان تعینات ہو جاتا ہے اور اس کے
11 ساتھ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ۔ (پ ۱۷ ع ۵)	اور یہ مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا۔

اور فرمایا:۔

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ	اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی کی۔ تو اسکی زندگی تنگی میں گزریگی۔ اور قیامت کے دن بھی ہم اسکو اندھا کر کے اٹھائینگے

Marfat.com

أَعْمٰى - قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ أَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا - قَالَ كَذٰلِكَ أَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ (پ ۱۶ ع ۱۶)

وہ کہیگا اے میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا اور میں تو دنیا میں اچھا خاصا دیکھتا بھالتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اسیطرح ہونا چاہئے تھا۔ دنیا میں تیرے پاس ہماری آتیں آئیں مگر تو نے انکی کچھ خبر نہ لی۔ اور اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی جائیگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی آتیں ہیں۔ اسی لئے اگر کوئی شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا رات دن ہمیشہ ذکر کرتا رہے۔ اور ساتھ ہی انتہا درجہ کا زاہد اور عابد بھی ہو۔ اور عبادت میں مجتہد بھی بن جائے۔ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس ذکر کا اتباع نہ کرے جو کہ اس نے نازل فرمایا ہے۔ اور وہ قرآن کریم ہے۔ تو وہ شخص شیطان کے دوستوں میں سے ہے خواہ وہ ہوا میں اڑتا پھرے اور پانی پر چلا کرے۔ کیونکہ ہوا میں بھی تو اسے شیطان ہی اڑا کرلے جاتا ہے۔ اور اس موضوع پر کسی دوسری جگہ مفصل بحث کی گئی ہے۔

فصل

ایمان کے جسم میں نفاق کے جراثیم

بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں ایمان تو ہوتا ہے لیکن ان میں ایک شعبہ نفاق کا بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ

جس آدمی میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں کی ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے تا آنکہ اسے ترک کر دے جب بات کرے تو جھوٹ کرے اور جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس

Marfat.com

كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ

کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب معاہدہ کرے تو دھو دے۔

اور صحیحین میں یہ بھی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ اَوْ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً اَعْلَاهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَ الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔

ایمان کی ساٹھ سے کچھ زیادہ یا فرمایا ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں سب سے زیادہ بلند لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے ادنے راستے سے تکلیف کی چیز کو دور کر دینا ہے اور حیا ، ایمان کی ایک شاخ ہے ۔

اور چند چیزیں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص میں انمیں سے کوئی خصلت ہو اسمیں نفاق کی خصلت ہے تا آنکہ اسے ترک کر دے صحیحین میں ثابت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو کہ بہترین مومنوں میں سے تھے فرمایا کہ تم میں جاہلیت کا اثر ہے اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "یا رسول اللہ کیا اس درجہ عمر رسیدہ ہونے کے بعد بھی مجھ میں جاہلیت کا اثر باقی ہے" حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"

اور صحیح حدیث ہے کہ حضور پر نور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَرْبَعٌ فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ: اَلْفَخْرُ فِي الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْاَنْسَابِ وَالنِّيَاحَةُ عَلَى الْمَيِّتِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ

میری امت میں چار خصلتیں جاہلیت کے اثر سے ہیں۔ قابلیتوں پر فخر کرنا ۔نسب کا طعنہ دینا میت پر نوحہ کرنا اور ستاروں کے ذریعہ پانی مانگنا ۔

اور صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ۔

منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کریگا تو جھوٹ بولیگا جب وعدہ کریگا تو اسکے خلاف کریگا اور جب امین بنایا جائیگا تو خیانت کریگا۔

اور صحیح مسلم میں اس حدیث کے ساتھ اس ٹکڑے کا بھی اضافہ ہے وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ" (اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور مدعی اس امر کا ہو کہ وہ مسلم ہے)

بخاری میں ابن ابی ملیکہؓ کا یہ قول مذکور ہے :- " اَدْرَکْتُ ثَلَاثِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کُلُّھُمْ یَخَافُ النِّفَاقَ عَلٰی نَفْسِہٖ ۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تیس کے ساتھ مجھے ملنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک خائف رہتا تھا کہ کہیں مجھ میں نفاق نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

وَمَا اَصَابَکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰہِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا وَقِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوِادْفَعُوْا قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا تَّبَعْنٰکُمْ ھُمْ لِلْکُفْرِ یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْھُمْ لِلْاِیْمَانِ ۔ (پ ۴ ع)

اور جس دن دو جماعتیں بھڑ گئیں اور تمکو مصیبت پہنچی تو خدا کا حکم یوں ہی تھا اور یہ بھی غرض تھی کہ خدا ایمان والوں کو معلوم کرے اور منافقوں کو بھی معلوم کرے اور منافقوں سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے راستے میں لڑو یا دشمن کو ہٹا دو۔ تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم سمجھتے کہ آج لڑائی ہوگی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے۔ یہ لوگ اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک تر تھے۔

سو ان لوگوں کو بہ نسبت ایمان کے کفر سے قریب تر قرار دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ انہیں کفر اور ایمان ملا جلا ہے۔ اور ان کا کفر قوی تر ہے۔ اور بعض میں کفر و ایمان ملا جلا ہوتا ہے لیکن ۱۲
ان کا ایمان قوی تر ہوتا ہے۔ اور جب اولیاء اللہ مومنین متقین ہی ٹھہرے۔ تو ظاہر ہے کہ بندے کا ایمان اور تقوے جس قدر زیادہ ہوگا اتنی ہی اللہ تعالیٰ سے اسکی ولایت بڑھیگی۔ پس جو شخص ایمان و تقوے میں کامل تر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکی دوستی اور ولایت کامل تر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی میں بعض لوگ دوسرے لوگوں پر اتنی ہی فضیلت رکھتے ہیں جتنی فضیلت انہیں ایمان و تقویٰ میں حاصل ہو۔ اسی طرح لوگ ایک دوسرے سے خدا سے دشمنی رکھنے میں بھی اتنے ہی بڑھے ہوئے ہوتے ہیں جتنے کہ وہ کفر اور نفاق میں بڑھے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ فَمِنْھُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّکُمْ زَادَتْہُ ھٰذِہٖٓ اِیْمَانًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْھُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِھِمْ وَ

اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو منافقوں میں سے بعض لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگتے ہیں کہ بھلا اس سورت نے تم میں سے کس کا ایمان بڑھایا۔ سو جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا تو ایمان بڑھایا اور وہ اپنی جگہ خوشیاں مناتے ہیں اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے ان کو تو اس نے انکی پلید نجاست پر ایک

مَاتُوْا وَهُمْ كَافِرُوْنَ " (پ ۱۱ ع ۵)

خباثت اور بڑھائی اور یہ لوگ کفر ہی کی حالت میں مر گئے۔

اور فرمایا:۔

اِنَّمَا النَّسِیُٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ " (پ ۱۰ ع ۱۱)

مہینوں کا سرکا دینا مزید کفر ہے

اور فرمایا:۔

وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًی وَّ اٰتَاهُمْ تَقْوٰهُمْ " (پ ۲۶ ع ۶)

اور جو لوگ رو براہ ہیں قرآن سننے سے انکو زیادہ ہدایت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں پرہیزگاری کی توفیق دیتا ہے۔

اور منافقوں کے بارے میں فرمایا:۔

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا " (پ ۱ ع ۲)

ان کے دلوں میں بیماری پہلے سے تھی پھر اللہ تعالیٰ نے انکی بیماری کو زیادہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا ہے کہ ایک شخص میں اسکے ایمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی دوستی ہوتی ہے اور اسی میں اس کے کفر و نفاق کے باعث اللہ تعالیٰ کی دشمنی بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِیْمَانًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۵)

(ان باتوں سے) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ایمان بڑھاتا ہے جن میں پہلے سے ایمان ہو۔

اور فرمایا:۔

لِیَزْدَادُوْا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ " (پ ۲۶ ع ۹)

تاکہ انکے پہلے ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو۔

فصل

اولیاء اللہ کے دو طبقے

اولیاء اللہ کے دو طبقے ہیں سابقین مقربین اور اصحاب یمین مقتصدین۔ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہوں پر فرمایا ہے۔ سورہ واقعہ کے اول میں اور اسکے آخر میں، سورہ دہر میں

Marfat.com

سورہ مطففین میں اور سورہ فاطر میں۔ سورہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کبریٰ کا ذکر پہلے حصے میں فرمایا اور قیامت صغریٰ کا ذکر آخر حصے میں فرمایا۔ پہلے حصے میں فرمایا۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَا اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ " (پ ۲۷ ع ۱۳)

جب قیامت جو ضرور ہونیوالی ہے۔ واقع ہوگی اور اسکے واقع ہونے میں کچھ بھی خلاف نہیں اسوقت لوگوں کا فرق مراتب ظاہر ہوگا بعضوں کو نیچا دکھائیگی۔ اور بعضوں کے درجے بلند کریگی۔ اور واقع ہوگی اس وقت جبکہ زمین بڑے زور سے ہلنے لگیگی۔ اور پہاڑ ٹوٹکر ایسے ریزے ریزے ہو جائینگے جیسے ذرے پڑے اڑ رہے ہیں۔ اور اسوقت تم لوگوں کی بھی تین قسمیں ہونگی۔ ایک تو داہنے ہاتھ والے سو داہنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا ہے۔ اور ایک بائیں ہاتھ والے سو بائیں ہاتھ والوں کا کیا ہی برا حال ہے۔ اور تیسرے جو سب سے آگے سامنے بٹھائے گئے ہیں۔ سو یہ آگے ہی بڑھانے کے قابل ہیں۔ یہ بارگاہ خداوندی کے مقرب ہیں انکو بہشت کے آرام و آسائش کے باغوں میں جگہ دی جائیگی۔ اس گروہ میں بہت تو اگلے لوگوں میں سے ہونگے اور تھوڑے سے پچھلوں سے بھی۔

جب قیامت کبریٰ قائم ہوگی تو لوگوں کی تقسیم اسی طریق پر ہوگی اس قیامت کبریٰ میں اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں کو جمع کردیگا۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں کئی جگہوں میں فرما دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ کے آخر میں فرمایا۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ، فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ، فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ، فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّتُ

تو کیا جب جان بدن سے کھنچ کر گلے میں آ پہنچے اور تم اسوقت ٹکر ٹکر پڑے دیکھا کرو اور کچھ نہ کر سکو اور ہم تمہارے داروں کی بنسبت اس بیمار جاں بلب سے زیادہ نزدیک ہیں مگر تم کو دکھائی نہیں دیتا۔ ہاں اگر تم کسی کے دبیل نہیں بیٹھے اور خود اختیاری کے دعوی میں بیٹھے ہو۔ تو جان کھنچ گئی ہے تم نے پیچھے اسکو بدن میں لوٹا کیوں نہیں لاتے اگر بارگاہ خداوندی کے قرب والوں میں سے ہے تو اسکے

Marfat.com

نَعِیْمٍ وَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ
فَسَلٰمٌ لَّکَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ وَاَمَّآ اِنْ
کَانَ مِنَ الْمُکَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ فَنُزُلٌ مِّنْ
حَمِیْمٍ وَّتَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ
الْیَقِیْنِ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ (پ ۲۷ ع ۱۶)

لئے آرام و آسائش ہے اور با فراغت روزی اور مزے کی بہشت ہے۔ اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو اس سے کہا جائیگا کہ اے شخص جو داہنے ہاتھ والوں میں ہے تجھ پر سلام اور اگر جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے تو جھلستے پانی کی ضیافت ہے۔ اور آخر کار جہنم میں دھکیل دینا بیشک آخرت کا یہ حال جو بیان کیا گیا بالکل سچ و یقینی ہے۔

سورۂ دہر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

۱۳ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا
وَّاِمَّا کَفُوْرًا اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ
سَلٰسِلَا وَاَغْلٰلًا وَّسَعِیْرًا۔
اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ
مِزَاجُهَا کَافُوْرًا۔ عَیْنًا یَّشْرَبُ
بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا۔
یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا
کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا وَیُطْعِمُوْنَ
الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا
وَّاَسِیْرًا۔ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ
اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا
اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا
فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰهُمْ
نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا
جَنَّةً وَّحَرِیْرًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۹)

ہم نے اسکو دین کا راستہ بھی دکھایا پھر اب دو قسم کے آدمی ہیں۔ یا تو شکر گزار ہیں یعنی مسلمان یا ناشکر یعنی کافر ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں اور طوق اور دوزخ کی دھکتی ہوئی آگ یہ چیزیں طیار کر رکھی ہیں بیشک جو لوگ نکوکار ہیں آخرت میں ایسی شراب کے جام پینگے جسمیں کافور کے پانی کی آمیزش ہوگی۔ اور کافور کے پانی کا ایک چشمہ ہوگا جسکا پانی اللہ کے خاص بندے پینگے۔ اور جہاں چاہینگے اس چشمے کو بہائے جائینگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس روز قیامت سے ڈرتے ہیں جسکی مصیبت عام سب طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور خدا کا حب کرکے محتاج اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں اور ان کو کھانا بھی دیتے ہیں۔ کہ ہم تو تمکو صرف خدا کا منہ کرکے کھلاتے ہیں ہمکو تم سے نہ کچھ بدلہ درکار ہے نہ شکر گزاری ہمکو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگ رہا ہے جب لوگ مارے رنج کے منہ بنائے تیوری چڑھائے ہونگے۔ خدا نے بھی اس دن کی مصیبت سے ان کو بچالیا اور ان کو تازہ روئی اور خوش وقتی سے ملا دیا۔ اور جیسا انہوں نے دنیا میں صبر کیا تھا اسکے بدلے میں رہنے کو بہشت اور پہننے کو ریشمی پوشاک عنایت کی۔

اسی طرح سورہ مطففین میں فرمایا:-

کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ

سنو جی! بدکاروں کے نامۂ اعمال قیدیوں کے رجسٹر میں درج ہوتے

Marfat.com

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ۔ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۔ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۔ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۔ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۔ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۔ كَلَّا إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ۔ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ ۔ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۔ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ۔ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ۔ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۔ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ۔ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۔ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ۔ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ۔ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ۔ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۔ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ۔ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ۔ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ " (پ ۳۰ ع ۸)

رہتے ہیں۔ اور اے پیغمبر تم کیا سمجھے کہ قیدیوں کا رجسٹر ہے کیا چیز۔ وہ ایک کتاب ہے جس میں وقتاً فوقتاً لکھا جاتا ہے۔ اس دن جھٹلانیوالوں کی تباہی ہے۔ جو روز جزا کو جھوٹ جانتے ہیں۔ اور اسکو وہی جھوٹ جانتا ہے جو حد سے بڑھ چلا ہوا اور بدبو۔ جب اسپر ہماری آئتیں پڑھی جائیں تو کہے کہ اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ ڈھکوسلے نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان ہی کے اعمال بد کے زنگ بیٹھ گئے ہیں۔ سنو جی یہی لوگ ہیں جو اس دن اپنے پروردگار کے سامنے نہیں آنے پائینگے۔ پھر یہ لوگ ضرور جہنم میں داخل ہونگے پھر ان سے کہا جائیگا کہ یہی تو وہ چیز ہے جسکو تم دنیا میں جھوٹ جانتے تھے۔ سنو جی نیک لوگوں کے نامۂ اعمال عالی مرتبہ لوگوں کے رجسٹر میں درج ہوتے رہتے ہیں۔ اور اے پیغمبر تم کیا سمجھے کہ عالی مرتبہ لوگوں کا رجسٹر ہے کیا چیز۔ وہ ایک کتاب ہے جسکی وقتاً فوقتاً خانہ پری ہوتی رہتی ہے۔ اسپر مقرب فرشتے تعینات ہیں۔ بیشک نیک لوگ بڑے آرام میں ہونگے۔ تختوں پر بیٹھے بہشت کی سیر دیکھ رہے ہونگے۔ اے مخاطب تو انکو دیکھے تو انکے چہروں سے خوشحالی کی تازگی صاف پہچان لے انکو شراب خالص سربند پلائی جائیگی جس کی بوتل کی مہر مشک کی ہوگی۔ اور ریس کرنیوالوں کو چاہئے کہ اس کی ریس کیا کریں۔ اور اس شراب میں تسنیم کے پانی کی ملونی ہوگی۔ تسنیم بہشت کا ایک چشمہ ہے جس میں سے خاص کر مقرب لوگ پئیں گے۔

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے سلف صالحین سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں تسنیم کا پانی اصحاب یمین کیلئے ملایا جائیگا اور مقربین اسے بغیر ملونی کے پئینگے۔ اللہ تعالیٰ نے (یَشْرَبُ بِهَا) فرمایا اور (یَشْرَبُ مِنْهَا) نہیں فرمایا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے قول یَشْرَبُ کے ساتھ (یَرْوِی بِهَا) (سیر ہو کر پئیگا) کا معنیٰ بھی ملا دیا۔ کیونکہ شارب (پینے والا) کبھی

پینا تو ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور جب (یشرب منہا) کہا جائے تو اس سے سیر ہونے پر دلالت نہیں ہوتی اور جب (یشرب بہا) کہا جائے۔ تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اسے سیر ہو کر پیتے ہیں۔ سو مقربین اسے سیر ہو کر پیتے ہیں۔ اور اس کے ہوتے ساتے انہیں اور کسی پینے کی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسلیئے وہ اسے بغیر آمیزش کے پیتے ہیں۔ اسکے خلاف اصحاب یمین کیلئے اس شراب میں آمیزش کی جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ دہر میں فرمایا

كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا
عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا (پ ۲۹ ع ۱۹)

وہ چشمہ جس میں کافور ملی ہوتی ہے۔ اس سے اللہ کے بندے سیر ہو کر پئینگے اور جہاں چاہینگے اس چشمے کو بہا لے جائینگے۔

عِبَادُ اللّٰهِ سے مراد مقربین ہیں جنکا ذکر اسی سورت میں آیا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ بدلہ خیر و شر کا عمل کی جنس کے مطابق ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ
الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ
يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ
اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ
مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي
عَوْنِ اَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ
۱۴ فِيْهَا عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى
الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ
بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ
بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ
الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ
اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ
لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ رواہ مسلم فی صحیحہ

جس نے کسی مومن کی کوئی دنیوی تکلیف دور کی اللہ تعالیٰ اس کی ایک اخروی تکلیف دور کریگا۔ اور جس نے کسی تنگدست کی مشکل آسان کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی فرمائیگا اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے۔ اور جو شخص طلب علم کیلئے کچھ راستہ طے کرے اللہ تعالیٰ اسکے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور جب کبھی لوگ خدا کے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کی درس و تدریس باہمی کرتے ہیں تو ان پر تسکین نازل ہوتی ہے اور ان پر رحمت الٰہی چھا جاتی ہے۔ فرشتے ان کے گرد حلقہ بنا دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے درباریوں میں ان کا ذکر خیر کرتا ہے۔ اور جسے اسکا عمل پیچھے ڈال دے اسے اسکی نسب آگے نہیں بڑھاتی اسے مسلم نے صحیح میں روایت کیا۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا :-

اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ (ترمذی)

رحم کرنیوالوں پر خدا رحم کرتا ہے۔ رحم کرو تم اہل زمین پر تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے" ترمذی کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

سنن میں ایک دوسری صحیح حدیث ہے :-

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا الرَّحْمٰنُ خَلَقْتُ الرَّحِمَ وَشَقَقْتُ لَهَا اِسْمًا مِّنْ اِسْمِيْ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهٗ "

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں رحمٰن ہوں میں نے رشتے پیدا کئے ہیں اور انکا نام اپنے نام سے مشتق کر کے رکھا ہے۔ جو شخص صلہ رحمی کریگا میں اسکو ملائے رکھونگا۔ اور جو رشتوں کو توڑ دیگا میں اسے توڑ ڈالونگا۔

اور فرمایا :-

مَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ "

جس نے ان (رشتوں) کو ملایا۔ اللہ تعالیٰ اسے ملاتا ہے اور جو ان کو توڑتا ہے اللہ تعالیٰ اسے توڑ دیتا ہے۔

اور اس طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں

اور اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں مقربین اور اصحاب یمین جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں ہر دو قسم اولیاء کے اعمال کی تشریح کر دی ہے۔ فرمایا :-

يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِمِثْلِ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا "

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی اس نے میرے ساتھ جنگ کا اعلان کیا اور کوئی بندہ فرائض ادا کرنے سے جسقدر میرے قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور ذریعے سے نہیں ہوتا اور میرا بندہ نوافل ادا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں نوافل کے ذریعہ سے اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور [illegible] اس سے محبت کر لوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ [illegible] اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

Marfat.com

ابرار یا اصحاب الیمین نیکو کاروں میں سے وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو فرائض ادا کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کر دیا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور اپنے آپکو نوافل کی تکلیف نہیں دیتے اور نہ غیر ضروری حاجات سے باز رہتے ہیں۔

مُقربین

سابقین مقربین وہ لوگ ہیں جو فرائض ادا کرنے کے بعد نوافل کے ذریعہ سے قرب حاصل کرتے ہیں۔ واجب اور مستحب کام کرتے ہیں۔ حرام اور مکروہ کاموں کو چھوڑتے ہیں جب وہ ان تمام وسائل کے ذریعہ سے جو کہ انہیں محبوب ہوئے ہیں اور جن پر انہیں قدرت حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں تو پروردگار ان سے پوری پوری محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ " (میرا بندہ اسوقت تک نوافل کے ذریعے سے میرے قرب کا جویا رہتا ہے حتّٰی کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں) اس محبت سے مراد مطلق محبت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ (فاتحہ)	ہمیں سیدھا راستہ بتا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا نہ کہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا راستہ۔

یہاں انعام سے مراد وہی مطلق اور کامل انعام ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے قول مبارک

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔	جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں شہیدوں اور نیکو کاروں کے ساتھ ہوگا اور ان لوگوں کا ساتھ بہت اچھا ہے۔ (پ ۵ ع ۶)

ان مقربین کے حق میں مباحات وہ اطاعات بن جاتی ہیں۔ جن کے ذریعے سے وہ اللہ عزوجل سے قرب حاصل کرتے ہیں۔ اور انکے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت ہوتے ہیں۔ بس یہ لوگ چشمہ تسنیم کی خالص شراب پئینگے۔ اسلئے کہ ان کے عمل بھی خالص اور کھرے ہیں

Marfat.com

مقتصدین

اور جو درمیانہ درجہ کے لوگ ہیں ان کے اعمال میں بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو وہ اپنے نفس کیلئے کرتے ہیں چونکہ وہ اعمال مباح ہوتے ہیں اسلئے نہ تو انکو ان اعمال پر سزا ملتی ہے اور نہ جزا۔ ان لوگوں کو خالص شراب نہ ملیگی۔ بلکہ مقربین کی شراب میں سے ان کیلئے اسی قدر آمیزش ہوگی جس قدر کہ وہ دنیا میں مقربین کے اعمال کی طرح کے اعمال اپنے نامۂ اعمال میں شامل کر چکے ہونگے۔

انبیاء کی دو قسمیں، عبد و رسول، اور ملک و نبی

اسی طرح انبیاء کی دو قسمیں کی گئی ہیں ایک بندہ پیغمبر اور دوسرا بادشاہ نبی۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو بندہ اور رسول بنیں اور چاہیں تو بادشاہ اور نبی 15
بنیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بندہ اور رسول بننا پسند کر لیا۔ بادشاہ نبی کی مثالیں داؤد و سلیمان علیہما السلام اور ان کی طرح کے دوسرے انبیاء ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام نے دعا کی:۔

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا
يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ، فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ
تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَاءً حَيْثُ اَصَابَ
وَالشَّيَاطِيْنَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَّ غَوَّاصٍ
وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ
هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ
اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (پ ۲۳ ع ۱۲)

اے میرے پروردگار میرا قصور معاف فرما۔ اور مجھکو ایسی سلطنت عنایت کر کہ میرے پیچھے کسی کو سزاوار نہ ہو۔ بیشک تو بڑا فیاض ہے تو ہم نے ہوا کو انکا تابع کر دیا۔ کہ جہاں پہنچنا چاہتے انکے حکم کے مطابق اسی طرف کو نرمی سے چلتی۔ اور اسی طرح جتنے دیو عمارت بنانے والے غوطہ خور تھے سب کو انکا تابع کر دیا اور ان کے علاوہ دوسرے دیووں کو بھی انکا تابع کر رکھا تھا جو زنجیروں میں بندھے رہتے تھے ہم نے سلیمان (علیہ السلام) سے کہا کہ یہ ہے ہماری بےحساب دین اب تم چاہو تو اس سے لوگوں پر احسان کرو یا تمام ساز و سامان اپنے پاس رکھو۔

"فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ" سے مراد یہ ہے کہ جسے چاہو دو اور جسے چاہو محروم کر دو تم سے کوئی حساب نہیں پوچھا جائیگا۔ پس بادشاہ نبی وہ کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض کیا ہو اور اس کام کو چھوڑ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کر دیا ہو۔ اور وہ اپنے ملک و مال میں اپنی

Marfat.com

پسند اور اختیار کے مطابق تصرف کرتا ہے۔ اسے گناہ نہیں ہوتا۔ اور بندہ رسول کسی کو اپنے پروردگار کے حکم کے سوا کچھ نہیں دیتا۔ اور وہ اپنی مرضی کے مطابق نہ کسی کو کچھ دیتا ہے اور نہ کسی کو محروم کرتا ہے۔ بلکہ جسے دینے کا حکم اسکو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے اس کو دیتا ہے۔

اور جسے دوست بنانیکا حکم اسکو اپنے پروردگار کی طرف سے ملے اسی کو دوست بناتا ہے اس کے سارے کے سارے اعمال اللہ تعالیٰ کی عبادت ہیں جیساکہ صحیح بخاری میں حضرت ابی ہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَآ اُعْطِیْ اَحَدًا وَّلَآ اَمْنَعُ اَحَدًا اِنَّمَآ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَیْثُ اُمِرْتُ ؎	مجھے اللہ کی قسم کہ میں کسی کو کچھ نہیں دیتا اور نہ کسی سے کچھ باز رکھتا ہوں میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں۔ وہاں خرچ کرتا ہوں جہاں حکم ہو۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے شرعی اموال کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول کی طرف کیا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ (پ ۹ ع ۱۵)	اے رسول کہو کہ غنیمت کا مال اللہ اور رسول کیلئے ہے۔

اور فرمایا:۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ" (پ ۲۸ ع ۴)	جو مال اللہ اپنے رسول کو ان بستیوں کے لوگوں سے مفت میں دلوا دے وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا۔ الخ

اور فرمایا:۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَ لِلرَّسُوْلِ" (پ ۱۰ ع ۱)	اور جان رکھو کہ جو چیز تم لڑائی میں لوٹ کر لاؤ اسکا پانچواں حصہ خدا کا اور رسول کا۔ الخ

اسی لئے علماء کا ظاہر ترین قول یہ ہے کہ اس طرح کے مال اسی جگہ خرچ کئے جائیں جہاں پر خرچ کرنا اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کے پسند ہو اور امام مالک اور سلف صالحین کے مذہب کے مطابق ان اموال کے مصرف میں خدا اور رسول کی مرضی معلوم کرنے کیلئے اولی الامر کا اجتہاد معتبر ہے اور یہ امام احمد کی روایت سے مذکور رہے اور خمس کے بارہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پانچ پر تقسیم کیا جائے امام شافعیؒ کا قول یہی ہے اور امام احمدؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے اور کہا گیا ہے

Marfat.com

کہ تین پر تقسیم کیا جاوے جیساکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور یہاں پر بیان کرنا مقصود ہے کہ بندہ رسول بادشاہ نبی سے افضل ہے چنانچہ ابراہیم۔ موسیٰ ۔ عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام یوسف ۔ داؤد اور سلیمان علیہم السلام سے افضل ہیں جس طرح مقربین سابقین ان ابرار اصحاب الیمین سے افضل ہیں جو کہ مقربین سابقین نہ ہوں جس شخص نے واجبات ادا کئے اور مباحات میں سے جو پسند ہوا اسے بھی کر گزرے وہ ابرار اصحاب الیمین میں سے ہے اور جو وہی کرے جو خدا کو پسند ہو اور مباحات سے بھی اسی کام میں مدد لینے کا ارادہ کرے جسکا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ۔ وہ مقربین سابقین سے ہے۔

فصل

اولیاء اللہ کے درجے

اللہ تعالیٰ نے سورہ فاطر میں اپنے ان اولیاء کا ذکر بھی کیا ہے جو کہ درمیانے درجے کے ہیں اور ان کا ذکر بھی فرمایا ہے جو کہ سبقت لے جانے والے ہیں:۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۔ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا

پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث ٹھہرایا جنکو ہم نے اہل سمجھ کر اس خدمت کیلئے منتخب فرمایا یعنی مسلمانوں کو پھر ان میں سے بعض تو اس پر عمل نہ کرکے اپنی جانوں پر ستم کر رہے ہیں اور بعض انہیں سے بیچ کی چال چلے جاتے ہیں اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جو خدا کے حکم سے نیکیوں میں اوروں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں یہی تو خدا کا بڑا فضل ہے اور صلہ مد ہے ہمیشہ رہنے کے بہشت کے باغ کہ یہ لوگ رہنے کیلئے انہیں داخل ہونگے وہاں انکو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائینگے۔ اور وہاں انکا معمولی لباس بھی ریشمی ہوگا اور یہ لوگ نعمتیں پاکر کہینگے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہر طرح کا رنج وغم ہم سے دور کردیا بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور ایسا بڑا قدردان ہے کہ اس نے ہمکو اپنے فضل سے ٹھہرنے کیلئے

۱۶ یمسنا فیھا لغوب" (پ ۲۲ ع ۱۶)

ایسے گھر میں لا اتارا کہ یہاں ہمکو نہ کسی طرح کی تکلیف پہنچتی ہے اور نہ یہاں ہمکو تکان لاحق ہوتی ہے۔

لیکن یہ تینوں قسمیں جو کہ اس آیت میں ہیں صرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ مخصوص ہیں جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ "ثم اورثنا الکتاب" اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہی نے پہلی امتوں کے بعد کتاب کی میراث سنبھالی اور یہ حفاظ قرآن ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص جو قرآن پر ایمان لائے ان ہی لوگوں میں سے ہے اور ان لوگوں کو ظالم لنفسہٖ اور مقتصد تین قسموں میں منقسم کیا اسکے خلاف جو آیات کہ سورہ واقعہ سورہ تطفیف اور انفطار میں وارد ہیں انمیں تمام پہلی امتوں کے مومن اور کافر داخل ہیں اور یہ تقسیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے مخصوص ہے۔ ظالم لنفسہٖ وہ لوگ ہیں جو کہ گناہ کریں اور اسپر اصرار کریں اور جو شخص گناہ سے توبہ کرے گناہ خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اگر توبہ صحیح ہوگی تو وہ اسکی وجہ سے سابقین سے خارج نہ ہوگا مقتصد وہ ہوتا ہے جو فرائض ادا کرے اور محرمات سے پرہیز کرے۔ سابق بالخیرات وہ ہوتا ہے جو کہ فرائض اور نوافل دونوں ادا کرے۔ جیساکہ ان آیات میں ہے اور شخص اپنے گناہ سے خواہ کیسا ہی گناہ کیوں نہ ہو صحیح طور پر توبہ کرے وہ اسکی وجہ سے سابقین اور مقتصدین سے خارج نہیں ہوتا جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ

اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف لپکو جسکا پھیلاؤ اتنا ہے جیسے زمین و آسمان کا پھیلاؤ ہے۔ یہی جنت ان پرہیزگاروں کیلئے تیار ہے جو خوشحالی اور تنگدستی دونوں حالتوں میں خدا کے نام خرچ کرتے اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصوروں سے درگزر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اور وہ لوگ ایسے نیک دل ہیں کہ بتقاضائے بشریت جب کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا کوئی اور بیجا بات کرکے اپنا یعنی اپنے دین کا کچھ نقصان کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں اور خدا کے سوا اپنے بندوں کے گناہوں کا معاف کرنیوالا اور ہے ہی کون

Marfat.com

يَعْلَمُوْنَ ، اُولٰٓئِكَ جَزَآءُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ " (پ ۴ ع ۵)

اور جو بے جابات کر بیٹھتے ہیں تو دیدہ دانستہ اسپر اصرار نہیں کرتے یہی لوگ ہیں جنکا بدلہ انکے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے اور مغفرت کے علاوہ بہشت کے باغ جنکے تلے نہریں پڑی بہتی ہونگی وہ ان میں ہمیشہ رہینگے اور نیک کام کرنیوالونکے بھی کیسے اچھے اجر ہیں۔

مقتصد وہ ہوتا ہے جو کہ فرائض ادا کرے اور حرام چیزوں سے اجتناب کرے اور سابق بالخیرات وہ ہوتے ہیں جو فرائض کے علاوہ نوافل بھی ادا کریں جیسا کہ ان آیات میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تو اس سے اہلِ سنت یہ استدلال کرتے ہیں کہ اہل توحید میں سے کوئی بھی ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیگا۔ البتہ اسکے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث مروی ہیں کہ بہت سے لوگ جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہیں دوزخ میں داخل ہونگے۔ اور اسکے متعلق بھی تواتر کے ساتھ حدیثیں وارد ہیں کہ یہ اہل کبائر بالآخر نکلینگے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم انکی اور دیگر اہل نار کی شفاعت فرمائینگے اور وہ دوزخ سے نکالے جائینگے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی شفاعت فرمائینگے۔ اور دوسرے لوگ بھی۔ بعض لوگ مثلاً معتزلی کہتے ہیں کہ اہل کبائر آگ میں ہمیشہ رہینگے اور آیت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ سابقین ہی اسمیں داخل ہونگے۔ اور مقتصد یا ظالم بنفسہ اس میں داخل نہ ہونگے۔ تو یہ قول فرقہ مرجیہ کے اس قول کے مقابلے میں ہے کہ اہلِ کبائر میں سے کوئی قطعاً دوزخ میں داخل ہی نہ ہوگا۔ اور سارے کے سارے عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوجائینگے یہ دونوں قول سنت متواترہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اجماع سلف صالحین۔ اور اقوال ائمہ مجتہدین کے مخالف ہیں۔ اور ان دونوں جماعتوں کے قول کی غلطی پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول مبارک دلیل ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (پ ۵ ع ۴)

اللہ تعالیٰ اسکو نہیں بخشتا جو اسکا کسی کو شریک ٹھہرائے اور ١٧
اس سے کم درجے کے جس گناہ گار کو چاہے بخش دیتا ہے

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مشرک کو نہیں بخشیگا اور اس سے کم درجے گناہ گاروں کو بخش دیگا۔ بشرطیکہ وہ چاہے اس سے یہ مراد لینا جائز نہیں ہے کہ تائب ہی کو بخشیگا جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالے مشرک کو بھی بخش دیگا اور شرک سے کم درجے کے گناہ کو بھی توبہ کرنے پر بخش دیتا ہے اور معتزلہ اسے مشیئت کے ساتھ مشروط نہیں کرتے اور یہ توبہ کرنیوال

کی مغفرت کے بیان میں مذکور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (پ ۲۴ ع ۳)

اے پیغمبر میرے ان بندوں سے جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا یہ کہہ دو کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

یہاں مغفرت عام اور مطلق کر دی گئی اللہ تعالیٰ بندے کیلئے جو گناہ بھی ہو بخش دیتا ہے اور اور جو شخص شرک سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اسے بھی بخش دیتا ہے اور جو کبائر سے توبہ کرے وہ بھی بخش دیا جاتا ہے الغرض جو گناہ بھی ہو اور بندہ اس سے تائب ہو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے پس توبہ کی آیت میں عموم اور اطلاق ہے۔ اور اس آیت میں تخصیص و تعلیق ہے۔ شرک کی تخصیص کر دی گئی اسے نہیں بخشیگا اور اس کے سوا دوسرے گناہوں کا معاف ہونا مشیت پر منحصر کیا گیا ہے اس سے اس قول کی غلطی ثابت ہوتی ہے کہ ہر گناہ گار کی مغفرت یقینی ہے اور شرک سے بڑھ کر گناہ بھی ہے یعنی خالق کو معطل کر دینا یا یہ کہ کسی گناہ پر عذاب نہ ہونا جائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یہ مذکور نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ بعض گناہوں کو بخشتے ہیں۔ اور بعض کو نہیں بخشتے۔ اور اگر ہر ظالم بنفسہٖ تو یہ یا گناہوں کو مٹانیوالی نیکیوں کے بغیر بخش دیا جاتا تو یہ مشیت کے ساتھ معلق نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ وہ کم درجے کے گناہ کو جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اس کی دلیل ہے کہ بعضوں کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں اور بعضوں کے نہیں۔ سو اس سے نفی بھی باطل ہو گئی اور عام معافی بھی باطل ہو گئی۔

حقیقتِ ایمان و کفر

جب اللہ تعالیٰ کے اولیاء مومن اور متقی ہوئے تو چونکہ لوگ ایمان و تقوے میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں اس سے وہ اسی کے مطابق ولایت میں بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں جیساکہ وہ کفر و نفاق میں اسی کے مطابق اللہ کی عداوت میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔ ایمان اور تقویٰ کی اصل اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو ماننا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر تسلیم کرنا ہے سو ان پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبروں اور کتابوں پر ایمان لانا ہے۔ اور کفر و نفاق کی اصل یہ ہے کہ پیغمبروں اور ان کے لائے

Marfat.com

ہوئے احکام سے انکار کر دیا جائے اور یہی وہ کفر ہے جس پر آخرت میں عذاب ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ وہ کسی کو عذاب نہیں دیتا جب تک کہ اس کے پاس رسالت نہ پہنچ جائے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔ (پ۱۵ ع۲)

اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دینے کے جب تک پیغمبر نہ بھیج لیں۔

اور فرمایا:۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۔ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۭ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۔ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۔ (پ۶ ع۳)

ہم نے تمہاری طرف وحی کی جیسا کہ ہم نے نوح اور دیگر نبیوں کی طرف وحی کی جو ان کے بعد تھے ۔ اور جس طرح ہم نے ابراہیم ۔ اسمٰعیل ۔ اسحٰق ۔ یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ ۔ ایوب ۔ یونس ۔ ہارون سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی ۔ اور داؤد کو ہم نے زبور کتاب عنایت کی ۔ بعض پیغمبروں کے قصے ہم نے تم سے بیان کر دیئے اور بعض پیغمبروں کے حالات ہم نے تمہارے سامنے بیان نہیں کئے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے باتیں کیں اور خوب کیں ۔ سب پیغمبر نیکوں کو جنت کی خوشخبری دینے والے اور بدوں کو عذاب خدا سے ڈرانے والے تھے ۔ تاکہ پیغمبروں کے آنے پیچھے لوگوں کو خدا پر کسی طرح کا چھتار رکھنے کا موقع باقی نہ رہے ۔

اہل دوزخ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ، قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۔ (پ۲۹ ع۱)

جب اس دوزخ میں ایک جماعت داخل کی جائیگی تو اس کے دربان اس جماعت سے پوچھینگے کیا تمہارے پاس کوئی خدا سے ڈرانے والا نہیں آیا کہینگے ہاں آیا لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا ۔ اور کہہ دیا کہ خدا نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم ضرور بڑی گمراہی میں پڑے ہو ۔

اس آیت نے یہ خبر دی کہ جب ایک جماعت دوزخ میں پھینکی جائیگی تو وہ جماعت اس

Marfat.com

۱۸ کا اقرار کریگی کہ اس کے پاس گناہوں سے ڈرانے والا آیا تھا۔ اور انہوں نے اسے جھٹلایا تھا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ دوزخ میں صرف وہ جماعت ڈالی جائیگی جس نے گناہوں سے ڈرانے والے (نبی) کی تکذیب کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو مخاطب کرکے فرمایا:۔

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔ (پ ۲۳ ع ۱۴)۔	میں ضرور جہنم کو تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے بھر دوں گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو ابلیس کی پیروی کرنے والوں سے بھر دیگا اور جب جہنم بھر جائیگا تو اس میں اور کسی کی گنجائش نہ ہوگی۔ اس لئے جہنم میں صرف وہ لوگ داخل ہونگے جو شیطان کی پیروی کرینگے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا کوئی گناہ نہ ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ اس جماعت سے ہوگا جس نے شیطان کی پیروی نہیں کی۔ اور گناہ گار نہیں بنا۔ اور اس سے پہلے یہ ذکر آچکا ہے کہ دوزخ میں صرف وہ لوگ داخل ہونگے جن پر پیغمبروں کے ذریعے سے حجت پوری ہو چکی ہے۔

ایمانِ مفصّل اور مجمل کی تعریف

بعض لوگ پیغمبروں پر مجمل ایمان لاتے ہیں۔ ایمان مفصل وہ ہوتا ہے کہ جو کچھ پیغمبر لائے ہوں اس میں سے بہت کچھ اس شخص تک پہنچ جائے۔ اور کچھ نہ بھی پہنچے۔ سو جو کچھ اس کے پاس پہنچ جائے اس پر ایمان لائے۔ اور جو نہ پہنچے اس سے واقف نہ ہو۔ اور اگر اس کے پاس پہنچ جائے تو اس پر ایمان لے آئے۔ لیکن جو کچھ پیغمبر لائے ہوں اس پر مجمل ایمان لائے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ اس پر عمل کرے جیسے وہ سمجھ لے کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ عمل کرے۔ تو وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اس کے ایمان و تقویٰ کے مطابق اس کی ولایت ہوگی۔ اور جس چیز کی حجت اس پر قائم نہ ہوئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے پہچاننے اور اس پر ایمان مفصل لانے کی تکلیف ہی نہیں دیتا اور نہ اس کے ترک پر عذاب دیتا ہے۔ البتہ اس میں سے جو کمی رہ جاتی ہے اس کے مطابق ولایت الٰہی کے کمال میں بھی اس کے لئے کمی رہتی ہے۔ جو شخص رسول کے لائے ہوئے احکام و شرائع

Marfat.com

سے واقف ہو ان پر ایمان مفصل لائے۔ اور ان پر عمل کرے اس کا ایمان اور اس کی ولایت اس شخص کے ایمان و ولایت کی بہ نسبت زیادہ کامل ہوتی ہے۔ جو ان سے مفصل طور پر واقف نہ ہو اور نہ عمل کرے لیکن ہونگے دونوں ولی اللہ۔ جنت کے درجے مقرر ہیں۔ بعض درجوں کو دوسرے درجوں پر بڑی فضیلت ہے۔ اور اولیاء اللہ جو کہ مومن و متقی ہوتے ہیں ان میں اپنے ایمان و تقویٰ کے مطابق ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۔

(پ ۱۵ ع ۲)

جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں اسی دنیا میں سہولت اسکو دے دیتے ہیں۔ مگر پھر آخر کار ہم نے اس کے لیے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جس میں وہ بُرے حالوں راندۂ درگاہ خدا ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو شخص طالب آخرت ہو اور آخرت کیلئے جیسی کوشش کرنی چاہئے۔ ویسی اس کیلئے کوشش بھی کرے۔ اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو۔ تو یہی لوگ ہیں جن کی محنت خدا کے ہاں مقبول ہوگی۔ اے پیغمبر اُن کو اور ان کو تیرے پروردگار ہی کی بخشش سے ہم امداد دیتے ہیں اور تیرے پروردگار کی مدد کسی پر بند نہیں۔ دیکھو تو سہی کہ ہم نے دنیا میں بعض لوگوں کو بعض پر کیسی برتری دی ہے اور البتہ آخرت کے درجے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اور ویسے ہی اس دن کی برتری بھی بڑھ کر ہے۔

بعض اہل جنت کی بعض پر فضیلت

اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ وہ طالب دنیا کو بھی اور طالب آخرت کو بھی اپنی بخشش سے امداد دیتا ہے۔ اور نیک ہو یا بد کسی پر اس کی بخشش کا دروازہ بند نہیں ہے۔ پھر فرمایا "اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا" اس میں بیان فرمایا کہ آخرت میں لوگوں کو ایک دوسرے پر جو فضیلت ہوگی۔ وہ اس فضیلت کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوگی جو دنیا میں ہوتی ہے اور

Marfat.com

آخرت کے درجے دنیا کے درجوں سے بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس طرح تمام بندے ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں فرمایا:۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ " (پ ۳ ع)	ان پیغمبروں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور بعض کے اور وجوہ سے درجے بلند کئے اور عیسیٰؑ ابن مریم کو کھلے کھلے معجزے دئے اور اس کی تائید روح قدس سے کی۔

اور فرمایا:۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا " (پ۱۵ ع)	ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر برتری دی اور داؤدؑ کو ہم نے زبور دی۔

صحیح مسلم میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

۱۹	اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَاَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ اِحْرِصْ عَلٰى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّيْ فَعَلْتُ لَكَانَ كَذَا وَكَذَا وَلٰكِنْ قُلْ قَدَرُ اللّٰهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطٰنِ "	مومن قوی مومن ضعیف کی بہ نسبت بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ ہر اچھی چیز کو جو تجھے نفع پہنچائے حاصل کرنے کی کوشش کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ اور عاجز نہ ہو۔ اور اگر تجھے کچھ تکلیف پہنچ جائے تو یہ نہ کہہ کہ "اگر میں کرتا تو ایسا ہوتا" بلکہ یہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی جو چاہا سو کر دیا۔ کیونکہ "اگر" شیطان کی کارستانیوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اور صحیحین میں ابو ہریرہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَاَصَابَ فَلَهٗ	جب کوئی حاکم اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست

اَجْرَانِ وَاِذَا اجْتَهَدَ فَاَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ"

نکلے تو اس کے لئے دو اجر ہیں۔ اور جب اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد غلط نکلے تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى" (پ ۲۷ ع ۱۷)

تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے راہ خدا میں مال خرچ کئے اور دشمنوں سے لڑے وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ درجے میں ان سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے پیچھے مال خرچ کئے اور لڑے اور یوں حسن سلوک کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے سب ہی سے کر رکھا ہے۔

اور فرمایا:۔

لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ ۵ ع ۱۰)

جب مسلمانوں کو کسی طرح کی معذوری نہیں اور وہ جہاد سے بیٹھ رہے اور ان کے شریک ہونے کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی یہ لوگ درجے میں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے مال و جان سے جہاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجہ کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے۔ اور یوں خدا کا وعدہ نیک تو سب ہی مسلمانوں سے ہے اور اللہ نے ثواب عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بڑی برتری دی ہے۔ یہ لوگوں کے مدارج میں جو خدا کے ہاں سے ٹھہرے ہوئے ہیں اور اس کی بخشش اور رحمت۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور فرمایا:۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاۤجِّ وَعِمَارَةَ

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور ادب

Marfat.com

دیوانوں اور بچوں کی ہے۔نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

یُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَۃٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰی یُفِیْقَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یَحْتَلِمَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ۔	یہ تینوں گروہ معاف ہیں دیوانہ جب تک ہوش میں نہ آئے بچہ جب تک بالغ نہ ہو اور سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے۔

اس حدیث کو اہل سنن نے علی وعائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کیا ہے اہل علم اس حدیث کے قابل قبول ہونے میں متفق ہیں البتہ وہ بچہ جس میں تمیز کی قوت پیدا ہو چکی ہو اس کی عبادات درست ہوتی ہیں اور اس کو ثواب بھی ملتا ہے۔جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔لیکن مجنون مرفوع القلم کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ نہ اس کی عبادات درست ہیں نہ کفر وایمان۔نہ نماز وغیرہ۔بلکہ عام اہل عقل کے نزدیک وہ تجارت اور صنعت وغیرہ دینوی معاملات کا بھی اہل نہیں ہے۔نہ وہ بزاز ہو سکتا ہے اور نہ عطار۔لوہار یا بڑھئی بہ اتفاق علماء اس کے وعدے بھی درست نہیں ہیں۔اس کی خرید وفروخت، نکاح وطلاق، اقرار وشہادت الغرض ہر طرح کے اقوال غیر معتبر ہیں۔اس کے اقوال سارے کے سارے لغو ہیں۔اور ان سے کوئی شرعی حکم وابستہ نہیں ہو سکتا۔نہ ان کا ثواب ملتا ہے۔اور نہ ان کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔صاحب تمیز بچے کی حالت اس سے مختلف ہے۔بعض جگہوں میں اس کے اقوال نص اور اجماع کے مطابق معتبر ہوتے ہیں اور بعض جگہوں میں ان کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے۔

جب مجنون کا ایمان وتقوٰی معتبر نہیں اور نہ وہ فرائض ونوافل سے خدا کا قرب حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔تو اس کا ولی اللہ ہونا ممتنع ہوا اور کسی کو یہ جائز نہیں کہ اس کے متعلق ولی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھے۔قطعاً جبکہ اس پر اس کی دلیل بھی نہو۔رہا یہ سوال کہ مجنون کے بعض مکاشفات وتصرفات سننے یا دیکھنے میں آئے ہیں۔مثلاً کسی نے دیکھا کہ اس نے کسی کی طرف اشارہ کیا اور مشار الیہ مر گیا یا گر پڑا۔سو یہ ثابت شدہ بات ہے کہ مشرکین واہل کتاب میں سے بعض کفار ومنافقین کو بھی مکاشفات اور شیطانی تصرفات حاصل تھے۔کاہن۔جادوگر۔مشرک پجاری اور اہل کتاب وہ وہ شعبدے دکھاتے تھے کہ

Marfat.com

لوگ دنگ رہ جاتے تھے۔ اس لیئے کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ صرف اس بات کو کسی شخص کے ولی اللہ ہونے کی دلیل قرار دے۔ خواہ اس نے اس میں کوئی ایسی بات بھی نہ دیکھی ہو جو ولی ہونے کو منافی ہو۔ چہ جائیکہ اس شخص میں ایسی باتیں پائی جائیں جو ولی اللہ ہونے کی منافی ہوں۔

اتباعِ رسولؐ سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں

مثلاً یہ معلوم ہو کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے واجب ہونے کا ظاہراً و باطناً عقیدہ نہیں رکھتا۔ بلکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شرع ظاہری کے تبع ہیں نہ کہ حقیقت باطنی کے۔ یا اس کا یہ عقیدہ ہو کہ اولیاء اللہ کے پاس خدا کی طرف جانے کا طریقہ انبیاء علیہم السلام کے طریقہ سے علاوہ ہے۔ یا یہ کہے کہ انبیاء نے راستہ تنگ کر دیا ہے۔ یا یہ کہ ان کی پیروی عوام کے لئے ہے نہ کہ خواص کے لیئے۔ اسی طرح کی اور کئی باتیں ان لوگوں کے عقاید میں داخل ہو گئی ہیں جو ولی ہونے کے مدعی ہوتے ہیں ان لوگوں میں تو یک گو نہ کفر ہے۔ جو کہ سرے سے ایمان کا منافی ہے تا بہ ولایت چہ رسد جو شخص اس وجہ سے کسی کو ولی سمجھے کہ اس سے خلاف عادت کوئی کام سرزد ہو گیا ہے وہ یہود و نصارٰی سے زیادہ گمراہ ہے۔ اسی طرح مجنوں کا مجنون ہونا ہی صحت و ایمان و عبادات کا منافی ہے۔ اور ایمان و عبادات ولی اللہ ہونے کی شرطیں ہیں۔ جو شخص کبھی دیوانہ ہو جائے اور کبھی ہوش میں آجائے اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ جب وہ ہوش کی حالت میں خدا اور رسولؐ پر ایمان لاتا ہو فرائض ادا کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو تو یہ شخص جب مجنوں ہو جائے تو اس کا جنون اس کو مانع نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس ایمان و تقوای کا جو کہ وہ بحالت افاقہ حاصل کر چکا ہے ثواب دے اور اسی طرح اسے ولایت بھی حاصل ہو اور جو شخص ایمان اور تقوای کے بعد مجنوں ہو جائے اس کو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے ایمان اور تقوای کا اجر اور ثواب دیتا ہے۔ اور اس جنوں کی وجہ سے جس میں کہ وہ اپنے کسی برے فعل کی وجہ سے مبتلا نہ ہوا ہو ضائع نہیں کرتا جنون کی حالت میں وہ مرفوع القلم رہیگا ان حالات میں جو شخص ولایت کا مدعی ہو اور وہ فرائض ادا

نہ کرتا ہو نہ گناہوں سے بچتا ہو بلکہ ایسے کام کرتا ہو جو ولایت کے منافی ہیں تو ایسے شخص کو ولی اللہ کہنا کسی فرد کے لئے جائز نہیں ہے۔ اگر مجنوں تو نہ ہو لیکن جنوں کے بغیر ہی بیخود سا رہتا ہو یا کبھی جنوں کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہے اور پھر افاقہ ہو جائے لیکن وہ فرائض ادا نہ کرے اور اعتقاد رکھے کہ اس پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع واجب نہیں ہے تو وہ کافر ہے خواہ وہ ظاہراً اور باطناً مجنوں اور مرفوع القلم ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے شخص کو اگر کافروں جیسا عذاب نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عزت کا بھی مستحق تو نہیں ہے جو کہ اہل ایمان اور تقویٰ کے لئے مخصوص ہے ان دونوں تقدیروں پر کسی شخص کے لئے اس کے بارے میں ولی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں لیکن اگر افاقہ کی حالت میں وہ مومن اور متقی ہو تو اس کے مطابق اس کو ولایت حاصل ہو گی اور اگر وہ افاقہ کی حالت میں کفر و نفاق میں مبتلا ہو۔ پھر اس پر جنوں طاری ہو گیا ہو تو اس کفر و نفاق کی وجہ سے اس کو عذاب ملیگا اور اس کا جنوں اسے اس کفر و نفاق سے دور نہیں کر سکتا جو کہ افاقہ کی حالت میں وہ کما چکا ہے۔

عارف لوگ مخلوق کے اندر ہی چھپے رہتے ہیں

اولیاء اللہ ظاہری مباح امور میں لوگوں سے کسی طرح ممتاز نہیں ہوتے۔ نہ ان کی کوئی خاص وردی ہوتی ہے نہ وہ بال منڈوانے یا بالوں کو چھوٹا کرنے میں بشرطیکہ یہ چیزیں مباح ہوں ان کو کوئی خاص امتیاز حاصل ہوتا ہے چنانچہ کہاوت ہے۔ کم من صدیق فی قباء وکم من زندیق فی عباء

بسا اوقات صدیق فاخرہ قباء میں ملبوس ہوتے ہیں اور بسا اوقات زندیق بے دین گودڑی پہنے ہوتے ہیں ع

درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

بلکہ اولیاء اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام گروہوں میں موجود ہیں بشرطیکہ وہ ظاہری بدعات اور فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوں۔ یہ لوگ اہل تمیز۔ اہل علم۔ اہل جہاد۔ اہل شمشیر۔ اہل تجارت و صنعت اور اہل زراعت سب لوگوں میں پائے جاتے

Marfat.com

ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی قسمیں حسب ذیل بیان فرمائی ہیں:۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ
أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ
وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ
مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ
وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ
فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ
مِنَ الْقُرْآنِ عَلِمَ أَن سَيَكُونُ مِنكُم
مَّرْضَىٰ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي
الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ
وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۔

(پ ۲۹ ع ۱۳)

اے پیغمبر تمہارا پروردگار جانتا ہے کہ تم اور چند لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہو اور رات اور دن کا ٹھیک اندازہ اللہ ہی کر سکتا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ تم وقت کا حفظ نہیں کر سکتے تو اس نے تمہارے حال پر رحم کیا۔ اور وقت کی قید اٹھا دی تو اب تہجد میں جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔ اس کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی بیمار پڑینگے اور بعض خدا کے فضل یعنی معاش کی تلاش میں ادھر ادھر ملک میں سفر کرتے ہونگے اور بعض خدا کی راہ میں دشمنوں سے لڑتے ہونگے۔ تو بہرکیف جتنا قرآن تہجد میں آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔

صُوفی کی وجہ تسمیہ

سلف صالحین اہل دین وعلم کو قاری کہا کرتے تھے۔ چنانچہ علما اور عبادت گذار لوگ اسی جماعت میں داخل ہیں بعد میں صوفیا اور فقرا کا نام پیدا ہوگیا تھا اور صوفیا کا نام صوف کے لباس کی طرف منسوب ہے اور یہی صحیح بات ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے فقہا کی برگزیدگی کی طرف اشارہ ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے ۲۲
کہ یہ نام صوفہ ابن ادین کی طرف منسوب ہے جو کہ عرب کے ایک قبیلہ کی اولاد تھی اور وہ قبیلہ عبادت گزاری میں مشہور تھا نیز کہا گیا ہے کہ صوفی کا نام اصحاب صفہ کی طرف منسوب ہے بعض کہتے ہیں کہ صفا کی طرف منسوب ہے بعض کہتے ہیں کہ صفوت کی طرف منسوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پہلی صف میں کھڑا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہ قول ضعیف ہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صفی

یا صفائی یا صفوی وغیرہ کہا جاتا اور صوفی نہ کہا جاتا اور فقرا کے نام کا اطلاق اہل سلوک پر بھی ہونے لگا اور یہ حال ہی میں مشہور ہوا ہے لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا صوفی کا نام افضل ہے یا فقیر کا۔ اس میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ شکر گزار غنی بہتر ہے یا صبر کرنے والا فقیر اور اس مسئلے میں قدیم سے جھگڑا چلا آتا ہے جنیدؒ اور ابو العباس ابن عطار کے درمیان بھی یہ جھگڑا ہوا احمد بن حنبلؒ سے اس معاملہ میں دو روایتیں ہیں اور صحیح وہی بات ہے جس کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا:-

یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ (پ ۲۶ ع ۱۴)	لوگو ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہ ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے۔

صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون لوگ افضل ہیں فرمایا جو تمام لوگوں سے زیادہ پرہیزگار ہوں۔ عرض کی گئی کہ ہم یہ نہیں پوچھتے تو فرمایا یوسف نبی اللہ ابن یعقوب نبی اللہ ابن اسحٰق نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ افضل ہیں۔ پھر عرض کی گئی کہ ہم یہ نہیں پوچھتے تو فرمایا کہ معاون عرب کے متعلق پوچھتے ہو؟ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا (لوگوں کی مثال بھی سونے اور چاندی کی کانوں کی ایسی ہے ان میں سے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں سب سے بہتر تھے ان کو جب سمجھ آجائے تو اسلام میں بھی سب سے بہتر ثابت ہوتے ہیں)

فضیلت کا معیار تقویٰ ہے

کتاب وسنت اس پر دال ہیں کہ لوگوں میں سے زیادہ باعزت وہ ہیں جو ان

Marfat.com

ہیں سے زیادہ متقی ہیں۔ سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ وَلَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَبْیَضَ وَلَا لِاَبْیَضَ عَلٰی اَسْوَدَ اِلَّا بِالتَّقْوٰی اَلنَّاسُ مِنْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ "(کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے اور [illegible] ہے تو محض تقوای کی بنا پر۔ لوگ آدمؑ کی نسل سے ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنایا گیا ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا "اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَذْهَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ اَلنَّاسُ رَجُلَانِ مُؤْمِنٌ تَقِیٌّ وَفَاجِرٌ شَقِیٌّ" (اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کے زمانے کا اترانا اور اس زمانے کا باپ دادوں پر فخر کرنا دور کر دیا ہے۔ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں متقی مومن اور بدکار شقی) سو جو شخص [illegible] میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ باعزت ہے۔ اور جب دونوں تقوای میں برابر ہوں تو وہ دونوں درجہ میں بھی برابر [illegible]

لفظ فقر کی تحقیق

لفظ فقر سے شریعت میں مال سے فقیر ہونا مراد ہوتا ہے۔ اور مخلوق کا خالق کی طرف محتاج ہونا بھی مراد ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ" (صدقات فقرا اور مساکین کے لئے ہوتے ہیں) اور فرمایا:۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ "اے لوگو تم خدا کے محتاج ہو" اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فقیروں کی دو قسمیں بیان فرما کر دونوں کی تعریف کی ہے ایک اہل الصدقات اور ایک اہل فے۔ پہلی قسم کے متعلق فرمایا:۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِیْمٰهُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ

خیرات ان حاجتمندوں کا حق [illegible] گھر سے بیٹھے ہیں ملک [illegible] نہیں سکتے۔ جو شخص ان کے حال سے بے خبر [illegible] ان کی خودداری کی وجہ سے ان [illegible] سمجھتا ہے [illegible] مخاطب تو انہیں دیکھے تو ان کی صورت سے ان کو [illegible]

Marfat.com

اِلحَافًا "

(پ ۳ ع ۵)

پہچان جائے۔ کہ محتاج ہیں مگر ہاں لگ لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے۔

دوسری قسم کے متعلق جو کہ دونوں میں سے افضل ہے

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ۔

(پ ۲۸ ع ۴)

وہ مال جو بن لڑے ہاتھ لگا ہے منجملہ اور حق داروں کے محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے جو کافروں کے ظلم سے اپنے گھر اور مال سے بے دخل کر دے گئے۔ اور اب وہ خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلبگاری میں لگے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں یہی تو سچے مسلمان ہیں۔

۲۳ یہاں مہاجرین کی صفت ہے جنہوں نے گناہ ترک کر دئے تھے۔ اور خدا کے دشمنوں سے ظاہری و باطنی طور پر جہاد کیا تھا۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اٰمَنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِىْ ذَاتِ اللّٰهِ۔

مومن وہ ہے جسے لوگ اپنے مال و جان پر امین سمجھیں اور مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ مہاجر وہ ہے جو خدا کی منع کی ہوئی باتوں کو چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو خدا کی ذات کے بارے میں اپنے نفس سے جہاد کرے

جہادِ اصغر و جہادِ اکبر

بعض نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں فرمایا:۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ۔

ہم چھوٹے جہاد سے واپس لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آ گئے ہیں۔

اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال

Marfat.com

کے متعلق علم رکھنے والے لوگوں میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔ کفار سے جہاد کرنا سب سے بہتر کاموں میں سے ہے۔ بلکہ وہ ان تمام اعمال سے جنہیں انسان ثواب کے لئے کرتا ہے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝

(پ ۵ ع ۱۰)

جن مسلمانوں کو کسی طرح کی معذوری نہیں اور وہ جہاد سے بیٹھ رہے۔ اور ان کے شریک ہونے کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی۔ یہ لوگ درجے میں ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے مال و جان سے خدا کی راہ میں جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر درجے کے اعتبار سے بڑی فضیلت دی ہے اور یوں خدا کا وعدہ نیک تو سب ہی مسلمانوں سے ہے۔ اور اللہ نے ثواب عظیم کے اعتبار سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بڑی برتری دی ہے

اور فرمایا:-

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَ

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کے پانی پلانے اور ادب و حرمت والی مسجد یعنی خانہ کعبہ کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمتوں جیسا سمجھ لیا۔ جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے رستے میں جہاد کرتا ہے اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لئے ہجرت کی اور اپنے جان و مال سے اللہ کے رستے میں جہاد کئے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ میں کہیں بڑھ کر ہیں اور

أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ، يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا، إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ

(پ ۱۰ ع ۹)

یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کو دائمی آشائش ملیگی۔ اور یہ لوگ ان باغوں میں سدا کو اور ہمیشہ ہمیشہ رہینگے۔ بیشک اللہ کے ہاں ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

صحیح مسلم وغیرہ میں نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ اسلام لانے کے بعد اگر میں حاجیوں کو پانی پلاتا رہوں تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے دوسرے شخص نے کہا کہ اگر اسلام لانے کے بعد میں مسجد الحرام کو آباد کئے رکھوں تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے۔ اور علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا ان دونوں سے افضل ہے جو کہ تم نے ذکر کئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس زور سے باتیں نہ کرو۔ لیکن جب نماز ادا ہوچکے گی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ پوچھوں گا۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا اور اللہ تعالیٰ نے متذکرہ بالا آیت نازل فرمائی۔ صحیحین میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کون عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہے۔ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا پھر کون عمل افضل ہے تو فرمایا کہ والدین سے نیکی کرنا میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔ عبد اللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ باتیں پوچھیں اگر میں اور پوچھتا تو اور بھی بتاتے۔ اور صحیحین ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ اعمال میں سے افضل کونسا عمل ہے فرمایا کہ خدا پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا پھر کون؟ تو

کہ حج مقبول۔ صحیحین میں ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یارسول اللہ مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو۔ فرمایا مگر تجھے اس کی برداشت نہ ہوگی (یا استطاعت فرمایا یا طاقت) اس نے عرض کیا کہ بتا ہی دیجئے فرمایا:۔

هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجْتَ مُجَاهِدًا أَنْ تَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ وَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ۔	کیا تم یہ کر سکتے ہو کہ جب تم جہاد کے لئے کھڑے ہوتے ہو وہاں یہ بھی کرو کہ روزہ رکھو تو افطار نہ کرو۔ اور نماز پر کھڑے ہو تو کبھی وقفہ نہ کرو۔

معاذ پر انوارِ نبوی کی بارانِ رحمت

سنن میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجتے وقت وصیت فرمائی کہ

يَا مُعَاذُ اتَّقِ اللهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ۔	یعنی اے معاذ جہاں کہیں ہو خدا سے ڈرتے رہو گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد جلد نیکی کرو کہ اس گناہ کو مٹا دے۔ لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤ۔ ۲۴

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں سو ہر نماز کے پیچھے یہ ضرور کہہ دیا کرو کہ

اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ،	اے اللہ مجھے توفیق دے کہ تیری یاد اور تیرا شکر ادا کرتا رہوں اور اچھی طرح تیری بندگی انجام دوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر حضرت معاذؓ کے پاس بیٹھے ہوئے فرمایا کہ اے معاذ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اپنے بندوں پر خدا کا کیا حق ہے (معاذ فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ہی اس کو اچھی طرح جانتے

Marfat.com

ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ان پر خدا کا حق یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں (پھر فرمایا) کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب بندے یہ حق ادا کر دیں تو خدا پر ان کا کیا حق ہو جاتا ہے معاذؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ اور رسولؐ ہی اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا "بندوں کا حق خدا پر یہ ہو جاتا ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے" پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ ہی سے فرمایا "سب کاموں کی جڑ اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور سب سے بلند عمل جہاد ہے پھر فرمایا میں تمہیں نیکی کے دروازے ہی کیوں نہ بتا دوں۔ روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو۔ اور اسی طرح آدھی رات کے وقت نماز پڑھنا نیکی کے دروازوں میں سے ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیہ کریمہ پڑھی

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَھُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔

(پ ۲۱ ع ۱۵)

رات کے وقت ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے اور عذاب کے خوف اور رحمت کی امید سے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے اور جو کچھ بھی ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں کوئی شخص بھی نہیں جانتا کہ لوگوں کے نیک عملوں کے بدلے میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پردہ غیب میں موجود ہے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

پھر فرمایا اے معاذؓ میں تجھے وہی چیز کیوں نہ بتا دوں جس پر ان تمام باتوں کی قبولیت کا مدار ہے۔ حضورؐ نے معاذؓ کی زبان پکڑ کر فرمایا اپنی اس زبان کو قابو میں رکھ۔ معاذؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہو گا۔ حضورؐ نے فرمایا تجھ پر ماں کی پھٹکار معاذ تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ آگ میں جو لوگ نتھنوں کے بل اوندھے گرائے جائیں گے وہ

اپنی درانتی کی سی زبانوں کے باعث ہی ہلاک ہونگے۔ اس کے بیان میں صحیحین ہی کی ایک روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ "	جو شخص خدا اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

اچھی بات کرنا اس سے بہتر ہے کہ اچھی بات سے خاموشی اختیار کر لی جائے اور بری بات سے خاموش رہنا بری بات کہہ دینے سے بہتر ہے۔

دائمی خاموشی ممنوع ہے

رہی دائمی خاموشی سو وہ بدعت ہے اور اس کی ممانعت کی گئی ہے اسی طرح روٹی اور گوشت کھانا اور پانی پینا چھوڑ دیا جائے تو یہ بھی بڑی مذموم بدعت ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے لوگوں نے جواب دیا کہ یا ابو اسرائیل ہے اس نے نذر مانی ہے یعنی دھوپ میں کھڑا رہتا ہے سائے سے پرہیز کرتا ہے۔ باتیں نہیں کرتا اور روزہ رکھے رہتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے حکم دیدو کہ بیٹھ جائے۔ اور اپنے اوپر سایہ کرے۔ باتیں کرے۔ اور روزے کو پورا کرے۔ صحیحین میں حضرت انسؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ چند آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کئے گویا وہ دریافت کرتے تھے کہ ان میں سے کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح عبادت کرتا ہے۔ جب ان کو بتلایا گیا تو انہوں نے اپنے لئے اس عبادت کو کم سمجھا اور کہنے لگے ہم میں سے کون رسول صلعم کے برابر ہے ہمیں ان سے زیادہ عبادت کرنی چاہئیے کیونکہ ان کے گناہ سب معاف تھے پس ایک نے کہا میں روزہ رکھونگا اور افطار نہیں کرونگا۔ دوسرے نے کہا میں نماز پڑھتا رہونگا تو سوؤنگا نہیں۔ تیسرے نے کہا میں گوشت نہ کھاؤنگا چوتھے نے کہا میں بیبیوں سے نکاح نہیں کرونگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں میں تو روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو سوتا بھی ہوں۔ گوشت بھی کھاتا ہوں اور بیویاں بھی رکھتا ہوں

Marfat.com

پس جو شخص میری سنت سے ہٹیگا وہ مجھ سے نہیں ہے" اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص
کسی طریق پر چل کر یہ خیال کرے کہ اس کا طریق بہتر ہے تو وہ اللہ اور رسولؐ سے بیزار ہے ۲۵
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۔ (پ ۱ ع ۱۶)	جو شخص ملت ابراہیم سے ہٹتا ہے وہ آدمی بیوقوف ہے

بلکہ ہر مسلم پر یہ عقیدہ واجب ہے کہ بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضورؐ ہر جمعہ کو یہ باتیں خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

فصل

اولیاء اللہ معصوم نہیں ہوتے

ولی اللہ کے لئے معصوم ہونا یا خطا اور غلطی سے مبرا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ علم شریعت کی بعض باتیں بھی اُسے معلوم نہ ہوں اور دین کے بعض امور میں بھی اسے مغالطہ ہو اور یہ سمجھنے لگے کہ فلاں امور کا خدا نے حکم دیا ہے اور فلاں سے منع کیا ہے حالانکہ دراصل ایسا نہ ہو۔ بعض خوارق عادات کو اولیاء اللہ کی کرامات خیال کرے۔ حالانکہ دراصل وہ شیطانی حرکات ہوں جنہیں شیطان نے اس کا درجہ گھٹانے کے لئے باعث شبہ بنا دیا ہو۔ اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ شیطان کی حرکات ہیں۔ اس کے باوجود ہوسکتا ہے کہ وہ ولایت کے درجے سے خارج نہ ہو کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس اُمت سے خطا، نسیان اور ایسی باتوں سے جو ان سے بدرجہ مجبوری سرزد ہوں معاف رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ	اللہ تعالیٰ نے جو کچھ رسول کی طرف نازل کیا اس پر

Marfat.com

مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ
اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ
وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ
مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَ
اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ
الْمَصِيْرُ، لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا
اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ
عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا
تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا
كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا
طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا
وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ
مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ "

(پ ۳ ع ۸)

رسول اور مومنین سب ایمان لائے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں ہم پیغمبروں میں سے کسی ایک کو جدا نہیں سمجھتے اور بول اٹھے کہ ہم نے تیرا ارشاد سنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار ہمیں تیری ہی مغفرت درکار ہے۔ اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ خدا کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جس کی اٹھانے کی اس کو طاقت ہو۔ جس نے اچھے کام کئے تو ان کا نفع بھی اس کے لئے ہے اور جس نے برے کام کئے ان کا وبال بھی اسی پر ہے۔ اے ہمارے پروردگار۔ اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہم کو نہ پکڑ اور اے ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے ہو گذرے ہیں جس طرح ان پر تو نے بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اٹھوا اور ہمارے قصوروں سے درگذر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا مددگار ہے تو ان لوگوں کے مقابلے میں جو کہ کافر ہیں ہماری مدد کر۔

صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کر لیا اور فرمایا ہے کہ میں نے یہ کر دیا۔ صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی

اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ
اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ

اگر تم ظاہر کرو اس چیز کو جو کہ تمہارے دلوں میں ہے یا اسے چھپائے رکھو اللہ تعالیٰ اس کا حساب لے لیگا

Marfat.com

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (پ۳ ع)	اور جسے چاہیگا بخش دیگا۔ اور جسے چاہیگا عذاب دیگا اللہ تعالٰی ہر چیز پر قادر ہے۔

تو ان کے دلوں میں کوئی ایسی بات داخل ہوئی جس سے زیادہ سخت اس سے پہلے کبھی داخل نہیں ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہدو۔

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا۔	ہم نے سنا۔ ہم نے مانا اور سر تسلیم خم کر دیا۔

فرمایا کہ اس پر اللہ تعالٰی نے ان کے دلوں میں ایمان کا القا کیا اور یہ آیت نازل کی۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الخ۔ جب انہوں نے کہا اے خدا اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے تو ہمیں نہ پکڑ تو اللہ تعالٰی نے فرمایا قد فعلتُ (میں نے ایسا کر دیا یعنی معاف کر دیا) پھر انہوں نے کہا اے اللہ ہم پر ان لوگوں جیسا بوجھ نہ ڈال جو کہ ہم سے پہلے تھے اللہ تعالٰی نے فرمایا قَدْ فَعَلْتُ یعنی میں نے تمہاری دعا قبول کر لی۔ پھر انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم پر اتنا بوجھ نہ ڈال جس کی ہم کو طاقت نہ ہو ہم سے درگذر کر ہمارے گناہوں کو بخش دے ہم پر رحم کر تو ہمارا مددگار ہے اور تو کافروں کی قوم کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔ اس کے جواب میں بھی اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ میں نے کر دیا۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے۔

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا اَخْطَأْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ (پ۲۱ ع۱۷)	اور نہیں ہے تم پر گناہ اس بات میں کہ جو بھول چوک سے ہو جائے۔ لیکن اس میں گناہ ہے جس کو تمہارے دل جان بوجھ کر کریں۔

صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ابو ہریرہؓ اور عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما کی مرفوع روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے۔

اِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِنْ اَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ۔	جب حاکم اجتہاد کرے اور اجتہاد درست نکلے تو اس کے دو اجر ہیں اور اگر غلط نکلے تو اس کا ایک اجر ہے۔

خطا کرنے والے مجتہد کو گناہ گار نہیں ٹھیرایا بلکہ اس کے لئے ایک اجر رکھا جو کہ اجتہاد کرنے کا صلہ ہے اور اس کی خطا معاف کر دی لیکن وہ مجتہد جس کا اجتہاد ٹھیک نکلے دو اجر حاصل کرتا ہے اور وہ پہلے سے افضل ہے۔

Marfat.com

الہام کی صحت کا معیار

اسی لئے جب ولی اللہ کے لئے غلطی کا امکان ہے تو لوگوں کو اسکی تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری نہیں ہاں البتہ نبی ہو تو اور بات ہے اور ولی اللہ کے لئے یہی جائز نہیں ہے کہ وہ ان تمام چیزوں پر اعتماد کرے جو کہ اس کے دل پر القا ہوتی ہیں الّا یہ کہ وہ موافق شریعت ہوں اپنے الہام۔ مکالمہ۔ اور مخاطبہ جسے وہ خدا کی طرف سے سمجھے بھروسا نہ کرے بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان سب کو حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کی کسوٹی پر پرکھ لے اگر موافق نکلے تو منظور کرے اور اگر مخالف ہو تو قبول کرے۔ اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ موافق ہے یا مخالف تو اس پر تامل کرے۔

غلط اجتہاد یا غلط الہام ولایت کا منافی نہیں

اس باب میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں دو قسمیں دونوں انتہاؤں پر ہیں ایک وسط میں ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو کسی شخص پر ولی اللہ ہونے کا عقیدہ جما لیتے ہیں پھر جو بات بھی اس کے خیال میں خدا کی القا کی ہوئی بات ہو اس سے موافقت کر لیتے ہیں اور جو کچھ بھی وہ کرتا ہے اسے تسلیم کر لیتے ہیں دوسری قسم اس شخص کی ہے جو کسی شخص کے قول یا فعل کو موافق شرع نہ سمجھے تو اس شخص کو ولایت ہی سے خارج کر دیتا ہے اگرچہ وہ مجتہد مخطی ہی کیوں نہ ہو لیکن بمصداق خیر الامور اوساطہا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نہ تو ولی اللہ کو معصوم سمجھا جائے اور نہ گنہگار۔ جب اجتہاد میں خطا کرے تو اس کی ہر بات کا اتباع نہ کیا جائے اور نہ اس کے اجتہاد کے ساتھ کفر وفسق کا حکم لگایا جائے۔ لوگوں پر واجب وہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول کے ذریعے بھیجی ہے لیکن جب بعض فقہاء کے قول کا خلاف کرے اور بعض سے موافقت کرے تو کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ اسے قول مخالف سے الزام دے اور کہے کہ یہ مخالفت شرع ہے۔ اور صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا:۔

"قَدْ كَانَ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ مِنْهُمْ"	تم سے پہلی امتوں میں محدث ہو گزرے ہیں اور اگر میری امت میں بھی محدث ہیں تو عمر ان میں سے ہے

ترمذی وغیرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

لَوْ لَمْ اُبْعَثْ فِیْکُمْ لَبُعِثَ فِیْکُمْ عُمَرُ رض ۔	اگر میں تم میں سے مبعوث نہ ہوتا تو عمرؓ مبعوث ہوتے

ایک اور حدیث میں ہے :۔

اِنَّ اللّٰہَ ضَرَبَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَ قَلْبِہٖ وَ فِیْہٖ لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرُ"	اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان دل اور منہ کو حق سے معمور کردیا ہے اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا ۔

علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ہم یہ خیال کرنے لگ جاتے تھے کہ عمرؓ کی زبان سے تسلی برس رہی ہے۔ شعبیؒ کی روایت سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب کبھی حضرت عمرؓ یہ فرماتے تھے کہ میری رائے یہ ہے تو ایسا ہی ہوتا تھا جیسا کہ وہ کہتے تھے۔ قیسؓ ابن طارق سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں ہم کہا کرتے تھے کہ عمرؓ کی زبان سے فرشتہ باتیں کر رہا ہے اور عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ فرمانبردار لوگوں کے منہ سے قریب ہو کر باتیں سنا کرو۔ کیونکہ ان پر سچی باتیں کھلتی ہیں اور وہی سچی باتیں جن کے متعلق حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ فرمانبردار لوگوں پر منکشف ہوتی ہیں اولیاء اللہ کے لئے بھی اللہ کی طرف سے منکشف ہوتی ہیں۔ پس ثابت ہوگیا کہ اولیاء اللہ سے مخاطبہ اور مکاشفہ ہوتا ہے اور ان لوگوں میں سب سے افضل امت محمدیہ میں ابو بکرؓ کے بعد عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے بڑا درجہ ابو بکرؓ کا ہے پھر عمرؓ کا۔ صحیحین میں حضرت عمرؓ کے متعلق محدث ہونے کی تعیین ثابت ہے جو محدث اور مخاطب امت محمدیہ میں ہوگا حضرت عمرؓ اس سے افضل ہونگے۔ اس کے باوجود عمر وہی کرتے تھے جو کہ ان پر واجب ہوتا ۲۷
تھا اور جو کچھ ان پر القا ہوتا تھا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے سامنے پیش کرتے تھے کبھی وہ موافق نکلتا تھا۔ اور یہ حضرت عمرؓ کے فضائل میں داخل ہے جیسا کہ ایک سے زیادہ مرتبہ فرمان باری یعنی قرآن کریم کی آیت حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل

ہوئی۔ اور کبھی ان کا الہام شریعت کے مخالف بھی ہو جاتا تھا اس صورت میں وہ اس سے رجوع کرتے تھے جیسا کہ انہوں نے یوم حدیبیہ میں رجوع کیا تھا جب کہ حضرت عمرؓ کی یہ رائے تھی کہ مشرکین کے ساتھ جنگ کی جائے اور بخاری وغیرہ میں مشہور حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ ہجری میں عمرہ کے لئے سفر کیا اور ان کے ساتھ تقریباً چودہ سو مسلمان تھا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ سے بیعت کی اور مشرکین سے اس شرط پر مصالحت کرلی تھی کہ حضور اس سال واپس چلے جائینگے اور آئندہ سال عمرہ کرینگے اور ان کے لئے ایسی شرطیں رکھیں جن میں مسلمانوں پر بظاہر کمزوری کا شائبہ نظر آتا تھا بہت سے مسلمانوں کو یہ بات ناگوار گذری حالانکہ اللہ اور رسول زیادہ اچھا جانتے تھے اور اس کی مصلحتوں سے آگاہ تھے حضرت عمرؓ بھی ان لوگوں میں تھے جن کو یہ معاہدہ ناپسند تھا حتیٰ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اے رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں کیا ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا بیشک حضرت عمرؓ نے عرض کیا کیا ہمارے مقتولین جنت میں اور ان کے مقتولین دوزخ میں نہ جائینگے؟ حضور نے فرمایا بیشک جائینگے کہا تو پھر ہم کیوں دین کے معاملے میں نیچے رہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں وہ میرا مددگار ہے اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ پھر عرض کی کیا آپ ہم سے یہ نہ کہتے تھے ہم بیت اللہ میں داخل ہونگے اور اس کا طواف کرینگے۔ فرمایا بیشک لیکن کیا میں نے یہ کہا تھا اسی سال داخل ہو گے؟ عرض کی کہ نہیں۔ حضور نے فرمایا تو پھر تم بیت اللہ میں داخل ہوگے اور اس کا طواف کروگے۔ اس کے بعد عمر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف گئے اور وہی باتیں کیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھیں۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وہی جواب دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب حضرت ابوبکرؓ نے نہیں سنا تھا [illegible] صرف اتنی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ بہ نسبت حضرت عمرؓ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے بلحاظ موافقت کامل تر تھے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے رجوع کیا اور اپنی غلطی [illegible] میں کئی اعمال بجالائے۔ اسی طرح جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو عمرؓ نے آپ کی موت سے پہلے [illegible] حضرت ابوبکرؓ نے [illegible]

Marfat.com

فوت ہو گئے ہیں تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کیا اسی طرح زکوٰۃ نہ دینے والوں کے ساتھ جہاد کے مسئلے میں حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ کیسے لوگوں کے ساتھ جہاد کریں گے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "میں اس پر مامور ہوں کہ لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک کہ وہ خدا کے ایک ہونے کی شہادت نہ دیدیں اور مجھے رسول اللہ نہ تسلیم کرلیں اور جب وہ ایسا کر دیں تو ان کے مال وجان مجھ سے محفوظ ہیں اِلّا یہ کہ وہ مال وجان کے بدلے ہیں لئے جائیں ابوبکرؓ نے فرمایا کیا رسول اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب یہ لوگ اسلام کا حق دبائیں تو ان کے مال وجان کا لینا جائز ہے۔ سو زکوٰۃ اسلام کا حق ہے مجھے اللہ کی قسم ہے کہ اگر وہ بکری کا وہ بچہ بھی جو کہ وہ رسول اللہ کو دیا کرتے تھے مجھے نہ دینگے تو میں اس کے بدلے ان سے جہاد کروں گا۔ عمرؓ نے کہا قسم ہے اللہ کی مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کا سینہ جہاد کے لئے کھول دیا ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ حق پر ہیں۔

حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں۔ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَکْرٍ کَیْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْہَدُوْا اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَ ھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّھَا فَقَالَ لَہٗ اَبُوْ بَکْرٍ رض اَلَمْ یَقُلْ اِلَّا بِحَقِّھَا فَاِنَّ الزَّکٰوۃَ مِنْ حَقِّھَا وَاللّٰہِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِنَاقًا کَانُوْا یُؤَدُّوْنَہَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلعم لَقَاتَلْتُھُمْ عَلٰی مَنْعِھَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ رَّاَیْتُ اللّٰہَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ رض لِلْقِتَالِ فَعَلِمْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ"

صدیقؓ کو محدّث پر کیوں ترجیح حاصل ہے؟

۲۸ اس کی کئی نظیریں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ترجیح حاصل ہے۔ حالانکہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محدّث ہیں کیونکہ صدیق کا مرتبہ محدّث کے مرتبہ سے بلند تر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیق جو کچھ بھی کہتا ہے یا کرتا ہے تو وہ رسول معصوم سے سیکھتا ہے۔ اور محدث بعض باتیں

Marfat.com

اپنے دل سے حاصل کرتا ہے۔ اور اس کا دل معصوم نہیں ہے۔ اس کو ضرورت ہے کہ وہ اپنے دل کے القاءات کو نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی کسوٹی پر پرکھے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا کرتے تھے اور ان سے مناظرہ کیا کرتے بعض امور میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے۔ اور بعض امور میں ان سے مناظرہ فرمایا کرتے تھے آپ ان کو اور وہ آپ کو کتاب وسنت سے دلائل سنایا کرتے تھے مناظرہ کر کے اپنی بات منوایا کرتے۔ لیکن یہ کبھی نہ کہتے تھے کہ میں محدث ہوں۔ ملہم ہوں۔ اور مجھ سے خطاب ہوتا ہے۔ اسی لئے تم لوگوں کو میری بات مان لینی چاہیئے اور مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ جو شخص ولی اللہ ہونے کا دعوای کرے یا اس کے دوست اس کو ولی اللہ کہیں اور یہ سمجھیں کہ اس سے خطاب ہوتا ہے اس لئے اس کے پیروؤں پر اس کی ہر بات مان لینا ضروری ہے۔ اس سے مناظرہ نہیں کرنا چاہیئے۔ اور کتاب وسنت ملحوظ رکھنے کے بغیر ہی اس کا حال تسلیم کر لینا چاہیئے۔ تو یہ مدعی اس کے دوست جو اس دعوای میں شریک ہیں خطا کار ہیں اور ایسے لوگ گمراہ ترین لوگوں میں سے ہیں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے افضل ہیں آپ امیر المومنین ہیں تاہم مسلمان ان سے جھگڑتے تھے۔ اور کتاب وسنت کے مطابق آپ لوگوں پر اور لوگ ان پر اعتراض کرتے تھے۔

انبیاءؑ اور اولیاءؒ میں فرق

امت کے تمام سلف صالحین اور ائمہ کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی کوئی شخص بھی کیوں نہ ہو اس کے بعض قول قبول کئے جا سکتے ہیں اور بعض ترک کئے جا سکتے ہیں۔ اور یہ انبیاءؑ اور غیر انبیاءؑ کا فرق ہے۔ انبیاءؑ صلوات اللہ علیہم اللہ عزوجل سے جو باتیں لائیں ان سب پر ایمان لانا ضروری اور ان کے حکم کی اطاعت واجب ہے۔ اولیاءؒ کے ہر حکم کی اطاعت واجب نہیں ہے۔ اور نہ ان کی ہر خبر پر ایمان لانا ضروری ہے۔ بلکہ ان کا حکم اور ان کی خبر کتاب وسنت کے سامنے پیش کی جائے گی کتاب وسنت کے موافق نکلا وہ مان لیا جائیگا۔ اور جو کتاب وسنت کے مخالف ہوا

وہ رد کر دیا جائیگا۔ اگرچہ اس مخالف کتاب وسنت بات کے کہنے والا اولیاء اللہ ہی میں سے کیوں نہ ہو اور وہ مجتہد ہی کیوں نہ ہو۔ جس کی خطا معاف کر دی گئی ہو۔ اور اسے اجتہاد کا اجر بھی دے دیا گیا ہو۔ لیکن جب اس کا قول کتاب وسنت کے مخالف ہوگا۔ تو اس میں وہ خطاکار سمجھا جائیگا۔ اور جو شخص حسب استطاعت خدا سے ڈرتا رہے۔ اس کی خطا معاف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن)	جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔

اور یہ تفسیر ہے اللہ کے اس قول کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ - (پ ع)	اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہئے۔

ابن مسعودؓ اور دیگر صحابہؓ فرماتے ہیں کہ اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے، اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اس کی یاد کی جائے اور اس کو فراموش نہ کیا جائے۔ اس کا شکر کیا جائے اور ناشکری نہ کی جائے۔ اور یہ سب کچھ حسب استطاعت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (پ۳ ع)	اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جو کام وہ کریگا اس کا ثواب ہوگا تو اسی کے لئے اور عذاب ہوگا تو اسی کو ہوگا۔

اور فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (پ ع۱۲)	اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے مقدور بھر نیک عمل بھی کئے اور ہم تو کسی شخص پر اس کی سمائی سے بڑھ کر بوجھ ڈالا ہی نہیں کرتے یہی لوگ جنتی ہونگے۔ کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے۔

اور فرمایا:۔

Marfat.com

وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا - (پ ۸ ع)

انصاف کے ساتھ پوری پوری ماپ کرو۔ اور پوری پوری تول۔ ہم کسی شخص پر اس کی سمائی سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتے۔

اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ اس کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ انبیاء جو کچھ لائے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَا اُنْزِلَ اِلٰى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَا اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ - (پ ۱ ع ۱۶)

مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم تو اللہ ۲۶
پر ایمان لائے ہیں اور قرآن جو ہم پر اترا اس پر، اور صحیفے جو ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ پر اترے ان پر، اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جو کتاب ملی اس پر، اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا۔ اس پر، ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جدائی نہیں سمجھتے۔ اور اسی ایک خدا کے فرمانبردار ہیں

اور فرمایا:-

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ - (پ ۱ ع ۱)

الم۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الٰہی ہونے میں کچھ بھی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کی رہنما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے۔ اس میں سے راہ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں اور اے پیغمبر جو کتاب تم پر اتری اور جو تم سے پہلے اتریں۔ ان سب پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی آخرت میں من مانی مرادیں پائیں گے

Marfat.com

اور فرمایا:-

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ - (پ ۲ ع ۶)

مسلمانو نیکی یہی نہیں کہ نماز میں اپنا منہ مشرق کی طرف کرلو۔ یا مغرب کی طرف کرلو۔ بلکہ اصل نیکی تو ان کی ہے جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مال عزیز اللہ کی حب پر رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا۔ اور غلامی وغیرہ کی قید سے لوگوں کی گردنوں کے چھڑانے میں دیا۔ اور نماز پڑھتے اور زکاۃ دیتے رہے۔ جب کسی بات کا اقرار کرلیا تو اپنے قول کے پورے اور تنگدستی اور ہلاچلی کے وقت میں ثابت قدم رہے۔ یہی لوگ ہیں جو دعوای اسلام میں سچے نکلے۔ اور یہی ہیں جن کو پرہیزگار کہنا چاہیئے۔

اس سب مذکورہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے لئے کتاب وسنت کی پابندی لازمی ہے اور اولیاء اللہ میں کوئی ایسا معلوم نہیں ہوسکتا جو کتاب وسنت کو ملحوظ رکھنے کے بغیر ہر اس بات کو جو اس کے دل میں القا ہو واجب الاتباع سمجھ لے۔ یا کوئی اور اس کی پیروی کرے۔ اس پر اولیاء اللہ کا اتفاق ہے۔ جو شخص اس کا خلاف کرے وہ ان اولیاء اللہ سے نہیں ہے جن کی اتباع کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ بلکہ ایسا شخص یا تو کافر ہوگا۔ یا حد سے زیادہ جاہل ہوگا۔

Marfat.com

مشائخ کے اقوال اور پابندئ کتاب و سنت

سلیمان دارانیؒ کا قول

مشائخ کے کلام میں اس طرح کی مثالیں بہت موجود ہیں۔ شیخ ابوسلیمان دارانی نے فرمایا ہے اِنَّہٗ لَیَقَعُ فِیْ قَلْبِی النُّکْتَۃُ مِنْ نُکَتِ الْقَوْمِ فَلَا اَقْبَلُھَا اِلَّا بِشَاھِدَیْنِ اَلْکِتٰبِ وَالسُّنَّۃِ یعنی میرے دل میں قوم کے نکتوں میں سے نکتہ وارد ہوتا ہے۔ تو میں کتاب و سنت کی شہادت کے بغیر اسے قبول نہیں کرتا۔

حضرت جنیدؒ کا قول

ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ علمنا ھذا مقید بالکتٰب وَالسنۃ فمن لم یقرء القراٰن ویکتب الحدیث لا یصلح لہ ان یتکلم فی علمنا یعنی ہمارا یہ علم (علم ولایت) کتاب و سُنت کا پابند ہے۔ جو شخص قرآن نہ جانے اور حدیث نقل نہ کرے وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ ہمارے علم کے بارے میں بات تک بھی کرے۔ (یا یہ فرمایا کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے کہ اس کی پیروی کی جائے)

ابوعثمان نیشاپوری کا قول

ابوعثمان نیشاپوریؒ فرماتے ہیں من امر السنۃ علی نفسہ قولا وفعلا نطق بالحکمۃ ومن امر الھوی علی نفسہ قولاً وفعلا نطق بالبدعۃ لان اللہ یقول وان تطیعوہ تھتدوا۔ جو شخص قولاً و فعلاً اپنے نفس پر سنت کو حاکم بنائے، وہ حکمت کی بات کرتا ہے اور جو قولاً و فعلاً اپنے نفس پر خواہش کو حاکم بناتا ہے وہ بدعت کی بات کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں فرمایا ہے: وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا" (پ۱۸ ع۱۳) | اگر رسول کے کہے پر چلو گے تو راہ پا جاؤ گے۔

ابوعمرو بن عبید فرماتے ہیں کہ ہر وہ وجد جس کی شہادت کتاب و سنت نہ ہو باطل ہے۔ اور اس مقام پر بہت سے لوگ غلطی کرتے ہیں۔ وہ کسی آدمی کو ولی اللہ سمجھ لیتے ہیں اور ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ ولی اللہ کی ہر بات قابل قبول اور اس کا ہر فعل قابل تسلیم ہوتا ہے خواہ وہ کتاب و سنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا شخص اس

Marfat.com

کی موافقت کرنے لگتا ہے۔ اور جو باتیں اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر تمام لوگوں پر فرض قرار دی ہیں جن کی خبروں کی تصدیق جن کے احکام کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے اور جو باتیں اہل جنت واہل دوزخ سعید وشقی کے مابین وجہ امتیاز ہیں ان کی مخالفت کرتا ہے۔ جو شخص ایسے لوگوں کی اتباع کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہے زیاں کار

۳۰ اور مجرم ہے۔ رسول کی مخالفت اور اس شخص کی موافقت ایسے شخص کو پہلے تو بدعت اور گمراہی کی طرف اور پھر کفر ونفاق کی طرف گھسیٹ لے جاتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق بن جاتا ہے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا۔

(پ ۱۹ ع)

اور جس دن نافرمان اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ دین کے رستے لگ لیتا ہائے میری کمبختی کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس نے تو نصیحت کے آگے پیچھے بھی مجھے اس سے بہکا دیا۔ اور شیطان کا تو قاعدہ ہے کہ وقت پڑے پر انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ۔ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ، رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۔

(پ ۲۲ ع ۵)

یہ وہ دن ہوگا جب کہ ان کے منہ آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ اور افسوس کے طور پر کہیں گے۔ کہ اے کاش ہم نے دنیا میں اللہ کا حکم مانا ہوتا۔ اور اے کاش ہم نے رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور یہ بھی کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا اور انہوں نے ہی ہم کو گمراہ کیا تو اے ہمارے پروردگار ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر بڑی سی بڑی لعنت کر۔

اور فرمایا:۔

Marfat.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۭ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ، اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ، وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ، كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ، وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ

(پ۲ ع۴)

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے سوا اوروں کو بھی شریک خدا ٹھہراتے اور جیسی محبت خدا سے رکھنی چاہیئے۔ ویسی محبت ان سے رکھتے ہیں اور جو ایمان والے ہیں ان کو تو سب سے بڑھ کر خدا کی محبت ہوتی ہے اور جو بات ان ظالموں کو عذاب کے دیکھنے پر سوجھ پڑیگی۔ اے کاش اب سوجھ پڑتی کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے۔ اور نیز یہ کہ اللہ کا عذاب بھی سخت ہے۔ یہ ایسا ٹیڑھا وقت ہوگا۔ کہ اس وقت گرو اپنے چیلے چانٹوں سے دست بردار ہوجائینگے اور عذاب آنکھوں سے دیکھ لینگے۔ اور ان کے آپس کے تعلقات سب ٹوٹ ٹاٹ جائینگے۔ اور چیلے بول اٹھینگے کہ اے کاش ہم کو ایک دفعہ دنیا میں پھر لوٹ کر جانا ملے تو جیسے یہ لوگ آج ہم سے دست بردار ہوگئے اسی طرح ہم بھی ان سے دست بردار ہوجائیں۔ یوں اللہ ان کے اعمال ان کے آگے لا رکھیگا اور ان کو اعمال پر ندامت اور حسرت دکھائی دینگے۔ اور اس پر بھی انکو دوزخ سے نکلنا نصیب نہیں ہوگا۔

یہ لوگ ان نصاریٰ سے مشابہ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے علما اور درویشوں کو خدا کے علاوہ پروردگار بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی خدا بنالیا۔ وہ مامور اس کے تھے کہ ایک خدا کی پرستش کرتے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے وہ جو شرک کرتے ہیں اس سے وہ پاک ہے اور مسند میں ہے اور ترمذی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ عدی ابن حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ انہوں نے ان لوگوں کی بندگی تو نہیں کی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں

Marfat.com

نے ان کے لئے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا انہوں نے ان کی یہ بات مان لی تو یہ ایسا ہی ہے جیسے انہوں نے ان کی عبادت کی اس لئے ان لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے اصول کو ضائع کر کے وصول کو حرام بنا دیا کیونکہ اصل الاصول اس چیز پر ایمان لانا ہے جو کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم لائے اللہ پر رسولؐ پر اور اس کی شریعت پر ایمان لانا لابدی ہے اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں۔ جنوں۔ عربوں عجمیوں۔ عالموں۔ عابدوں۔ بادشاہوں اور رعیتوں الغرض تمام لوگوں کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اس لئے اللہ عزوجل کی راہ کسی مخلوق پر اس وقت تک نہیں کھلتی جب تک وہ ظاہراً و باطناً رسولؐ اللہ کا اتباع نہ کرے حتیٰ کہ موسیٰؑ عیسیٰؑ اور دوسرے انبیاء بھی حضور کو پا لیتے تو ان پر حضور کا اتباع واجب ہوتا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَ اَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔

(پ ۳ ع ۱۷)

اور اے پیغمبرؐ ان کو وہ وقت یاد دلاؤ جبکہ اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ ہم جو تم کو اپنی کتاب اور عقل سلیم دیں اور پھر کوئی پیغمبر تمہارے پاس آئے اور جو کتاب تمہارے پاس ہے اس کی تصدیق بھی کرے تو دیکھو ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا اور فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا اور ان باتوں پر جو ہم نے تم سے عہد و پیمان لیا ہے اس کو تسلیم کیا پیغمبروں نے عرض کیا کہ ہاں ہم اقرار کرتے ہیں خدا نے فرمایا اچھا تو آج کے قول و اقرار کے گواہ رہو اور تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ایک گواہ ہم بھی ہیں۔ تو بات کے اس قدر پکے ہوئے پیچھے جو کوئی قول سے منحرف ہو تو وہی لوگ نافرمان ہیں

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ خدا نے کوئی نبی ایسا نہیں پیدا

Marfat.com

کیا جن سے یہ عہد نہ لیا ہو کہ اگر اس کی زندگی میں محمدؐ مبعوث ہو جائیں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ (۳۱)
نے ہر نبیؑ کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے یہ عہد لے کہ اس اُمت کی زندگی میں حضرت محمدؐ مبعوث ہو جائیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ
آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ
مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا
إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا
بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ
ضَلَالًا بَعِيدًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا
إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ
الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا
فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا
قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ
يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا
وَتَوْفِيقًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ
اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ
وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا
بَلِيغًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ
إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ
إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ
الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ

(اے پیغمبر) کیا تم نے ان منافق مسلمانوں کے حال پر نظر نہیں کی جو منہ سے تو یہ کہتے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر اتارا گیا ہے اور ان (آسمانی) کتابوں پر بھی جو تم سے پہلے اُتاری گئی ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ ایک سرکش کے پاس لیجائیں حالانکہ ان کو حکم دیا جاچکا ہے کہ اس کی بات نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بھٹکا کر راہِ راست سے بڑی دور لے جائے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ نے جو حکم اتارا ہے اس کی طرف اور رسولؐ کی طرف رجوع کریں تو تم ان منافقوں کو دیکھتے ہو کہ وہ تمہارے پاس آنے سے رکتے ہیں تو اس وقت ان کی کیسی کچھ رسوائی ہوگی جب ان ہی کے اپنے کرتوت کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آپڑے تو تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے دوڑے آئیں کہ بخدا ہماری غرض تو سلوک اور میل ملاپ کی تھی۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جو فساد ان کے دلوں میں ہے بس خدا ہی کو خوب معلوم ہے۔ تو اے پیغمبر ان کے پیچھے نہ پڑو اور ان کو سمجھا دو اور ان سے ایسی باتیں کرو کہ اچھی طرح ان کے ذہن نشین ہو جائیں اور جو رسولؐ ہم نے بھیجا اس کے بھیجنے سے ہمارا مقصود یہی رہا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کا کہا مانا جائے اور جب ان لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اگر اس وقت یہ تو تمہارے پاس آتے اور خدا سے معافی مانگتے اور رسولؐ ان کی معافی چاہتے تو یہ لوگ دیکھ لیتے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان

Marfat.com

يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔
(پ۵ ع۶)

ہے۔ بس اے پیغمبر تمہارے ہی پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑے تم ہی سے فیصلہ نہ کرائیں اور صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ جو کچھ فیصلہ کردو اس سے کسی طرح دلگیر بھی نہ ہوں۔ بلکہ قبول کریں جب تک ایسا نہ کریں یہ مومن نہیں ہو سکتے

غرض جب تک یہ سب کچھ نہ کریں اس وقت تک ان کو ایمان سے بہرہ نہیں اور جس نے ذرا بھی رسول کی شریعت کی مخالفت کی اور جسے وُہ ولی اللہ سمجھتا رہا۔ اس کا مقلد بنا رہا اس نے اپنی بات کی بنا اس پر رکھی کہ وُہ ولی اللہ ہے اور ولی اللہ کی کسی بات کی مخالفت نہ کی جائے۔ حالانکہ اگر یہ شخص سب سے بڑے اولیاً اللہ میں سے ہو جیسے کہ صحابہ کرام اور تابعین تھے۔ تو جب بھی اس کی وُہ بات نہ مانی جائیگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔ چہ جائیکہ ان سے کم درجے کے اولیا کی باتیں مانی جائیں اور بسا اوقات تو ایسا دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص کو محض اس بنا پر ولی اللہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اس سے بعض خوارق عادات اور بعض عجیب تصرفات ظاہر ہوئے ہیں مثلاً یہ کہ وُہ کسی طرف اشارہ کردے اور وُہ مرجائے۔ یا ہوا میں اُڑ کے مکے وغیرہ پہنچ جائے۔ یا کبھی کبھی پانی پر چلے یا ہوا سے لوٹا بھرلے یا بعض اوقات غیب سے خرچ کرے یا کبھی کبھی لوگوں کی آنکھوں سے روپوش ہو جائے۔ یا بعض لوگ اس کے پاس دادخواہی کریں وُہ غائب یا مُردہ ہو اور اس کے باوجود وہ اسے دیکھیں کہ وہ آیا اور حاجت پوری کردی یا وہ لوگوں کو گُم شدہ چیزوں کی خبر دے۔ کسی گُم شدہ آدمی یا مریض کا حال بتائے وعلیٰ ہذا القیاس۔ ان باتوں میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے۔ جو اس کی دلیل ہو کہ ان اوصاف والا آدمی ولی اللہ ہے بلکہ اولیاً اللہ اس پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑے یا پانی پر چلے تو اس سے دھوکا نہیں کھانا چاہئے۔ جب تک کہ یہ نہ دیکھ لیا جائے کہ وُہ کہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتا اور امر و نہی میں ان کے موافق چلتا ہے۔

اور اولیاً اللہ کی کرامات ان خوارق العادات سے بہت بڑی ہوتی ہیں۔ ان خوارق عادات والا آدمی ولی اللہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور عدو اللہ بھی کیونکہ خوارق عادات کُفّار مشرکین۔ اہل کتاب۔ منافقین۔ اہل بدعت اور شیاطین میں بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ خیال کرنا جائز نہیں ہے کہ جس شخص میں ان میں سے کچھ باتیں ہوں وُہ ولی اللہ ہے۔ بلکہ اولیاً اللہ کا اعتبار ان کی صفات ان کے افعال اور

Marfat.com

ان کے ان حالات سے ہوتا ہے جو کتاب و سنت کے تابع ہوں اور ان کی پہچان ایمان و قرآن کی روشنی سے اور شریعت ظاہری اور یقین باطنی کے حقائق سے ہوتی ہے۔

مجذوب نجاستوں اور کتوں سے پرہیز نہیں کرتے

مثال کے طور پر غور کیجئے کہ اس طرح کی خلاف عادت باتیں بعض اوقات ایسے لوگوں میں بھی پائی (۴۲) جاتی ہیں جو وضو بھی نہیں کرتے۔ فرض نمازیں بھی ادا نہیں کرتے۔ نجاستوں میں ڈوبے رہتے ہیں۔ کتوں کی محفل میں بیٹھے رہتے ہیں۔ حماموں۔ قبرستانوں اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر پڑے رہتے ہیں۔ ان سے بدبو آتی ہے شرعی غسل و وضو نہیں کرتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں جنبی یا کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اور ان عادات کے متعلق فرمایا کہ یہ شیطان کی سیرگاہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ جو شخص ان دو خبیث درختوں سے پھل کھائے گا وہ ہماری اس مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ جن چیزوں سے بنی آدم کو تکلیف ہوتی ہے۔ ان چیزوں سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور ان ہی کو پسند کرتا ہے۔ جو پاک صاف اور ستھرے رہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شائستہ ہے اور شائستگی کو پسند کرتا ہے نیز فرمایا "پانچ چیزیں بری ہیں جو حل و حرم دونوں میں قتل کی جائیں۔ سانپ۔ چوہا۔ کوا۔ چیل۔ کاٹنے والا کتا۔" ایک روایت میں سانپ اور بچھو کا لفظ آیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کے قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا جس نے کتا رکھا۔ اور وہ کتا ما سوا اسے کھیتی اور دودھ دینے والی چیزوں کی حفاظت کرکے اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔ تو اس کے عمل میں سے ہر روز قیراط[1] بھر کمی ہوتی رہتی ہے۔ اور فرمایا ان لوگوں کے ساتھ فرشتے نہیں رفاقت کرتے جن کے ساتھ کتا ہو اور فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال جائے تو اُسے سات مرتبہ دھونا چاہیئے جس میں سے ایک مرتبہ مٹی بھی مل جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا
لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ
الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ
یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ
الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی
التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ

اور میری رحمت ہر چیز تک وسیع ہے میں ان لوگوں کے لئے رحمت لکھ دوں گا۔ جو کہ ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں کو مانتے ہیں اور اس رسول کا اتباع کرتے ہیں جو کہ نبی اُمی ہے جسے وہ اپنے ہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور جو ان کو نیک کاموں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں

[1] بقدر تین رتی کے ایک وزن ہوتا ہے۔

Marfat.com

وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (پ ۹ ع ۹)

سے منع کرتا ہے۔ پاک چیزوں کو اُن کے لئے حلال کرتا ہے۔ اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے اُن کے بوجھ ان سے اتارتا ہے اور جن پھانسیوں میں جکڑے ہُوئے تھے اُن سے نجات دلاتا ہے۔ پس جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اُس کا ساتھ دیتے ہیں اُس کی مدد کرتے ہیں اور جو نور اس کے ساتھ نازل ہُوا اس کا اتباع کرتے ہیں وہی لوگ کامیاب ہیں۔

جب وہ شخص اُن ناپاک اور خبیث چیزوں کے ساتھ ہلا جلا رہے جو شیطان کو پسند ہیں۔ یا حماموں اور کوڑے کرکٹ کے گندے ڈھیروں میں پڑا رہے جہاں شیطان موجود رہتے ہیں یا سانپوں بچھوؤں اور بھڑوں کو اور کتّے کے کانوں کو جو کہ پلید اور خبیث چیزیں ہیں کھا جائے یا پیشاب یا دوسری نجاستیں جنہیں شیطان پسند کرتا ہو پی جائے یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے دعا کرے اور مخلوقات سے داد خواہی کرے اور اُن کی طرف توجہ کرے یا اپنے پیر کی جانب سجدہ کرے اور خالص رب العالمین کا مطیع نہ ہو یا کتوں اور آگ کے ساتھ میل جول رکھے یا ڈھیروں اور پلید جگہوں میں پڑا رہے یا قبرستانوں اور یہود نصاریٰ یا مشرکین کفار کی قبروں کی طرف مقام کرے قرآن سننے کو پسند نہ کرے اور اس سے نفرت کرے اور اس پر سُرودوں اور شعروں کے سُننے کو ترجیح دے اور شیطانی آلاتِ طرب کے سننے کو رحمانی کلام سُننے پر ترجیح دے تو یہ سب شیطان کے دوستوں کی علامتیں ہیں نہ کہ رحمان کے دوستوں کی۔

(۴۴) ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے نفس کے متعلق سوال کرے تو قرآن سے کرے اگر وہ قرآن سے محبت رکھتا ہوگا۔ تو خدا سے محبت ہو گی۔ اور اگر قرآن سے بغض رکھتا ہو تو خدا و رسول سے بغض رکھتا ہوگا اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر ہمارے دل پاک ہوں تو اللہ عزوجل کے قرآن سے کبھی سیر نہ ہوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی دل میں ایمان کو اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اور گانا نفاق کو دلمیں اس طرح اگاتا ہے جیسے پانی سبزی کو اُگاتا ہے اور اگر وہ شخص ایمان کے باطنی حقائق سے آگاہ ہو۔ احوال رحمانی اور احوال شیطانی میں فرق کرسکتا ہو تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل میں نور ڈال دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ

اے ایمان والو خدا سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول پر ایمان

آمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (پ۲۷ ع۲)

لاؤتاکہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے بخشے اور تمہارے لئے ایسا نور پیدا کرے جسکے ذریعے تم چلو پھرو اور تمہیں معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اور فرمایا:۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا۔ (پ۲۵ ع۶)

اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کتاب اور ایمان کیا ہے۔ لیکن ہم نے اُسے ایک نُور بنایا ہے۔ اُس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ پر لاتے ہیں۔

یہ شخص اُن مومنین میں سے ہے جن کے بارے میں وہ حدیث آئی ہے جسے ترمذی نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کیا ہے اور اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور اس سے پہلے اس حدیث کا ذکر آچکا ہے جسے بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے۔ چنانچہ مجھی سے سنتا ہے مجھی سے دیکھتا ہے مجھی سے پکڑتا ہے اور مجھی سے چلتا ہے۔ اگر مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اُسے دے دیتا ہوں۔ اگر مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے پناہ دے دیتا ہوں۔ اور جو کچھ بھی مجھے کرنا ہو۔ اس میں سے کسی چیز پر مجھے اس درجہ تردد نہیں ہوتا جتنا اس بندہ مومن کی روح قبض کرنے کے وقت ہوتا ہے۔ جو موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی دل آزاری مجھے ناپسند ہو۔ حالانکہ یہ لابدی امر ہے۔ جب کوئی بندہ ایسے بندوں میں سے ہو تو وہ اولیاء رحمٰن اور اولیاء شیطان کے درمیان اسی طرح فرق کرتا ہے جس طرح صراف کھرے اور کھوٹے درہم میں تمیز کرتا ہے۔ اور جس طرح گھوڑوں کو پہچاننے والا اچھے اور خراب گھوڑے میں فرق پہچان لیتا ہے۔ اور جس طرح اچھا شاہسوار بہادر اور ڈرپوک کے درمیان امتیاز کر لیتا ہے۔ اور جس طرح سچے نبی اور متنبی

(متنبی جھوٹے نبی کو کہتے ہیں) کے درمیان فرق کرنا واجب ہے۔ اور محمد صادق وامین رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ موسیٰ۔ مسیح اور دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی۔ طلحہ اسدی حرث دمشقی اور بابائے رومی وغیرہ جھوٹوں میں فرق کیا جاتا ہے۔ اسی طرح خدا کے متقی اولیاء اور شیطان کے گمراہ دوستوں میں بھی فرق ہے۔

تمام انبیاء کا دین واحد ہے

حقیقت یعنی دین رب العالمین کی حقیقت تو وہ چیز ہے جس پر انبیا و مرسلین کا اتفاق ہے۔ اگرچہ ان میں ہر ایک کے لئے جداگانہ راہ و منہاج ہے۔ یعنی فروعات مختلف ہیں۔ راہ کے لئے قرآن کریم میں شرعۃ کا لفظ آیا ہے جس سے مراد شریعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۳۴) لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا (پ ۶ ع ۱۱)	تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ہم نے ایک شریعت ٹھہرائی اور طریقہ خاص۔

اور فرمایا:۔

ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (پ ۲۵ ع ۱۸)	پھر اے پیغمبر ہم نے تم کو دین کی ایک شریعت یعنی اسلام سے لگا دیا ہے۔ تو تم اس سڑک پر چلے جاؤ۔ اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جن کو ان باتوں کا علم نہیں۔ اللہ کے مقابلے میں یہ لوگ تمہارے کسی کام نہیں آ سکتے۔ اور نافرمان لوگ ایک کا ساتھی ایک اور پرہیزگاروں کا ساتھی اللہ ہے۔

منہاج راستے کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۱)	اور اے پیغمبر ان لوگوں کو کہو کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ اہل مکہ دین کے سیدھے رستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو پانی کی ریل پیل سے سیراب کرتے تاکہ اسی کی نعمت میں ان کی شکرگزاری کا امتحان کریں۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کریگا۔ تو وہ اس کو سخت عذاب میں لے جا کر داخل کریگا۔

شرعت بمنزلہ دریا کے ہے۔ اور منہاج اس وادی کو کہتے ہیں جس میں وہ بہتا ہے۔ اور منزل مقصود

Marfat.com

دین کی حقیقت ہے یعنی خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت ہے۔ یہ دین اسلام کی حقیقت ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ بندہ خدائے رب العالمین کے سامنے گردن نہاد ہو جائے۔ اور اس کے سوا کسی کے سامنے سر نہ جھکائے۔ جو شخص خدا کے سوا کسی کے سامنے گردن نہاد ہوتا ہے وہ مشرک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو نہیں بخشتا جو اس سے شرک کرے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے گردن نہاد نہ ہو۔ اور اس کی عبادت سے بسبیل تکبر روگردانی کرے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (پ ۲۴ ع ۱۱)

جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں۔ عنقریب مرے پیچھے ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہونگے۔

دین اسلام پہلے اور پچھلے نبیوں اور مرسلوں کا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ۔ (پ ۳ ع ۱۷)

اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی مذہب تلاش کرے تو اس کی یہ سعی کبھی قبول نہ ہوگی۔

یہ آیت ہر زمانہ کے لئے عام ہے۔ اور ہر جگہ کے لئے صادق ہے۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ یعقوبؑ۔ ان کی اولاد۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ اور ان کے حواری سب کا مذہب اسلام تھا۔ اور وہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے۔

یٰقَوْمِ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْکِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ، فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُکُمْ مِّنْ اَجْرٍ، اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ، وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

(پ ۱۱ ع ۱۳)

اے میری قوم اگر میرا رہنا اور خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سمجھانا تم پر گراں گزرتا ہے تو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے۔ پس تم اور تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک سب مل کر اپنی ایک بات ٹھہرا لو۔ پھر تمہاری وہ بات تم میں کسی پر مخفی نہ رہے۔ تاکہ سب اس تدبیر کی تکمیل میں شریک ہو سکیں۔ پھر جو کچھ تم کو کرنا ہے۔ میرے ساتھ کر چلو۔ اور مجھے مہلت نہ دو۔ پھر اگر تم میرے سمجھانے سے منہ موڑ بیٹھے تو میں نے تم سے کچھ مزدوری تو مانگی نہ تھی۔ میری مزدوری تو بس خدا پر ہے۔ اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں اس کے فرمانبرداروں کے زمرے میں ہوں

اور فرمایا:۔

Marfat.com

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۔ (پ ۱ ع ۱۶)

اور کون ہے جو ابراہیم کے طریقے سے انحراف کرے مگر وہی جس کی عقل ماری گئی ہو۔ اور بیشک ہم نے ان کو دنیا میں بھی انتخاب کر لیا تھا۔ اور آخرت میں بھی وہ نیکوں کے زمرے میں ہونگے جب ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ ہماری ہی فرمانبرداری کرو تو جواب میں عرض کیا کہ میں سارے جہان کے پروردگار کا فرمانبردار ہُوا۔ اور اس طریقے کی نسبت ابراہیم اپنے بیٹوں کو وصیت کر گئے۔ اور یعقوب بھی کہ بیٹا اللہ نے تمہارے اس دین کو تمہارے لئے پسند فرمایا ہے۔ پس تم مسلمان ہی مرنا۔

اور فرمایا

وَقَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ پ ۱۱ ع ۱۴

اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ اے میری قوم اگر تم خدا پر ایمان لائے ہو تو اس پر بھروسہ کرو۔ اگر تم مسلم ہو۔

اور جادوگروں نے کہا۔

رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۔ (پ ۹ ع ۴)

اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پکھالیں انڈیل دے اور فرمانبرداری کی حالت میں ہمیں دنیا سے اٹھا لے۔

یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔

تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (پ ۱۳ سورہ یوسف)

مجھے بحالت اسلام دنیا سے اٹھا اور نیک لوگوں کے ساتھ میرا ساتھ کر۔

بلقیس نے کہا۔

اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

میں سلیمان کے ساتھ پروردگار کے سامنے جھک گئی۔ (نمل)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ پ ۶ ع ۱۱

فرمانبردار انبیاء اسی کے مطابق یہودیوں کو حکم دیتے چلے آئے ہیں اور مشائخ وعلماء بھی

اور حواریوں نے کہا۔

Marfat.com

اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَاشْہَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (آل عمران)

ہم خدا کے ساتھ ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں۔

پس انبیاؑ کا دین ایک ہے۔ خواہ شریعتیں مختلف النوع ہوں۔ جیسا کہ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ آپ نے فرمایا:۔

اِنَّا مَعْشَرَ الْاَنْبِیَاءِ دِیْنُنَا وَاحِدٌ۔

ہم انبیاؑ کی جماعت ہیں ہمارا دین ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ
نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا
وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰہِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی
اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ
کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْہُمْ
اِلَیْہِ۔ (پ ۲۵ ع ۳)

تمہارے لئے خدا نے دین کا وہی رستہ ٹھہرایا ہے جس کی وصیت
اس نے نوح کو کی تھی اور جس پر چلنے کا حکم اے پیغمبر ہم نے تمہاری طرف بھی
بھیجا ہے۔ اور اس پر چلنے کا حکم ہم نے ابراہیم۔ موسیٰ اور عیسیٰ کو
دیا۔ اور وہ رستہ یہ ہے کہ دین کو قائم کرو۔ اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔
اے پیغمبر جس بات کی طرف تم دعوت دیتے ہو وہ مشرکین کو شاق
گزرتی ہے۔

اور فرمایا:۔

یٰٓاَیُّہَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ
وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ
وَاِنَّ ہٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّاَنَا
رَبُّکُمْ فَاتَّقُوْنِ۔ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَہُمْ بَیْنَہُمْ
زُبُرًا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْہِمْ فَرِحُوْنَ پ ۱۸ ع ۳

اے گروہ پیغمبراں اچھی چیزیں کھاؤ۔ نیک کام کرو۔ جو کچھ تم کرتے
ہو اس سے میں واقف ہوں۔ تمہاری یہ جماعت ایک جماعت ہے
اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس مجھی سے ڈرو۔ پھر لوگوں نے
آپس میں پھوٹ کرکے اپنا اپنا دین جدا جدا کر لیا۔ اب جو دین (۳۵)
جس فرقے کے پاس ہے۔ وہ اسی سے خوش ہے۔

سلف صالحین، ائمہ مجتہدین اور تمام اولیاء اللہ کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ انبیاؑ ان اولیاؑ سے افضل ہیں جو انبیا نہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے اپنے جن سعادت مندوں پر انعام فرمایا ہے۔ ان کے چار مراتب قرار دیئے ہیں۔ فرمایا

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ
مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ
وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَ
حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔ (پ ۵ ع ۷)

جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں انہیں ان لوگوں کا ساتھ
حاصل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیا، صدیق،
شہدا اور صالحین۔ اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

Marfat.com

اور حدیث میں ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد کسی ایسے شخص پر سورج نہ طلوع ہوا اور نہ غروب جو کہ ابو بکر سے افضل ہو۔ اور تمام امتوں سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پ ۴ ع ۳)

لوگوں کی رہنمائی کے لئے جس قدر امتیں پیدا ہوئیں۔ ان سب میں سے تم بہتر ہو۔

اور فرمایا۔

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ (فاطر)

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کا ہم نے انتخاب کیا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَنْتُمْ تُوفُونَ سَبْعِينَ أُمَّةً أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللّٰهِ۔

تم ستر امتوں میں سے آخری امت ہو۔ اور ان سب سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عزیز تر ہو۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی قرن اول افضل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجوہ سے ثابت ہے کہ حضور نے فرمایا تمام قرون میں سے وہ قرن افضل ہے جس میں میں مبعوث ہوا۔ پھر وہ لوگ جو اس قرن والوں سے متصل ہیں۔ اور پھر ان کے بعد آنے والے لوگ۔ اور یہ صحیحین میں کئی وجوہ سے ثابت ہے صحیحین ہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا "میرے صحابیوں کو گالی نہ دو۔ کیونکہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی کوہ احد کے برابر سونا بھی خرچ کر ڈالے تو ان صحابیوں کے سیر یا آدھ سیر کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتا۔" سابقون الاولون یعنی مہاجرین وانصار تمام صحابہ میں افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى۔ (سورہ حدید)

تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا۔ اور جہاد کیا۔ تم سے برابر نہیں۔ بلکہ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کے ساتھ کر رکھا ہے۔

اور فرمایا۔

وَالسّٰبِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهٰجِرِينَ

مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے سبقت لی اور سب سے پہلے ایمان

Marfat.com

وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ ۱۱ ع ۲)	لائے۔ اور جو لوگ نیکی کرنے میں ان کے قدم بقدم چلے۔ اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔

سابقون الاولون وُہ ہیں جنہوں نے فتح سے قبل مال خرچ کئے۔ اور لڑائیاں لڑیں۔ اور فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ کیونکہ وُہ پہلی اولین فتح ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ	اے پیغمبر ہم نے تمہیں کھلم کھلا تمہاری فتح کرادی تاکہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کرے۔ (پ ۲۶ ع ۹)

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا یہ فتح ہے۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ سابقین اولین میں سے بھی خلفاء اربعہ افضل ہیں۔ اور ان چاروں میں ابو بکر افضل ہیں پھر عمر افضل ہیں صحابہؓ ان کے مخلص تابعین۔ ائمہ کرام اور جمہور امت کا اسی پر اتفاق ہے۔ اس کے دلائل بسط و تفصیل کے ساتھ ہم نے اپنی ایک اور کتاب (منہاج اهل السنة النبویہ فی نقض کلام اهل التشیع) میں بیان کر دئے ہیں۔ اور یہ حقیقت تو اہل سنت اور اہل تشیع کی تمام جماعتوں کے نزدیک مسلّم ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کی افضل ترین شخصیت خلفائے ہی میں سے ہے۔ صحابہؓ کے بعد آنے والی کوئی ہستی صحابہؓ سے افضل نہیں ہو سکتی۔ اور اولیاء اللہ میں سے افضل وہی ہے جسے رسولؐ کی لائی ہوئی شریعت کا سب سے زیادہ علم ہو۔ اور اس کی پیروی میں سب سے آگے ہو۔ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سمجھنے (۳۶)
اور اس کی پیروی کرنے میں تمام اُمّت میں سب سے کامل ہیں۔ اور ابو بکر صدیق علم و عمل کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں۔

خاتم النبیین اور خاتم الاولیاء

ایک غلط رو جماعت نے خاتم الانبیاء کے قیاس پر یہ کہدیا ہے کہ خاتم الاولیاءؒ افضل الاولیاء ہے حالانکہ خاتم الاولیاءؒ کا ذکر تک بھی مشائخ متقدمین میں سے بجز محمد بن علی الحکیم ترمذی کے کسی نے نہیں کیا۔ انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی اور اس میں کئی جگہ غلطیاں کی ہیں۔ پھر متاخرین میں سے ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جس میں سے ہر ایک شخص اس کا مدعی ہوا کہ وہ خاتم الاولیا ہے۔ ان میں سے بعض کا یہ دعویٰ ہے کہ علم باللہ کے لحاظ سے خاتم الاولیاءؒ خاتم الانبیاء سے افضل ہے۔ اور انبیاءؑ اس کے ذریعہ سے علم باللہ حاصل کرتے ہیں۔ ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ نے اپنی کتاب الفصوص میں یہی لکھا ہے۔ اور اس بنا پر انہوں نے

Marfat.com

شریعت اور عقل کا بھی خلاف کیا ہے۔ اور انبیاؑ اولیاؒ کا بھی یہ کہنا کہ علم باللہ کے لحاظ سے خاتم الاولیاؒ خاتم انبیا سے افضل ہے۔ اور انبیا خاتم الاولیاء سے علم باللہ حاصل کرتے ہیں عقل و قرینہ سے ایسا ہی بعید ہے جیسا یہ کہنا کہ "ان کے نیچے سے چھت گر کر آ پڑی"۔

انبیاؑء اولیاءؒ سے افضل ہیں

اپنے اپنے زمانہ کے انبیاؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس اُمّت کے اولیاؒ سے افضل ہیں۔ اور یہ کس طرح ممکن ہے کہ تمام انبیاؑ اور اولیاؒ اس شخص سے علم باللہ حاصل کریں جو ان کے بعد آئے اور خاتم اولیاء ہونے کا مدعی ہو۔ اور یہ بھی نہیں کہ جو ولی تمام اولیاء سے بعد میں آئے۔ وہ تمام پر فضیلت بھی رکھے آخری نبی کا افضل ہونا البتہ نصوص سے ثابت ہے چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ" (میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور یہ کہنا بطور فخر نہیں) نیز حضور فرماتے ہیں کہ میں جنّت کے دروازے کے پاس آؤں گا۔ اور اس کے کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ خازن کہیگا۔ آپ کون ہیں۔ میں کہونگا محمد۔ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں۔ شب معراج کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا درجہ تمام انبیاؑ سے بلند کر دیا۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔ (پ ۳ ع ۱)	ہم نے بعض انبیاؑ کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ ان میں سے بعض کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں اور بعض کے درجے بلند کر دیتے ہیں۔

اس آیت کے سب سے زیادہ مستحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خاتم النبیینؐ اور حضرت عیسیٰؑ کی نبوت کا مقابلہ

اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو۔ اور خصوصاً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہو سکتے۔ ان کی شریعت کسی سابق و لاحق کی محتاج نہیں ہوتی۔ بخلاف مسیح علیہ السلام کے جنہوں نے اپنی شریعت میں اکثر تورات کا حوالہ دیا ہے۔ اور خود صرف شریعت موسوی کی تکمیل کے لئے آئے تھے چنانچہ نصاریٰ مسیح علیہ السلام سے پہلے کی نبوتوں تورات و زبور اور چوبیس کے چوبیس نبیوں کے محتاج تھے ہم سے پہلی اُمتیں محدثین ملہمین کی محتاج ہوتی تھیں۔ لیکن اُمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اس سے مستغنی کر دیا ہے۔ ان کو نہ کسی نبی کی ضرورت باقی ہے اور نہ کسی محدث کی۔ بلکہ ان کی ذات میں
اللہ تعالیٰ نے وہ تمام فضائل و معارف اور اعمال صالحہ جو کہ دیگر انبیاء میں متفرق طور پر موجود تھے جمع کر (۳۷)
دیئے ہیں۔ آپ کو جو فضیلت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔ وہ اس سبب سے ہوئی ہے
کہ آپ کی طرف وحی بھیجی گئی ہے۔ اور آپ پر احکام و شرائع نازل ہوئے ہیں۔ اور تنزیل و تشریع میں کسی
دوسرے بشر کی وساطت وقوع میں نہیں آئی۔ بخلاف اولیاء کے جن کو اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت
پہنچ چکی ہو۔ تو وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ولی اللہ بن سکتے ہیں۔ اور جب بھی ان
کو ہدایت یا راہ حق حاصل ہو گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے حاصل ہو گا۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص
کو کسی رسول کی رسالت بھی پہنچی ہو۔ وہ اس رسول کے اتباع کے بغیر ولی نہیں بن سکتا۔ اور جو شخص یہ
دعویٰ کرے کہ بعض اولیا ایسے بھی ہیں جن کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچی ہے لیکن اللہ تعالیٰ
کی طرف جانے کے بعض رستے ان کے پاس ایسے ہیں۔ جن میں وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے محتاج نہیں
ہیں۔ وہ شخص کافر اور بے دین ہے

وہ مدعیان اسلام جو یہود و نصاریٰ سے بدتر ہیں

اور جو شخص یہ کہے کہ میں علم ظاہر میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج ہوں۔ لیکن علم باطن میں نہیں ہوں۔ علم شریعت میں محتاج ہوں اور علم حقیقت میں ان سے مستغنی ہوں۔ وہ شخص ان یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ناخواندہ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں نہ کہ اہل کتاب کی طرف۔ یہود و نصاریٰ رسالت کے ایک حصہ پر ایمان لائے۔ اور ایک سے انکار کیا۔ اس وجہ سے کافر قرار پائے۔ اسی طرح وہ شخص جو کہتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) علم ظاہر لائے ہیں نہ کہ علم باطن، ایک حصہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور دوسرے سے انکار کرتا ہے۔ اس وجہ سے کافر ہے۔ یہ شخص یہود و نصاریٰ سے بدتر کافر اس وجہ سے ہے کہ علم باطن دلوں کے ایمان۔ اور دلوں کے معارف و احوال کا علم ہے۔ ایمان کے حقائق باطنہ کا علم ہے۔ اس لئے اسلام کے صرف ظاہری اعمال کے علم سے اشرف و افضل ہے۔ جب یہ شخص یہ دعویٰ کرتا ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان ظاہری امور سے واقف ہیں نہ کہ حقائق ایمان سے۔ اور وہ ان حقائق کو کتاب و سنت سے اخذ نہیں کرتا۔ وہ اس امر کا دعویدار ہے کہ جو حصہ اسے رسول کی وساطت سے حاصل ہوا ہے۔ وہ دوسرے حصے سے کمتر

Marfat.com

ہے۔ اور یہ اس شخص سے بدتر ہے۔ جو کہتا ہے کہ "میں بعض پر ایمان لاتا ہوں اور بعض کا انکار کرتا ہوں" لیکن یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ جس حصہ پر میں ایمان لاتا ہوں۔ وہ دونوں حصوں میں سے کمتر حصہ ہے ان مدعیان اسلام ملاحدہ کا یہ دعویٰ ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ شعر پڑھتے ہیں۔

مقام النبوۃ فی برزخ فریق الرسل دون الولی

آنحضرت صلعم کی ولایت کی حیثیت

اور کہتے ہیں کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولایت میں جو کہ ان کی رسالت سے بزرگتر ہے شریک ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کا یہ دعویٰ ان کی عظیم ترین گمراہی پر مبنی ہے کیونکہ ولایت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام تک نہ ہو سکے۔ تو یہ ملحد کس باغ کی مولی ہیں۔ ہر رسول نبی اور ولی ہوتا ہے۔ رسالت میں نبوت اور نبوت میں ولایت شامل ہوتی ہے۔ اگر وہ یہ قیاس کریں کہ رسول صرف نبی ہوتا ہے ولی نہیں ہوتا۔ تو یہ قیاس ممتنع ہے کیونکہ اگر وہ صرف نبی ہوتا تو اولیاء اللہ کا وجود ہی نہ ہوتا۔ رسول کی نبوت اس کی ولایت سے خالی نہیں ہوتی۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ خالی ہے تو کوئی شخص رسولؐ کی ولایت میں اس کا مثیل نہیں ہو سکتا۔

فلسفیانہ الحاد مکاشفہ کے رنگ میں

(۳۸) صاحب الفصوص ابن عربی کی طرح ان لوگوں کا بھی یہی قول ہے کہ وہ ولایت کی دولت اسی کان سے حاصل کرتے ہیں۔ جس سے وہ فرشتہ حاصل کرتا ہے۔ جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے۔ اس طریق پر وہ اہل فلسفہ کے عقیدے کو مکاشفہ کے قالب میں ڈھال کر پیش کرتے ہیں۔ اہل فلسفہ کا عقیدہ ہے کہ افلاک قدیم اور ازلی ہیں۔ ان کی ایک علت ہے جس سے وہ تشبیہ رکھتے ہیں۔ ارسطو اور اس کے پیروؤں کا یہی قول ہے۔ متاخرین فلسفہ کا جن میں ابن سینا اور ان کی طرح کے افراد شامل ہیں۔ یہ قول ہے کہ ان میں سے اول موجب بذاتہ ہے۔ یہ لوگ پروردگار عالم (جل شانہ وعز اسمہ) کے متعلق یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔ اور نہ انکا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے اشیا کو اپنی مشیئت وقدرت سے پیدا کیا ہے۔ وہ اس کے بھی قائل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم ہے۔ بلکہ وہ یا تو ارسطو کی طرح مطلقاً اس کے علم ہی کے منکر ہیں۔ یا یہ کہتے ہیں کہ وہ امور متغیرہ میں سے صرف کلیات

Marfat.com

کا علم رکھتا ہے۔ جیسا کہ ابن سینا کا قول ہے۔ اور یہ قول بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے علم سے انکار کا مرادف ہے۔ کیونکہ جو چیز بھی خارج میں موجود ہے۔ وہ معیّن جزئی ہے۔ افلاک وہ کل ہیں جن سے جزئی معیّن ہے یہی حال تمام اعیان اور ان کے افعال وصفات کا ہے۔ پس جو شخص کلیات کے بغیر کسی چیز کا عالم نہ ہو اس کو حقیقت میں موجودات کا کچھ بھی علم نہیں ہو سکتا۔ کلیات کا وجود تو صرف ذہنوں میں ہوتا ہے ان کی کوئی معیّن صورت نہیں ہوتی۔ اس طرح کے فلسفیوں کے متعلق تفصیل کے ساتھ گفتگو دوسرے مقام پر کی جا چکی ہے۔ جہاں تعارض عقل ونقل کے رد اور دیگر مباحث کا تذکرہ ہوا ہے۔ ان لوگوں کا کفر یہود ونصاریٰ کے کفر سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ بلکہ یہ تو مشرکین عرب سے بھی بدتر ہیں۔ کیونکہ وہ تمام لوگ یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ نیز وہ مانتے تھے کہ اس نے مخلوقات کو مشیئت وقدرت سے پیدا کیا۔ ارسطو اور اس کی طرح کے یونانی فلسفی ستاروں اور بتوں کو پوجتے تھے۔ فرشتوں اور پیغمبروں سے ناآشنا تھے۔ چنانچہ ارسطو کی کتابوں میں اس کا کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے۔ ان لوگوں کا علم زیادہ تر امور طبیعیہ میں ہے۔ الٰہیات میں جب وہ قدم رکھتے ہیں تو زیادہ غلطی کرتے ہیں۔ اور کمتر درستی کی طرف آتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں یہود ونصاریٰ نسخ وتبدیل کے بعد بھی ان کی نسبت علوم الٰہیات کے بہت زیادہ واقف ہیں۔

عقول عشرہ کی حقیقت

لیکن ابن سینا کی طرح کے متاخرین اہل فلسفہ نے ان قدیم فلسفیوں اور پیغمبروں کی تعلیمات کو باہم ملا کر ایک معجون سا بنا دینا چاہا۔ ان لوگوں نے کچھ اصول جہمیہ کے اور کچھ معتزلہ کے لئے اور ایک ایسا مذہب طیار کیا جس سے اہل مذہب فلسفی آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ اس مذہب کی خرابیوں اور تناقضات کا ذکر ایک حد تک ہم نے کسی دوسری جگہ پر کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے جب دیکھا کہ موسیٰ۔ عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کمان چڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ساری دنیا پر ان کی تعلیم کو غلبہ حاصل ہو رہا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن ان تمام مشنوں پر فوقیت حاصل کر چکا ہے۔ جنہوں نے معمورۂ عالم میں گونج پیدا کی ہے۔ اور جب انہوں نے دیکھا کہ انبیا ملائکہ اور جنّوں کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اس تعلیم اور اپنے ان یونانی اسلاف کی تعلیم کو جمع کر دینا چاہا۔ جو اللہ تعالیٰ کے۔ اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں اس کے پیغمبروں اور یوم آخرت کے علم سے اس درجہ دور ہیں کہ ان کی بے علمی کی نظیر ساری مخلوقات

میں اور کہیں نہیں ملتی۔ ان لوگوں نے دس عقل ثابت کرنے کی کوشش کی جن کا نام انہوں نے مجردات اور مفارقات رکھا۔ اس کی اصل بدن اور روح کی جدائی ہے۔ انہوں نے ان مفارقات کا یہ نام اس لئے قرار دیا۔ کہ وُہ مادہ سے جُدا اور اس سے خالی (متجرد) ہیں۔ انہوں نے ہر فلک کے لئے روح بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اکثر فلسفی افلاک کو اعراض قرار دیتے ہیں۔ اور بعض ان کو جواہر کہتے ہیں۔ یہ مجردات جن کو ثابت کرنے کے لئے ان لوگوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ بروئے تحقیق محض ذہنی چیزیں ہیں۔ (۳۹)
جن کا کوئی معین وجود نہیں ہے۔ چنانچہ اصحاب افلاطون نے بھی اشیاء افلاطونیہ کو مجرد ثابت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ مجرد ہیولے ہیں جن کی کوئی صورت کوئی لمبائی اور خلا نہیں ہے۔ ان میں جو بھی حاذق فلسفی تھے انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ ذہنوں میں متحقق ہوتا ہے۔ نہ کہ اعیان میں۔

نبوت کی فلسفیانہ تشریح

ابن سینا جیسے متاخرین فلاسفہ نے تعلیمات نبوت کو اپنے فاسد اصول کے مطابق ثابت کرنا چاہا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ نبوت کے تین خصائص ہیں جو شخص ان تین خصائص سے متصف ہوگا۔ وہ نبی ہوگا۔ ایک یہ کہ اس میں قوت علمی ہو جسے وہ قوت قدسی کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے سے وہ بغیر سیکھے علم حاصل کرسکے دوسرے اس میں قوت تخیلی ہو۔ کہ جو کچھ وُہ اپنے دل میں سمجھے اس کو تخیل کے قالب میں اس طرح ڈھالے کہ اس کو اپنے دل میں اس طریق پر صورتیں نظر آئیں اور آوازیں سُنائی دیں۔ جیسے کوئی خواب کی حالت میں دیکھتا اور سُنتا ہے۔ اور اس کا خارج میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ یہی صورتیں خدا کے فرشتے ہیں۔ اور یہ آواز اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ تیسرے یہ کہ اس شخص میں قوت فعالہ ہو۔ جس سے وہ ہیولئے عالم میں تاثیر پیدا کرے۔ یہ لوگ انبیاؑ کے معجزات اولیاءؒ کی کرامات اور جادوگروں کے خوارق عادات کو نفسانی قوتیں قرار دیتے ہیں۔ اور ان میں سے جو کچھ ان کے اصول کے موافق ہو۔ اس کا اقرار کرلیتے ہیں۔ اور عصائے موسوی کے اژدھا بن جانے۔ چاند کے ٹوٹ جانے اور اسی قسم کے دیگر معجزات کے منکر ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق ہم کئی جگہ پر تفصیل کے کے ساتھ کلام کرچکے ہیں اور بیان کرچکے ہیں کہ ان کی یہ باتیں بدترین باتیں ہیں۔ اور جو خصائص ان لوگوں نے نبوت کے لئے قرار دئے ہیں۔ اس سے بڑے خصائص عام لوگوں کو اور انبیاؑ کے کمترین پیروؤں کو بھی حاصل ہوسکتے ہیں۔ اور جن فرشتوں کے متعلق انبیاؑ نے خبر دی ہے۔ وہ زندہ ہیں۔

Marfat.com

باتیں کرتے ہیں۔ خدا کی مخلوقات میں سب سے بڑے ہیں۔ اور کثیر التعداد ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے :-

وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔ (مدثر)

اور تیرے پروردگار کی فوجوں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا

نہ تو وہ دس ہیں۔ اور نہ اعراض ہیں۔ ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ صادر اوّل عقل اوّل ہے۔ اور اسی سے وہ سب کچھ نکلا ہے۔ جو کہ اس کے سوا ہے۔ ان لوگوں کے نزدیک یہی عقل اوّل سب ماسوی اللہ کی پروردگار ہے۔ اور اسی طرح ہر ایک عقل اپنے ماتحت کی پروردگا ہے۔ اور عقل فعّال یعنی دسویں عقل ان سب چیزوں کی پروردگار ہے جو کہ چاند والے آسمان کے نیچے ہیں۔ ان سب باتوں کی خرابی عیاں ہے۔ اور دین پروردگار سے ان عقائد کا بُعد، انحراف کھُلی ہُوئی حقیقت ہے۔ حقیقت میں کوئی فرشتہ سب ماسوی اللہ کا پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ یہ لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اس عقل کا ذکر اس حدیث میں ہے :-

اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلُ فَقَالَ لَهٗ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ فَقَالَ لَهٗ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ فَقَالَ وَعِزَّتِىْ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَكْرَمَ عَلَىَّ مِنْكَ فَبِكَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِىْ وَلَكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا کہ سامنے آ تو وہ سامنے آگئی تو پھر اس سے فرمایا کہ پیچھے جا تو پیچھے آگئی۔ اس پر فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم ہے کہ تو مجھے اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ عزیز ہے۔ تیرے ہی ذریعہ میں لونگا۔ تیرے ہی ذریعہ دُونگا ثواب تیرے لئے ہے۔ اور عذاب کا سزاوار تو ہی ہے۔

اس عقل کو قلم بھی کہتے ہیں کیونکہ ایک روایت یہ بھی ہے :-

اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ۔

سب سے اوّل اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔

یہ ترمذی کی روایت ہے۔ اور عقل کے متعلق جو حدیث مذکور ہے وہ ان لوگوں کے نزدیک جو کہ حدیث کا علم رکھتے ہیں کذب موضوع ہے۔ جیسا کہ ابو حاتم بستی۔ دارقطنی اور ابن جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ روایت حدیث کی کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں ہے باینہمہ اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جاتی جب بھی اس کے الفاظ خود انہی کے خلاف دلیل ہیں۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :- "اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْعَقْلَ قَالَ لَهٗ" اور یوں بھی روایت ہے۔ "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهٗ" (۴۰)

Marfat.com

پس حدیث کا معنی یہ ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کرنے کی ابتدائی ساعات ہی میں اس سے خطاب فرمایا۔ اس حدیث کے یہ معنی نہیں ہیں کہ عقل سب سے پہلی مخلوق ہے۔ لفظ اول بنا برظرف منصوب ہے۔ جیسا کہ روایت ثانیہ کا لفظ لمّا ہے اور پوری حدیث پر غور کیا جائے تو معنی اور بھی واضح ہو جاتے ہیں۔

ماخلقت خلقا اکرم علیّ منك ۔	میں نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو مجھے تجھ سے زیادہ عزیز ہو ،

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بھی کچھ چیزیں پیدا کی ہیں پھر فرمایا فَبِكَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِي وَلَكَ الثَّوَابُ وَعَلَيْكَ الْعِقَابُ" یہاں اعراض کے چار انواع بیان کئے۔ حالانکہ ان فلسفیوں کی یہ رائے ہے کہ عالم علوی و عالم سفلی کے تمام جواہر عقل سے صادر ہوئے ہیں۔ ع

ببیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بہ کجا !

اہلِ فلسفہ کیونکر گمراہ ہُوئے ؟

متاخرین اہل فلسفہ نے ٹھوکر اس وجہ سے کھائی کہ لفظ عقل کا مفہوم اہل اسلام کی زبان میں اور تھا اور یونانی فلسفیوں کی زبان میں اور مسلمانوں کی زبان میں لفظ عقل عَقَلَ يَعْقِلُ عقلاً کا مصدر ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:۔

وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ (ملک)	اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم اہل دوزخ میں نہ ہوتے۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۔ (نحل)	اس امر میں سمجھنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں
اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۔ (حج)	کیا وہ زمین میں سیر نہیں کرتے کہ ان کے دل ہوں جن کے ذریعہ وہ سمجھیں اور کان ہوں جن سے وہ سنیں۔

عقل سے مراد وہ قوّت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں اس غرض سے رکھی ہے کہ وہ اس کے ذریعے سے سمجھے۔ اور فلسفیوں کے نزدیک عقل ایک جوہر ہے جو بنفسہ

Marfat.com

قائم ہے مثلاً عاقل۔ اور یہ مفہوم پیغمبروں اور قرآن کی زبان کے مطابق نہیں ہے عالم خلق بھی ان کے نزدیک جیسا کہ ابو حامد نے ذکر کیا ہے اجسام کا عالم ہے اور عقل اور نفوس کو وہ عالم الامر سے تعبیر کرتا ہے۔ اور کبھی عقل کو عالم جبروت اور نفوس کو عالم ملکوت سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور اجسام کو عالم الملک سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان حالات میں وہ شخص جو پیغمبروں کی زبان سے واقف نہ ہو۔ کتاب وسنت کے معنی نہ جانتا ہو وہ یہ گمان کر بیٹھتا ہے کہ کتاب وسنت میں ملک۔ ملکوت اور جبروت کا جو ذکر آیا ہے اس کا مفہوم وہی ہے۔ جو یونان کے فلسفیوں کی زبان میں ہے۔ حالانکہ نفس الامر اس کے خلاف ہے۔ یہ لوگ اہل اسلام کو شبہ میں ڈالنے کے لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ملک محدث یعنی معلول ہے۔ حالانکہ وہ اسے قدیم بھی مانتے ہیں۔ اور محدث وہی ہوتا ہے۔ جو پیدا ہونے سے پہلے معدوم رہ چکا ہو۔ نہ تو عرب کی زبان اور نہ کسی اور زبان میں قدیم ازلی کو محدث سے موسوم کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر مخلوق محدث ہے۔ اور ہر محدث نیست سے ہست ہوا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ اہل کلام یعنی جہمیہ و معتزلہ نے مختصر سا مناظرہ کیا ہے جس میں نہ تو انہوں نے پیغمبر کی بتائی ہوئی بات کو پہنچایا ہے اور نہ مقتضیات عقل کو ثابت کر سکے۔ سو نہ تو وہ اسلام کے لئے باعث نصرت ہوئے اور نہ دشمنوں کو شکست دے سکے۔ بلکہ بعض فاسد آراء میں وہ فلسفیوں کے ہم نوا ہو گئے اور بعض درست باتوں میں ان سے اختلاف کرتے رہے۔ سو ان جہمیہ اور معتزلہ کا علوم نقل و عقل میں قاصر ہونا اہل فلسفہ کی گمراہی کے لئے باعث تقویت بن گیا۔ جیسا کہ کسی دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔

فلسفی صوفی اور اسلامی صوفی

اہل فلسفہ کبھی یہ عقیدہ ظاہر کرتے ہیں کہ جبریل محض ایک خیال ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس میں شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اور خیال عقل کے تابع ہوتا ہے سو جن بد دینوں نے بے دین فلسفیوں کی ان باتوں میں شرکت اختیار کی وہ یہ دعویٰ کرنے لگے کہ ہم اولیاء اللہ ہیں۔ نیز اولیاء اللہ انبیاء سے افضل ہیں۔ اور وہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتے ہیں

Marfat.com

ابن عربی صاحب "فتوحات" و "فصوص" کا قول ہے کہ ولی اللہ اسی کان سے دولت علم حاصل
(۴۱) کرتا ہے جس سے وہ فرشتہ حاصل کرتا ہے جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے۔ اس کی رائے ہیں وہ
معدن عقل اور فرشتہ خیال ہے۔ اور خیال عقل کے تابع ہے۔ اور وہ بزعم خود اس سے علم حاصل
کرتا ہے جو خیال کی بھی اصل ہے۔ اور خود رسول خیال سے علم حاصل کرتا ہے اس لئے وہ اپنے
عقیدے میں نبی پر فائق بن جاتا ہے۔ اگر نبی کے خواص وہ ہوں جو کہ انہوں نے ذکر کئے ہیں۔ تو وہ
ولی سے افضل ہونا تو درکنار اس کا ہم جنس بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب وہی خواص افراد مسلمین میں
پائے جائیں تو اس کی کیا تعبیر کی جائیگی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نبوت اس سے برتر حقیقت ہے۔ ابن عربی
اور اس کی طرح کے لوگ مدعی تو اس امر کے ہیں کہ وہ صوفی ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ صوفیہ ملاحدہ
فلاسفہ میں سے ہیں۔ وہ اہل علم صوفیہ میں سے بھی نہیں ہیں چہ جائیکہ وہ ان مشائخ میں سے ہوں
جو کتاب و سنت کے پابند ہیں۔ فضیل ابن عیاض۔ ابراہیم ابن ادھم۔ ابو سلیمان دارانی۔ معروف
کرخی۔ جنید بن محمد اور سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہم اور ان کی طرح کے مشائخ اہل حق میں
سے ہیں۔

مسئلۂ شفاعت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرشتوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں۔ وہ بھی ان لوگوں کے قول
کی مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ، لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ، يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ۔

(سورۂ انبیاء)

کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد بھی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے جن کو وہ اولاد سمجھتے ہیں وہ اولاد نہیں بلکہ باعزت بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے تجاوز نہیں کرتے، اور اسی کے حکم کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ جانتا ہے جو ان کے روبرو ہو چکا ہے یا اُن سے پہلے ہوا ہے۔ اور اسی کی سفارش کرتے ہیں جن کیلئے سفارش اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اور وہ اُسکے ڈر سے دبکے رہتے ہیں۔

پھر فرمایا:-

Marfat.com

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ۔ (انبیاء)

اور جو شخص ان میں سے یہ کہ دے کہ میں اس کے علاوہ معبود ہوں۔ اسے ہم جہنم کی سزا دیتے ہیں۔ اور اسی طرح ہم ظالموں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا کرتے ہیں

اور فرمایا:۔

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰى۔ (پ ۲۷ ع ۷)

آسمانوں میں کتنے فرشتے بھرے پڑے ہیں۔ لیکن کسی کی سفارش اس وقت تک کارگر نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اور پسند کرے سفارش کی اجازت نہ دے۔

اور فرمایا:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ۔ (پ ۲۲ ع ۹)

کہو کہ جن لوگوں کو تم خدا کے سوا کچھ سمجھتے ہو ان کو بلاؤ۔ ان کو آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر اختیار حاصل نہیں ہے نہ تو ان دونوں میں ان کا کچھ ساجھا ہے اور نہ ان کی تخلیق میں وہ خدا کے مددگار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی سفارش سود مند نہیں ہوتی مگر جس کے لئے وہ خود اجازت دے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ۔ (پ ۱۷ ع ۲)

آسمانوں اور زمینوں میں جو کوئی ہے اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں اس کی عبادت سے نہ تو از راہ تکبر منہ موڑتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ دن رات تسبیح کرتے رہتے ہیں سستی نہیں برتتے۔

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی صورت میں آئے اور فرشتہ مریم علیہا السلام کے سامنے ٹھیک بشر کی صورت میں سامنے ہوا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دحیہ کلبی کی صورت میں اور اعرابی کی صورت

Marfat.com

میں ظاہر ہُوا کرتے تھے۔ اور لوگوں کو بھی ایسا ہی دکھائی دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کی یہ وصف بیان کی ہے۔ کہ وہ صاحب قوت ہے۔ اور ربّ عرش کے ہاں بڑے مرتبہ والا ہے فرشتوں کا افسر اور بڑا امانتدار ہے۔ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آسمانوں کے مطلع صاف میں دیکھا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ اس کی روحانی جسمانی طاقتیں بڑی زبردست ہیں۔ کہ جس وقت آسمان کی ایک اچھی اونچی جگہ میں تھا سامنے کا سارا پیغمبر کے سامنے آکھڑا ہُوا۔ پھر نزدیک ہُوا۔ اور اس قدر جھکا کہ دو کمان کی قدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔ اس وقت خدا نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی سو کی پیغمبر نے جو کچھ دیکھا تھا۔ دل نے اس میں کچھ جھوٹ نہیں ملایا۔ کیا تم اس کے ساتھ جھگڑتے ہو حالانکہ اس نے جبرئیل کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جسکے نزدیک ہی جنۃ الماویٰ ہے ایک دفعہ اور بھی دیکھا تھا جبکہ سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ اس وقت بھی پیغمبر کی نگاہ نہ بہکی اور نہ اُچٹی۔ بے شک پیغمبر نے اس وقت اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ صحیحین میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک افق اعلیٰ میں اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ نیز دوسری جگہ پر جبرئیل علیہ السلام کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ کہ وہ روح امین ہے۔ اور وہی روح قدس ہے۔ یہ اور اس طرح کی دوسری صفات بتا رہی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بلند ترین۔ ذی حیات اور ذی عقل مخلوقات میں سے ہے۔ وہ جوہر قائم بنفسہٖ ہے۔ نہ کہ نبی کے نفس میں ایک خیال جیسا کہ ان بے دین فلاسفہ کا ولایت کے مدعیون کا اور نبیؐ سے زیادہ عالم ہونے کا دعویٰ رکھنے والوں کا عقیدہ ہے۔ ان لوگوں کی حقیقت نمائی یہ ہے کہ وہ اصول ایمان یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں، اس کے پیغمبروں اور روز قیامت کے منکر ہیں۔ حقیقت میں وہ خالق کے منکر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے مخلوق کے وجود ہی کو خالق کا وجود قرار دے دیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ وجود ایک ہی ہے۔ وہ واحد بالیقین اور واحد بالنوع میں امتیاز نہیں کرتے۔ کیونکہ موجودات وجود کے مسمّی میں اسی طرح شریک ہیں جس طرح تمام لوگ (اناسی) انسان کے مسمّٰی میں اور حیوانات حیوان

کے مسمّٰی میں شریک ہیں۔ لیکن یہ مشترک کلی صرف ذہن میں مشترک کلی ہے۔ جو حیوانیت انسان کے ساتھ قائم ہے وہ اس حیوانیت کی عین نہیں ہے جو کہ گھوڑے کے ساتھ قائم ہے۔ اور آسمانوں کا وجود بعینہٖ انسان کا وجود نہیں ہے۔ پس خالق جل جلالہٗ کا وجود اپنی مخلوقات کے وجود کی طرح نہیں ہے۔ ان بے دینوں کا عقیدہ وہی ہے جو فرعون کا عقیدہ تھا جس نے صانع کو معطّل قرار دیا۔ وہ اس موجود و مشہود کا منکر نہیں تھا۔ لیکن اس کا دعویٰ تھا کہ وہ موجود بنفسہٖ ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں ہے۔ ان لوگوں نے اس امر میں اس کی موافقت کی لیکن اس پر یہ دعویٰ مستزاد ہوا کہ وہی اللہ ہے۔ چنانچہ وہ اس سے زیادہ گمراہ ٹھہرے اگرچہ اس کا یہ قول بظاہر ان کے قول سے زیادہ موجب فساد ہے ان لوگوں کے قول کے مطابق بتوں کو پوجنے والے بھی حقیقت میں خدا ہی کو پوجتے ہیں جب فرعون کے ہاتھ میں حکومت اور تلوار تھی تو اس نے کہا تھا کہ میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں۔ عرف عام میں یہ کہنا جائز ہے۔ اگر تمام لوگ کسی نہ کسی نسبت سے رب ہوں تو فرعون یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تم سب سے بلند تر ہوں۔ کیونکہ ظاہراً میں تم پر حکمران ہوں۔ لیکن ان بے دین متکلموں نے فرعون کے ان الفاظ سے بھی اپنے عقائد فاسدہ کا اُلّو سیدھا کرنے کی کوشش کر ہی دی۔ اور کہا کہ جب جادوگروں نے اپنے قول کے متعلق فرعون کی سچائی معلوم کر لی تو انہوں نے اس مسئلہ میں اس کے قول کو مان لیا۔ اور کہا

اِقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ ۔ (پ۱۶ ع۱۲)	تو جو چاہتا ہے کر گزر تو اسی زندگی پر حکم چلا سکتا ہے

ان لوگوں نے اس واقعہ سے یہ دلیل اخذ کی کہ فرعون کا یہ قول صحیح ہوا کہ :-

اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ۔	میں تمہارا پروردگار اعلیٰ ہوں۔

اور فرعون عین حق تھا۔ پھر ان لوگوں نے روز قیامت کی حقیقت سے بھی انکار کیا۔ اور کہہ دیا کہ اہل النار بھی اہل جنت کی طرح نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ، روز قیامت خدا کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں نے اس صریح انکار کے باوجود ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کے خاص الخاص اولیاء کے بھی خلاصہ ہیں انبیاء سے افضل ہیں اور انبیاء

Marfat.com

بھی انھی کے چراغ کے ذریعہ خدا کو پہچانتے ہیں" یہ موقعہ ان لوگوں کی بے دینی کی تفصیل کا نہیں ہے لیکن اولیأ اللہ کے متعلق تذکرہ تھا اور اولیا رحمٰن اور اولیا شیطان کے درمیان فرق واضح کرنا مقصود تھا اس لئے ہم نے ضمناً یہ باتیں کہ دیں۔ چونکہ اس قسم کے لوگ کہلانے کو تو اکابر اولیأ اللہ ہیں۔ مگر حقیقۃً شیطان کے دوست ہیں۔ لہذا ہم نے بطور تنبیہ کچھ ذکر کر دیا۔

الغرض ان کا کلام زیادہ تر شیطانی حالات میں ہوتا ہے۔ اور صاحب "فتوحات" کی طرح

کہتے ہیں کہ ارضی حقیقت ارضی خیال ہی ہے۔ یہ تو ظاہر بات ہے کہ جس حقیقت میں وہ کلام (۴۴)

کرتا ہے وہ خیال ہے اور شیطان کے تصرت کا محل۔ کیونکہ شیطان انسان کے خیال میں خلاف واقعہ صورتیں بنا کر ظاہر کرتا ہے۔

وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ، وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۔

(پ ۲۵ ع ۱۰)

اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے اغماض کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ رہتا ہے اور باوجودیکہ شیاطین گناہگاروں کو راہ خدا سے روکتے رہتے ہیں تاہم گناہگار اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب گناہگار ہمارے حضور میں حاضر ہوگا تو وہ اپنے ساتھی شیطان کو دیکھ کر کہیگا۔ ای کاش مجھ اور تجھ میں پورب اور پچھم کا فاصلہ رہا ہوتا۔ سو بہت ہی برا ساتھ ہے۔ اور جبکہ تم نے نافرمانیاں کی ہیں تو آج یہ بات تمہارے کچھ کام نہ آئیگی کہ تم ایک ساتھ عذاب میں ہو

اور فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا

اللہ تعالیٰ یہ تو معاف نہیں کرتا کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک گردانا جائے۔ البتہ اس سے کم جس کو چاہے معاف کرے اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک گردانا وہ دور بھٹک گیا یہ خدا کے سوا تو بس عورتوں ہی کو پکارتے ہیں اور شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔ جس کو خدا نے پھٹکار دیا۔ اور

لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۔ (پ ۵ ع ۱)

وہ لگا کہ میں تو تیرے بندوں سے ایک حصہ مقرر لیا کروں گا۔ اور ان کو ضرور بہکاؤں گا۔ اور ان کو امیدیں ضرور دلاؤں گا۔ اور ان کو ضرور سمجھاؤں گا اور وہ جانوروں کے کان ضرور چیرا کریں گے۔ اور ان کو سمجھاؤں گا۔ تو وہ خدا کی بنائی ہوئی صورتوں کو ضرور بدلا کریں گے۔ اور جو شخص خدا کے سوا شیطان کو دوست بنائے تو وہ صریح نقصان میں آگیا۔ شیطان ان کو وعدہ دیتا اور ان کو امیدیں دلاتا ہے۔ اور شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے نرا دھوکا ہے۔

اور فرمایا:-

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔ (پ ۱۳ ع ۱۶)

اور جب فیصلہ ہو چکیگا تو شیطان کہیگا کہ خدا نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور وعدہ تو تم سے میں نے بھی کیا تھا۔ مگر میں نے تمہارے ساتھ وعدہ خلافی کی۔ اور تم پر میری کچھ زبردستی تو تھی نہیں۔ ہاں اتنی بات تھی کہ میں نے تم کو بلایا اور تم نے میرا کہا مان لیا تو آج مجھے الزام نہ دو بلکہ اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ تو میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں۔ اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو۔ میں تو مانتا ہی نہیں کہ تم مجھ کو پہلے شریک بناتے تھے اس میں شک نہیں کہ جو لوگ نافرمان ہیں ان کو بڑا درد ناک عذاب ہوگا۔

اور فرمایا:-

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ

اور جب شیطان نے ان کی حرکات ان کو عمدہ کر دکھائیں اور کہا کہ آج لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ پھر جب دونوں فوجیں سامنے آئیں تو اپنے الٹے پاؤں چلتا بنا

Marfat.com

وَقَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْٓ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۔ (پ ۱۰ ع ۲)

سے کچھ سروکار نہیں۔ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم کو نہیں سوجھ پڑتی۔ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کی مار بڑی سخت ہے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے اور صحیح حدیث ہے کہ حضور نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی قیادت فرما رہے تھے اور جب شیطان نے فرشتوں کو دیکھا تو وہ ان سے بھاگ گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اپنے فرشتوں کے ذریعہ مدد دیتا ہے۔ فرمایا

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ (پ ۹ ع ۱۶)

اے پیغمبر اس وقت کو یاد کرو جب تمہارا پروردگار فرشتوں کی طرف وحی بھیج رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پس مسلمانوں کو جمائے رکھو۔

اور فرمایا:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۔ (احزاب)

اے مسلمانو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جبکہ تمہارے پاس فوجیں آئیں تو ہم نے اُن پر طوفانی ہوا بھیجا اور وہ فوجیں بھیجیں جنہیں تم نے دیکھا۔

اور فرمایا:۔

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا ۔ (پ ۱۰ ع ۱۲)

جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دوست ابو بکرؓ سے کہہ رہے تھے کچھ فکر نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر تسلی نازل کی اور اُسے ان فوجوں کے ذریعہ مدد دی جن کو تم نے نہیں دیکھا۔

اور فرمایا:۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ

اے پیغمبر جنگ بدر کا وہی واقعہ یاد کرو۔ جب تم مسلمانوں

اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ الٰافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ۔ (پ ۴ ع ۴)

سے کہ رہے تھے کہ کیا تم کو اتنا کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے۔ بلکہ اگر تم ثابت قدم رہو۔ اور تقویٰ اختیار کئے رکھو۔ اور دشمن ابھی اسی دم تم پر چڑھ آئیں۔ تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار ایسے فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا۔ جو جنگی نشان سے آراستہ ہونگے۔

شیطانی وحی

ایسے لوگوں کے پاس روحیں آکر باتیں کرتی ہیں۔ اور ان کے سامنے معین صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ ارواح جن اور شیطان ہوتے ہیں جنہیں یہ نادان فرشتے سمجھ بیٹھتے ہیں۔ بتوں اور ستاروں کے پجاریوں سے بھی اسی طرح کی ارواح مخاطب ہوتی ہیں۔ ظہور اسلام کے بعد سب سے پہلے جن لوگوں نے یہ دھوکا کھایا۔ ان میں ایک مختار ابن عبید تھا جس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔ مسلم میں صحیح حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

سَيَكُوْنُ فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَّمُبِيْرٌ ۔

بنی ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک مفسد۔

کذاب مختار ابن عبید تھا اور مفسد حجاج ابن یوسف۔ ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ مختار کا دعویٰ ہے کہ اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اس پر شیطان نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ (پ ۱۹ ع ۱۵)

کیا میں تمہیں بتاؤں کن لوگوں پر شیطان اترا کرتے ہیں وہ جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں

ابن عباس سے جب کہا گیا کہ مختار کو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ ہے تو اس نے کہا :- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ (اعراف)

شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں

انہی ارواح شیطانیہ میں سے وہ روح بھی ہے جس کے متعلق صاحب "فتوحات" کا دعویٰ ہے کہ اس نے اس کی طرف اس کتاب کا القا کیا ہے۔ اسی لئے وہ قسم قسم کے میٹھے کھانوں کا ذکر کرتا ہے جو کہ یہ ارواح اپنے ساتھ لایا کرتی ہیں۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ اس شخص کا جن و شیاطین کے ساتھ تعلق ہے۔ وہ یہ گمان کر لیتے ہیں کہ یہ اولیاء کی کرامتیں ہیں۔ حالانکہ وہ شیطانی حالات ہیں۔ مجھے ان لوگوں میں سے بعض سے شناسائی بھی حاصل ہے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ہوا میں دور تک اڑتے چلے جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں بعض ایسے ہیں جن کو شیاطین چرائے ہوئے اموال لا کر دیتے ہیں۔ اور بعض کو چوری کا سراغ شیاطین کے ذریعہ ملتا ہے چونکہ لوگ اپنے مسروقہ اموال کا پتہ معلوم کرنے کے عوض انہیں رشوت یا کوئی عطیہ پیش کر دیتے ہیں۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ہوتے رہتے ہیں چونکہ ان لوگوں کے احوال شیطانی ہیں اس لئے وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص کرتے ہیں۔ جیسا کہ صاحب "فتوحات مکی" و "فصوص" اور اس کی طرح کے دوسرے مصنفین کی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔ قوم نوحؑ، قوم ہودؑ اور آل فرعون وغیرہ کفار کی مدح کی گئی ہے اور نوحؑ ابراہیم، موسیٰ اور ہارون علیہم السلام جیسے انبیاءؑ کی تنقیص بیان کی گئی ہے۔ ان مسلمان شیوخ کی مذمت کی گئی ہے جو اہل اسلام کے نزدیک محمود و محترم ہیں۔ مثلاً جنید بن محمدؒ اور سہل بن عبداللہ تستریؒ، اور مدح کی جاتی ہے تو ان لوگوں کی جن کو مسلمان برا سمجھتے تھے۔ مثلاً حلاج اور اس قماش کے دوسرے لوگ۔ اگر ان باتوں کی شہادت مطلوب ہو تو اس کی "تجلیات" خیالیہ و شیطانیہ موجود ہے۔

ابن عربی اور حضرت جنیدؒ

جنید قدس اللہ تعالیٰ روحہ ائمہ ہدایت میں سے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ توحید کیا چیز ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ حدوث کو قدم سے علیحدہ ماننا۔ آپ نے بیان فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ قدیم اور محدث اور خالق و مخلوق میں امتیاز کیا جائے۔ صاحب "فصوص" نے اس کا انکار کیا اور اپنے خیالی و شیطانی مخاطبہ میں کہا "اے جنید محدث و قدیم میں امتیاز تو وہی کر سکتا ہے جو نہ محدث ہو نہ قدیم۔ جنید کا یہ قول غلط ہے کہ محدث کو قدیم سے جدا قرار

دینا توحید ہے کیونکہ محدث کا وجود بعینہٖ قدیم کا وجود ہے۔" کتاب فصوص میں اس نے لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے علی (بلند) ہے۔ کس سے بلند؟ حالانکہ اس کے سوا کوئی ہے ہی نہیں اور کس چیز سے بلند حالانکہ جو کچھ ہے وہ خود ہی ہے۔ پس اس کی بلندی خود اس کے اور عین موجودات کے لئے ہے۔ اور مسمّٰی محدثات اس کی ذات کے لئے بلند ہیں۔ اور اس کے سوا وہ موجود ہی نہیں۔" آگے چل کر لکھتا ہے: "جو کچھ بھی پوشیدہ ہے اور جو کچھ بھی ظاہر ہے اس تمام کائنات کی عین وہی ہے۔ وہاں تو کوئی دوسرا موجود ہی نہیں جو اسے دیکھے۔ اس کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس کے متعلق کوئی بات کرے۔ اور وہ ابوسعید خراز اور دیگر اسماء کا مسمّٰی ہے۔" اس ملحد کو معلوم ہونا چاہئے کہ دو چیزوں کے درمیان امتیاز کرنے والے کے لئے عقلاً و نقلاً یہ کوئی شرط نہیں ہے کہ وہ ان دو چیزوں میں سے نہ ہو اور کوئی تیسرا وجود ہو۔ ہر آدمی اپنے آپ اور دوسرے شخص کے درمیان امتیاز کرتا ہے۔ حالانکہ وہ ثالث نہیں ہوتا۔ بندے کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بندہ ہے۔ اور وہ اپنے نفس اور اپنے خالق کے درمیان امتیاز کرتا ہے۔ اور خالق جل جلالہ اپنے آپ اور اپنی مخلوقات کے مابین امتیاز کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ ان کا پروردگار ہے اور وہ اس کے بندے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں کئی جگہ اس نے فرمایا ہے۔ لیکن قرآن سے اہل ایمان استشہاد کرتے ہیں جو ظاہراً و باطناً اس کو مانتے ہیں۔

فلسفی صوفیوں کی افسوسناک بے باکی

رہے یہ ملاحدہ سو ان کا وہی دعویٰ ہے۔ جو تلمسانی کا ہے وہ ان کے اتحاد میں سب سے زیادہ (۴۵) ماہر ہے جب اس کے سامنے "فصوص" پڑھی گئی اور اس سے کہا گیا کہ قرآن تمہارے فصوص کا مخالف ہے۔ تو اس نے کہا قرآن سارے کا سارا شرک ہے۔ اور توحید ہمارے کلام میں ہے۔ اس سے کہا گیا کہ اگر وجود ایک ہے تو بیوی سے جماع کیوں جائز اور بہن کے ساتھ کیوں حرام ہے۔ کہا کہ ہمارے نزدیک سب حلال ہے۔ لیکن چونکہ یہ محجوبین حرام کہتے ہیں اس لئے ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ تم پر حرام ہے۔" یہ قول کفر عظیم ہونے کے علاوہ

Marfat.com

اپنی تردید آپ کر رہا ہے۔ کیونکہ جب وجود ہی ایک ہو۔ تو حاجب کون ہے اور محجوب کون؟ ان لوگوں کے ایک شیخ نے اپنے مرید سے کہا: "جس نے تم سے یہ کہا ہے کہ خدا کے سوا کوئی اور وجود ہے تو اُس نے جھوٹ کہا ہے" مرید نے کہا "جھوٹ کہنے والا کون ہے"؟ دوسروں نے کہا "یہ مظاہر ہیں" تو ان سے کہا "مظاہر مظاہر کے غیر ہیں یا وہی ہیں۔ اگر غیر ہیں تو تم بہ لحاظ نسبت[ف1] کہتے ہو۔ اور اگر وہی ہیں تو کوئی فرق نہ ہُوا"۔ کسی دوسرے مقام پر ہم تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کے اسرار و رموز کا پول کھول چکے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کے قول کی حقیقت بیان کر چکے ہیں۔ صاحب فصوص کہتا ہے کہ معدوم ایک چیز ثابت تھی اور اس پر وجود حق کا فیضان ہُوا۔ سو وہ وجود و ثبوت کے درمیان فرق کرتا ہے۔ معتزلہ بھی کہتے ہیں کہ معدوم ایک چیز ثابت تھی۔ لیکن یہ لوگ باینہمہ ضلالت صاحب "فصوص" سے بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ پروردگار نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے جو عدم میں ثابت تھیں۔ اور ان کا وجود پروردگار کا وجود نہیں ہے۔ بخلاف اس کے صاحب "فصوص" کا دعوےٰ ہے کہ اِن چیزوں پر بعینہٖ پروردگار کے وجود کا فیضان ہُوا اِس کے نزدیک مخلوق کا وجود ہی نہیں جو خالق کے وجود سے علیحدہ ہو۔

صدر قونوی کی نئی چال

از بسکہ صاحب "فصوص" کا دوست صدر قونوی زیادہ رنگین فلسفی ہے۔ اس لئے اُس نے نئی چال اختیار کی۔ یعنی مطلق و معین کا فرق تسلیم کر لیا۔ اُس نے اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ معدوم کوئی چیز ہے لیکن حق کو وجود مطلق قرار دیا۔ اور ایک کتاب لکھی جسکا نام "مفتاح غیب الجمع والوجود" ہے۔ یہ قول خالق کو اور بھی زیادہ معطل اور معدوم قرار دیتا ہے۔ کیونکہ مطلق بشرط اطلاق کلی عقلی ہے، اِس لئے محض ذہنی ہے نہ کہ بصورت معین۔ اور مطلق بدون کسی شرط کے کلی طبیعی ہے۔ اگر یہ کہا

[ف1] جب نسبت لازم آئی تو دو وجود ثابت ہو گئے۔ اور اگر نسبت اٹھا دی جائے تو جھوٹ کہنے والا (معاذ اللہ) خدا کا جزو ہُوا۔ (مترجم)

جائے کہ وہ خارج میں موجود ہے۔ تو وہ خارج میں صرف بصورت معیّن ہو سکتا ہے چنانچہ جو شخص اِسکا قائل ہے کہ وہ خارج میں ثابت ہے۔ اِس کے مذہب میں وہ معیّن کی جزو ٹھہرا۔ پس اِس سے لازم آتا ہے کہ یا تو پروردگار کا وجود خارج میں محال ہے یا مخلوقات کے وجود کا جزو ہے۔ یا مخلوقات کے وجود کا عین ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا جزو کل کو پیدا کر سکتی ہے؟ یا کوئی چیز اپنے آپ کو پیدا کر سکتی ہے؟ یا عدم وجود کا خالق ہو سکتا ہے؟ یا کسی چیز کا ایک حصہ اسکے تمام جسم کا خالق ہو سکتا ہے؟ ۔

حلول اور اتحاد

یہ لوگ حلول کے لفظ سے اِس لئے بھاگتے ہیں کہ وہ حال اور محل کا مقتضی ہے اتحاد کے لفظ سے اِس لئے گریزاں ہیں کہ وہ دو چیزوں سے مستلزم ہے۔ جن میں سے ایک دوسرے سے متحد ہو گئی ہو۔ حالانکہ ان کے نزدیک وجود صرف ایک کا ہے۔ کہتے ہیں کہ نصاریٰ اس لئے کافر ہو گئے ہیں کہ انہوں نے خصوصیت کے ساتھ مسیح کو خدا قرار دیا۔ اگر وہ ہر چیز کو خدا کہہ دیتے تو کافر نہ ہوتے۔ علیٰ ہذا القیاس وہ بُت پرستوں کی بھی یہ غلطی بتاتے ہیں کہ وہ بعض مظاہر کی پرستش کرتے ہیں اور بعض کی نہیں کرتے۔ اگر تمام مظاہر کی پوجا کرتے تو ان کے نزدیک خطا کار نہ ٹھہرتے۔ ان کے نزدیک عارف محقق کیلئے بتوں کی پوجا مضر نہیں ہے۔ قطع نظر اِس سے کہ یہ عقیدہ کفر عظیم ہے۔ اِس میں وہ علانیہ تناقض بھی موجود ہے۔ جو ہمیشہ اِن گمراہوں کے گلے کا ہار رہتی ہے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ خطا کار نصاریٰ اور خطا کار بت پرست آخر کون ہیں؟ خدا ہیں یا اِس سے کوئی جدا چیز ہیں؟ لیکن وہ تو کہتے ہیں (۴۶)
پروردگار میں وہ تمام نقائص موجود ہیں جو مخلوق میں ہوتے ہیں اور مخلوقات میں بھی وہ تمام کمالات موجود ہیں جن سے ذاتِ خالق متصف ہے۔ اور صاحب "فصوص" کے اِس قول کے حامی ہیں کہ "عَلِیُّ لِنَفسِہٖ وہ ہوتا ہے جس کا کمال تمام وجودی اور عدمی اوصاف کا جامع ہو۔ خواہ وہ اوصاف رواج، عقل اور شرع کے نزدیک

Marfat.com

اچھے ہوں یا بُرے - اور یہ صرف خدا کے مسمّا کا خاصہ ہے"۔ علاوہ کفر کے ان لوگوں کے قول کا تناقض بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ حس وعقل دونوں کے نزدیک اِن کا دعویٰ باطل ہے - یہ لوگ تلمسانی کے اِس قول کے بھی حامی ہیں۔ کہ "ہمارے نزدیک کشف کے ذریعہ ایسی چیزیں ثابت ہوتی ہیں جو صریح عقل سے متناقض ہوتی ہیں"۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص تحقیق کا طالب ہو یعنی اُنکی تحقیق کا۔ اُسے چاہئے کہ عقل و شرع کو خیرباد کہہ دے۔ میں نے ایک ایسے اعتقاد رکھنے والے شخص سے ایک مرتبہ کہا بھی تھا کہ یہ یقینی امر ہے کہ انبیاء کا کشف دوسروں کے کشف سے زیادہ بڑا اور زیادہ کامل ہے - اور ان کی دی ہوئی خبر دوسروں کی خبر سے صادق تر ہوتی ہے - انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسی چیزوں کی خبر دیتے ہیں۔ جن کی معرفت سے لوگوں کی عقلیں عاجز ہوتی ہیں۔ ایسی خبر نہیں دیتے جسے لوگ اپنی عقل کے ذریعے معلوم کرلیں کہ وہ ممتنع ہے - ان کا تحیّر ان کی عقل کی محدود ہونے کی دلیل ہے نہ کہ مخبرات انبیاء کے محال عقلی ہونے کی - بلکہ یہ ممتنع ہے کہ رسول کی دی ہوئی خبریں عقل صریح کے مناقض ہوں - یہ بھی ممتنع ہے کہ دو قطعی دلیلوں میں تعارض ہو۔ خواہ وہ دونوں عقلی ہوں یا سمعی یا ان میں سے ایک عقلی ہو اور دوسری سمعی - پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اس کا مدعی ہو کہ اس کا کشف عقل و شرع صریح کا مناقض ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں کہتے۔ لیکن بعض چیزیں جو ان کے نفس میں ہوتی ہیں خیالی صورت بن کر ان کے سامنے آتی ہیں اور وہ خیال کرلیتے ہیں کہ وہ خارج میں موجود ہیں۔ کبھی وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جو خارج میں موجود ہوتی ہیں - لیکن وہ انہیں کرامات صالحین میں سے شمار کرتے ہیں - حالانکہ وہ تلبیسات شیاطین میں سے ہوتی ہیں - وحدت الوجود کے قائل کبھی اولیاء کو انبیاء پر ترجیح دے دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نبوّت منقطع نہیں ہوئی - جیسا کہ ابن سبعین وغیرہ سے مذکور ہے -

Marfat.com

معصیت کی غلط تعریف

یہ لوگ شہود کے تین مراتب قرار دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بندے کو پہلے طاعت و معصیت کا شہود حاصل ہوتا ہے۔ پھر طاعت بلا معصیت کا۔ اور آخر کار اُس درجہ کا شہود ہوتا ہے جہاں نہ طاعت ہو نہ معصیت۔ شہود اول صحیح شہود ہے اور وہ طاعات و معاصی کے درمیان فرق کرتا ہے۔ رہا شہود ثانی سو اس سے وہ شہود قدر مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ ان لوگوں میں سے بعض کہتے ہیں میں اُس پروردگار کا منکر ہوں جو کہ نافرمانی کرے۔ ایسے لوگوں کا دعوٰے ہے کہ معصیت اِس ارادے کی مخالفت سے عبارت ہے جو کہ مشیئت ہے۔ اور ساری مخلوقات مشیئت کے حکم کے ماتحت ہے۔ ان کا شاعر کہتا ہے ؎

اصبحت منفعلا لما تختارہٗ

منی ففعلی کلہ طاعات

(مجھ سے وہی فعل سرزد ہوجاتا ہے۔ جسکا مجھ سے سرزد ہونا تجھے پسند ہو۔ اسلئے میرے تمام کام عبادات ہیں)

معصیت کی صحیح تعریف

ظاہر ہے کہ یہ پیغمبروں کے شرائع کے سراسر خلاف اور خدا کی کتابوں کے بالکل منافی ہے۔ وہ معصیت جو کہ مذمت کی مستحق اور عذاب کی موجب ہے۔ اللہ تعالےٰ کے اور اسکے رسول کے حکم کی مخالفت سے عبارت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ	یہ خدا کی حدود ہیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اُسے وہ ایسے باغات میں داخل کریگا جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہونگی ایسے لوگ ان باغوں میں رہینگے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے تجاوز کرے

Marfat.com

نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِينٌ۔ (پ۴ ع۱۳)	اُسے وہ دوزخ میں داخل کریگا جس میں اسے ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اور اس کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

(۴۰) عنقریب ہم ارادہ کونیّہ و دینیّہ اور امر کونیہ و دینیہ کے درمیان فرق بیان کرینگے۔ صوفیہ کی ایک جماعت کو اس مسئلے میں اشتباہ ہوُا ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔ جو شخص اس مسئلے میں جنید کی پیروی کریگا وہ سیدھی راہ پر ہوگا۔ اور جو اسکی مخالفت کریگا گمراہ ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ تمام امور خدا کی قدرت و مشیئت سے ہوتے ہیں۔ اور اسی وحدت کے شہود میں ہوتے ہیں اس کا نام وہ "جمع اوّل" رکھتے ہیں۔ جنید نے ان سے بیان کیا ہے کہ فرق ثانی کا شہود لابدّی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ گو تمام اشیا خدا کی مشیئت و قدرت اور اس کی مخلوق ہونے میں مشترک ہیں۔ لیکن جس چیز کا وہ حکم کرتا ہے۔ جس چیز کو وہ پسند کرتا اور راضی ہوتا ہے اس میں اور اُس چیز میں جسے اُس نے ممنوع، مکروہ اور موجب ناراضی قرار دیا ہے فرق کرنا ضروری ہے۔ اور خدا کے دوستوں اور دشمنوں کے مابین فرق کرنا بھی لازمی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ۔ (سورۂ نون)	کیا ہم مسلمین کو مجرموں کی طرح قرار دینگے؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ تم کیسے کیسے فیصلے گھڑتے ہو؟۔

اور فرمایا:۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ۔ (پ۲۳ ع۱۲)	کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور کام بھی اچھے کرتے ہیں۔ ان لوگوں جیسا کر کے رکھینگے جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یا ہم ایسا کر دینگے کہ متقین کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کریں۔ جو ہم گناہگاروں کے ساتھ کرینگے؟۔

Marfat.com

اور فرمایا:-

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ (پ ۲۵ ع ۱۸)

کیا جن لوگوں نے بُرے کام کئے ہیں ان کو ہم ان لوگوں جیسا کر کے رکھینگے جو ایمان بھی لائے اور کام بھی اچھے کرتے تھے۔ کیا ان دونوں جماعتوں کا جینا مرنا ایک برابر ہوگا؟ یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگایا کرتے ہیں۔

اور فرمایا:-

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ (پ ۲۴ ع ۱۱)

اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتا۔ اور مومن و نیکوکار کے ساتھ بدکردار کی برابری نہیں ہو سکتی۔ مگر تم لوگ بہت کم غور کرتے ہو۔

اسی لئے امت کے ائمہ اور سلف صالحین کا مذہب یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا، اُس کا پالنے والا اور اُس کا مالک ہے، جو کچھ وہ چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ اُس کے سوا کوئی پروردگار نہیں۔ اِس کے ساتھ ہی اُس نے طاعت کا حکم دیا اور نافرمانی سے منع کیا ہے۔ وہ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اپنے بندوں کیلئے کفر پسند نہیں کرتا۔ بُری باتوں کا حکم نہیں دیتا۔ گو اس کی مشیئت کے ساتھ کیوں نہ واقع ہوں۔ مگر وہ اسے محبوب و مرغوب نہیں ہو سکتیں بلکہ مبغوض ہیں۔ اور ان کا مرتکب لائق مذمّت اور سزاوار عذاب ہے۔

رہا تیسرا مرتبہ جس میں نہ طاعت کا شہود ہے اور نہ معصیت کا۔ ان لوگوں کے نزدیک ایک ہی وجود ہوتا ہے اور بس۔ اور اُسے وہ تحقیق والایت کی انتہا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت وہ خدا کے اسماء و آیات میں رخنہ اندازی اور اللہ تعالےٰ سے دشمنی کی اِنتہا ہے۔ اِس مرتبہ والا آدمی یہود و نصارےٰ اور تمام کفار کو دوست قرار دیتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۔ (پ ۶ ع ۱۲)	تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا۔ وہ ان ہی میں سے ہوگا ۔

شرک اور بت پرستی سے نہیں بچتا۔ اور ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملت سے خارج ہوجاتا ہے :۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (پ ۲۸ ع ۷)	تمہارے لئے ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں کا اچھا نمونہ پیش ہوچکا ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہدیا تھا کہ ہم تم سے اور خدا کے سوا جن چیزوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ اُن سے بیزار ہیں۔ تمہارے عقیدوں کو ہم نہیں مانتے۔ تم میں اور ہم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی قائم ہوگئی ہے حتیٰ کہ تم اکیلے اللہ کے ساتھ ایمان لے آؤ ۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم مشرکین سے کہا :۔

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔	تمہیں کچھ خبر بھی ہے۔ جن چیزوں کو تم اور تمہارے اگلے آباؤ اجداد پوجتے چلے آئے ہیں وہ میرے دشمن ہیں۔ ہاں میرا دوست ہے تو پروردگار عالم ہے ۔ (پ ۱۹ ع ۹)

اور فرمایا :۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰۗىِٕكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۔ (پ ۲۸ ع ۳)	جو لوگ اللہ تعالےٰ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو تم ایسے لوگوں سے یارانہ گانٹھے ہوئے کبھی نہ پاؤ گے۔ جو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں۔ خواہ وہ ان کے باپ دادا، بیٹے بیٹیاں، بھائی بہن اور ان کے کنبے ہی کے کیوں نہ ہوں۔ ان لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے ایمان کا نقش کردیا ہے اور اپنے فیضان غیبی سے ان کی تائید کی ہے ۔

Marfat.com

اُن لوگوں میں سے بعض نے اپنے مذہب پر کتابیں اور قصیدے لکھے ہیں۔ ابن الفارض نے ایک قصیدہ "نظم السلوک" کے نام سے لکھا ہے۔ جس میں وہ کہتا ہے ؎

لہا صلاتی بالمقام اقیمہا   واشہد فیہا انہا لی صلت (۴۸)

کسی مقام پر میں اپنی نماز اس کی طرف قائم کرتا ہوں۔ تو مجھ پر شہود ہوتا ہے۔ کہ اُس نے میری طرف نماز ادا کی

کلانا مصل واحد ساجد الی   حقیقتہ بالجمع فی کل سجدۃ

ہم دونوں ایک نمازی ہیں۔ جو ایک ہی ذات کی طرف ہر سجدے میں اکٹھے ہو کر سجدہ گزار ہوتے ہیں۔

وما کان لی اصل سوائی ولم تکن   صلاتی لغیری فی ادا کل رکعۃ

مجھ سے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اپنے سوا کسی اور کی نماز ادا کروں حالانکہ جو رکعت ادا کرتا ہوں وہ میرے غیر کی طرف نہیں ہوتی

آگے چل کر کہتا ہے :-

ومازلت ایاہا وایای لم تزل   ولا فرق بین ذاتی لذات صلت

میں ہمیشہ سے اس ذات کا عین ہوں اور میری ذات ہمیشہ سے اُس ذات کی عین ہے۔ اور میری ذات اور ذات مصلیہ کے درمیان کسی قسم کا فرق نہیں

الی رسولا کنت منی مرسلا   وذاتی بآیاتی علی استدلت

میں اپنی ہی طرف سے اپنی طرف رسول بھیجنے والا تھا۔ اور میری ہی ذات میری ہی آیات کے ساتھ مجھ پر دلیل لائی۔

فان دعیت کنت المجیب وان اکن   منادًا اجابت من دعانی ولبت

اگر مجھے بلایا گیا تو میں جواب دونگا۔ اور اگر مجھے پکارا گیا تو خود بلانے والی اسے جواب دیگی۔ اور لبیک کہے گی۔

اس طرح اور بہت سی باتیں کرتا ہے۔ اسی لئے مرتے وقت وہ یہ شعر کہہ رہا تھا ؎

ان کان منزلتی فی الحب عندکم   ما قد لقیت فقد ضیعت ایامی

اگر راہ و رسم محبت میں تمہارے ہاں ہماری یہی قدر و منزلت ہے جو کہ مجھے مل چکی ہے تو میں نے اپنی عمر ضائع کر ڈالی

امنیۃ ظفرت نفسی بہا زمنا   والیوم احسبہا اضغاث احلام

جس آرزو میں میرا نفس ایک عرصہ تک بامراد رہا۔ لیکن آج اسے میں خواب پریشاں سمجھ رہا ہوں۔

وہ یہ خیال کرتا رہتا تھا کہ وہ اللہ ہے۔ لیکن جب خدا کے فرشتے اسکی روح قبض کرنے کے لئے آموجود ہوئے۔ تو اُس پر اپنے خیالات کا باطل ہونا منکشف ہوا۔

Marfat.com

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (پ ۲۷ ع ۱۷)	جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو مخلوقات زمین میں ہے۔ سب اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس میں لگی ہوئی ہے اور وہ زبردست دانا ہے۔

تو جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے۔ وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ وہ خود اللہ نہیں ہے۔ اور فرمایا :-

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (پ ۲۷ ع ۱۷)	آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اسی کی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے۔ اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

صحیح مسلم میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ وہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے :-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ۔	اے سات آسمانوں اور عرش عظیم کے مالک، ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پالنے والے، بیج اور گٹھلی کے پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے، میں ہر اس جانور کی شر سے جسکی چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں، تو آخر ہے تجھ سے بعد کوئی نہیں، تو ظاہر ہے تجھ سے بلند تر کوئی نہیں تو باطن ہے تجھ سے پرے کوئی نہیں، مجھ سے قرض ادا کرائے اور مجھے فقر سے چھوڑا کر غنی کرے۔

Marfat.com

اور فرمایا :-

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا وَهُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ (پ ۲۷ ع)

وہی ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی، جو چیز زمین سے باہر آتی، اور جو چیز آسمان سے اترتی اور جو چیز آسمان کیطرف چڑھتی ہے اُسے وہ جانتا ہے۔ اور تم لوگ جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور جو کچھ تم کیا کرتے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

سو اللہ تعالےٰ نے فرما دیا ہے کہ آسمان اور زمین، اور دوسرے مقام پر یہ بھی آیا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے مابین جو کچھ بھی ہے، وہ مخلوق ہے اور اسکی تسبیح کہتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

لفظ مَعَ کا منطوق

رہا اللہ تعالےٰ کا قول وَهُوَ مَعَکُمْ سو اس میں لفظ مَعَ لغت عرب میں اس کا مقتضی نہیں ہے کہ ایک چیز دوسری سے ملی ہوئی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ)

اللہ تعالےٰ سے ڈرو۔ اور سچوں کے ساتھ رہو

اور فرمایا :-

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ۔ (پ ۲۶ ع)

محمد اللہ کا رسول ہے۔ اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں۔

اور فرمایا :-

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا مَعَکُمْ فَاُولٰٓئِکَ مِنْکُمْ (انفال)

جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا وہ تم میں سے ہیں۔

لفظ مَعَ قرآن میں عام اور خاص دونوں معنوں میں آیا ہے۔ عام اِس

Marfat.com

آیت میں آیا ہے۔ اور آیۂ مجادلہ میں ہے:-

(۴۹) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (پ ۲۸ ع ۲)	کیا تم نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ سب کے حال سے واقف ہے۔ جب تین آدمی کا صلاح و مشورہ ہوتا ہے۔ تو ضرور۔ اُن کا چوتھا وہ ہوتا ہے، اور اگر پانچ کا ہوتا ہے تو ضرور ان کا چھٹا وہ ہوتا ہے۔ اور اس سے کم ہوں یا زیادہ اور کہیں بھی ہوں وہ ضرور ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے دن وہ ان کو جتادیگا۔ اللہ ضرور ہر ایک چیز سے واقف ہے۔

اِس آیت کی ابتدا بھی علم سے فرمائی۔ اور اسے ختم بھی علم کے ساتھ کیا۔ اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ۔ ضحاک۔ سفیان ثوری اور احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اُن کے ساتھ ازروئے علم ہے'۔ دوسری معیت خاصہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ (پ ۱۴ ع ۲۲)	اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور احسان کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالےٰ موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے:-

اِنَّنِيْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَاَرٰى۔ (پ ۱۶ ع ۱۱)	میں یقیناً تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔

اور فرمایا:-

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (پ ۱۰ ع ۱۲)	جب وہ اپنے دوست سے کہہ رہا تھا۔ ڈرو مت۔ اللہ ضرور ہمارے ساتھ ہے۔

یہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ سو اللہ تعالےٰ فرعون کے ساتھ نہیں بلکہ موسیٰؑ و ہارونؑ کے ساتھ ہے۔ اور ابو جہل اور اپنے دوسرے دشمنوں کے ساتھ نہیں بلکہ محمدؐ اور اُن کے دوست ابو بکرؓ کے ساتھ ہے۔ اور ان

Marfat.com

لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں۔ اور اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو احسان کرنے والے ہیں۔ نہ کہ ظالم اور تعدّی پیشہ ہیں۔ اگر معیّت کے معنی یہ ہوں کہ وہ بذاتہٖ ہر جگہ ہوتا ہے تو اس سے خبر خاص و خبر عام کا تناقض لازم آتا ہے۔ اِس لئے صحیح معنی یہ ہونگے کہ اللہ تعالیٰ از روئے نصرو تائید اِن لوگوں کے ساتھ ہے اور اُن لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔ اور فرمایا:۔

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۔ (زخرف)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ آسمان میں بھی معبود ہے۔ اور زمین میں بھی معبود ہے۔

یعنی اُس مخلوقات کا بھی معبود ہے جو آسمانوں میں ہے۔ اور اس کا بھی اللہ ہے جو زمین میں ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۔ (پ ۱۴ ع ۱۳)

آسمانوں اور زمینوں میں عمدہ سے عمدہ باتیں اسکی شان کے شایاں ہیں۔ اور وہ زبردست ہے۔ صاحب حکمت ہے۔

وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الآیہ کی تفسیر امام احمد اور دیگر ائمہ علم نے اِس طرح کی ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین میں معبود ہے۔ اُمت کے سلف اور اس کے اماموں کا اِس پر اتفاق ہے کہ رب تعالیٰ اپنی مخلوقات سے جُدا ہے۔ اُس کے اوصاف وہی ہیں جو کہ اُس نے خود بیان کئے ہیں اور جو کہ اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلائے ہیں۔ اِن میں کسی طرح کی تحریف۔ تعطیل۔ تمثیل یا چگونگی جائز نہیں۔ وہ صفات نقص سے نہیں بلکہ صفات کمال سے متصف ہے۔ اور یہ معلوم ہی ہے کہ اسکی مثل کوئی نہیں۔ اور اسکی صفات کمال میں سے کوئی اُس کا ہمسر نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے:۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۔ اللَّهُ الصَّمَدُ ۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۔ (اخلاص)

اے پیغمبر کہو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

Marfat.com

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ الصمد اُس علیم سے عبارت ہے جو اپنے علم میں کامل ہو۔ اُس بزرگ سے عبارت ہے جو اپنی بڑائی میں کامل ہو۔ اُس قدیر سے عبارت ہے جو اپنی قدرت میں کامل ہو۔ اُس حکیم سے عبارت ہے جو اپنی حکمت میں کامل ہو۔ اور اُس سردار سے عبارت ہے جو اپنی سروری میں کامل ہو۔ ابن مسعودؓ اور دوسرے صحابہ فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جس کا جوف (کھوکھلا پن) نہ ہو۔ اور احد وہ ہے جسکی نظیر نہ ہو۔ اللہ تعالے کے نام صمد سے صفات کمال سے متصف ہونا اور نقائص سے مبرّا ہونا مراد ہے۔ اور احد اُس صفت کو مستلزم ہے کہ اسکی مثل کوئی نہیں۔ اِس مسئلے پر ہم سورۂ اخلاص کی تفسیر[1] اور اِس سورہ کے ثلث قرآن کے برابر ہونے کے مسئلہ کی توضیح کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ بحث کر چکے ہیں۔

حقائق دینیہ وکونیہ

بہت سے لوگ حقائق امریہ اور حقائق خلقیہ کے مابین امتیاز نہیں کر سکتے۔ اول الذکر دین و ایمان کے ساتھ اور ثانی الذکر تقدیر و تکوین کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور خلق وامر دونوں اللہ سبحانہ وتعالےٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :-

(۵۰)

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ	بے شک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ پھر عرش پر مستوی ہو گیا۔ وہی رات کو دن کا پردہ پوش بناتا ہے۔ جو اِس کے پیچھے لپکی چلی آتی ہے۔ اُسی نے آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو پیدا کیا۔ کہ یہ سب زیر فرمان الٰہی ہیں۔ سن رکھو کہ خدا ہی کی خلق ہے اور خدا ہی کا حکم۔ اللہ جو دنیا جہان کا پالنے

[1] شیخ الاسلام کی تفسیر سورہ اخلاص کا اردو ترجمہ ایک دیدہ زیب اور ضخیم کتاب کی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔ جو حافظ محمد شریف دعبدالغنی تاجران کتب کشمیری بازار لاہور سے مل سکتا ہے (مترجم)

خاکسار نے اس کتاب کے ترجمہ کرنے کی تکلیف بھی مولٰنا غلام ربانی صاحب کو ہی دی تھی۔ (محمد شریف عفی عنہ)

Marfat.com

(پ ۱۸ ع ۱) | والا ہے۔ بابرکت ہے۔

سو اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور اس کا پروردگار اور مالک ہے۔ اِس کے سوا کوئی خالق نہیں۔ اِس کے سوا کوئی پالنے والا نہیں۔ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ جو حرکت و سکون معرض وجود میں آتی ہے اُسی کے حکم۔ اُسی کی تقدیر۔ اُسی کی مشیئت۔ اُسی کی قدرت اور اُسی کے پیدا کرنے سے آتی ہے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ میرا اور میرے پیغمبروں کا کہا مانو۔ میری اور میرے پیغمبروں کی نافرمانی سے باز آؤ۔ اللہ تعالےٰ نے توحید و اخلاص کا حکم دیا۔ اور خدا کے ساتھ شرک کرنے سے منع کیا ہے۔ کیونکہ سب سے بڑی نیکی توحید اور سب سے بڑی بدی اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ
بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ
(پ ۵ ع ۱۵)

اللہ تعالےٰ یہ نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے۔ اور اس سے کم جسکو چاہتا ہے۔ بخشتا ہے۔

اور فرمایا:-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ
(پ ۲ ع ۴)

بعض لوگ اللہ تعالےٰ کے سوا اور لوگوں کو اُس کا شریک بناتے ہیں اور اپنے اُن معبودوں سے وہ ایسی محبت کرتے ہیں جیسی کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے [illegible] عرض کیا یا رسول اللہ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے۔ حضور نے فرمایا "یہ کہ تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے۔ حالانکہ تجھے پیدا خدا نے کیا ہے"۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا "یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائیگی"۔ میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا "یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے [illegible]

کرے"۔ اللہ تعالےٰ نے اسکی تصدیق اِس آئت سے فرمائی ہے :۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَیَخْلُدْ فِیْہٖ مُھَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

(پ ۱۹ ع)

اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں۔ اور ناحق ناروا کسی شخص کو جان سے نہ ماریں کہ جسے خدا نے حرام کر رکھا ہے۔ اور نہ زنا کے مرتکب ہوں، اور جو مذکورہ بالا گناہوں کا ارتکاب کریگا۔ وہ اپنے گناہوں کا خمیازہ بھگتیگا۔ قیامت کے دن اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ اور ذلیل وخوار اُسی حال میں ہمیشہ رہیگا مگر جس نے توبہ کی۔ ایمان لایا۔ اور نیک کام کئے۔ اُس کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تبارک وتعالےٰ نے عدل واحسان اور اقارب کو مالی امداد دینے کا حکم فرمایا۔ اور بے حیائی، ناشائستگی اور ایکدوسرے پر زیادتی کرنے سے منع کیا ہے۔ اُس نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ متقی۔ محسن۔ عادل۔ بہت توبہ کرنے والے۔ پاک صاف رہنے والے لوگوں اور ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اُسکی راہ میں صف بہ صف کھڑے ہوکر جہاد کرتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ جس چیز سے اُسنے منع کر دیا ہے اُس کا ارتکاب اُسے بہت ناپسند ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا :۔

کُلُّ ذٰلِکَ کَانَ سَیِّئُہٗ عِنْدَ رَبِّکَ مَکْرُوْھًا۔ (پ ۱۵ ع)

ان سب باتوں میں جو بری باتیں ہیں وہ تیرے پروردگار کو ناپسند ہیں۔

شرک سے اور والدین کی نافرمانی کرنے سے بھی منع فرمایا۔ اور قرابت والوں کو اُن کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیا۔ اسراف سے بھی روکا اور بخل سے بھی۔ ہاتھ کو اس درجہ سکیڑ لینا کہ گویا گردن سے بندھا ہوا ہے۔ اور پھیلانا تو انتہا پر جا پہنچنا دونوں اسے ناپسند ہیں۔ بغیر کسی شرعی حق کے کسی کو جان سے مار ڈالنا۔ زنا کرنا۔ مال یتیم کے پاس

تک پھٹکنا الا یہ کہ بطریق احسن ہو یہ ساری باتیں ممنوع ہیں۔ انہی کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا - (پ ۱۵ ع)	ان سب باتوں میں بری ہی باتیں خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں ۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور نہ وہ اس میں راضی ہے کہ کفر اس کے بندوں سے لپٹ جائے۔ بندے کو حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ توبہ کیا کرے۔ چنانچہ فرمایا :-

تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ - (مومنون)	اے مومنو سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ تاکہ تم کو نجات ملے ۔

صحیح بخاری میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :-

اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ فَوَ الَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً -	اے لوگو اپنے پروردگار کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں ۔

صحیح مسلم میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا :-

اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِىْ وَاِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِى الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةً -	یعنی میرے دل پر پردہ سا آجاتا ہے۔ اور میں دن میں سو بار خدا سے استغفار کرتا ہوں ۔ (۵۱)

سنن میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "کہ ہم گنا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں سو مرتبہ (یا یہ کہا کہ سو سے زیادہ مرتبہ) کہا کرتے تھے" رَبِّ اغْفِرْ لِىْ وَتُبْ عَلَىَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ "" اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے۔ میری توبہ قبول فرما بے شک تو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اعمال صالحہ کو استغفار پر ختم کیا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تھے تو تین مرتبہ استغفار پڑھا کرتے

Marfat.com

تھے اور کہا کرتے تھے :-

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ۔	اے اللہ تو سلام ہی۔ اور تجھی سے سلامتی ہے' اے بزرگ اور بخشش والے تو بابرکت ہے ۔

یہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اللہ تعالٰے نے وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ (پ ۳ ع ۱۰) میں رات کو نماز پڑھنے اور سحری کے وقت استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے ۔ سورہ مُزّمّل جو کہ حقیقت میں قیام شب کی سورت ہے ۔ حکم استغفار ہی پر ختم ہوتی ہے ۔ فرمایا :-

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔	اور اللہ تعالٰے سے استغفار کرو ۔ بے شک اللہ تعالٰے بخشنے والا مہربان ہے ۔

حج کے متعلق فرمایا :-

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ (پ ۲ ع ۹)	پھر جب عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام میں ٹھہر کر خدا کی یاد کرو اور اس کی یاد اُس طریق پر کرو جو خدا نے تم کو بتایا ہے ! اور اس سے پہلے تم ضرور گمراہوں میں سے تھے ۔ پھر جس جگہ سے لوگ چلیں تم بھی وہیں سے چلو اور اللہ سے مغفرت چاہو ۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

اللہ تعالٰے نے آخر میں بھی اِس مضمون کی آئت نازل فرمائی ۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کی آخری لڑائی تبوک میں کی تو اللہ تعالٰے نے یہ آئت نازل فرمائی :-

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ	البتہ خدا نے پیغمبر پر بڑا ہی فضل کیا اور مہاجرین و انصار پر جنہوں نے تنگدستی کے وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا ۔ جبکہ ان میں سے بعض کے دل ڈگمگا چلے تھے ۔ پھر اسی نے ان پر اپنا فضل کیا ۔ اس میں شک نہیں کہ خدا ان سب پر نہائت درجے مہربان اور رحیم ہے ۔ اور ان تین پر

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

بھی جو ملتوی رکھے گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ آ گئے تھے۔ اور سمجھ گئے کہ خدا سے خود اسی کے سوا اور کوئی جائے پناہ نہیں۔ پھر خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔ تاکہ وہ توبہ کئے رہیں۔ بے شک اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ (پ ۱۱ ع ۴)

قرآن کی یہ آیت سب سے آخر نازل ہوئی۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ سب سے آخر یہ سورت نازل ہوئی:-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۔ (پ ۳۰ ع ۳۵)

جب خدا کی مدد آ پہنچی۔ اور مکہ فتح ہو گیا۔ اور تم نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ دین خدا میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں۔ تو تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جاؤ۔ اور اس سے گناہوں کی معافی مانگو۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

سو اللہ تعالٰے نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ وہ اپنے کام کو تسبیح و استغفار پر ختم کرے۔ صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق یہ پڑھا کرتے تھے:-

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ۔

اے اللہ ہمارے پروردگار میں تیری تسبیح و تقدیس بیان کرتا ہوں اور تیری حمد بیان کرتا ہوں۔ اے اللہ مجھے بخش دے۔

صحیحین میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے:-

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ هَزْلِيْ وَجِدِّيْ وَخَطَئِيْ وَعَمْدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ ۔ اَللّٰهُمَّ

اے اللہ میری خطا معاف کر۔ اور میری جہالت اور میرے اسراف سے درگزر فرما اور اس بات سے درگزر فرما جو تجھے میری بہ نسبت زیادہ اچھی طرح معلوم ہو۔ اے اللہ میری ہنسی مذاق کی باتوں اور بے سوچے سمجھے کہنے کا اور میری بھول چوک کے قصوروں اور میرے دیدہ و دانستہ گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ

Marfat.com

اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔

میرے اُن تمام گناہوں کو بخش دے۔ جو کہ میں نے پہلے کئے ہیں۔ اور جو پیچھے کئے ہیں اور جو پوشیدگی میں کئے ہیں۔ اور جو کھلم کھلا کئے ہیں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور صحیحین ہی میں آیا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے وہ دعا سکھا دیجئے جو میں نماز میں پڑھا کروں؟ فرمایا۔ یہ پڑھا کرو:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (۵۲)

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا۔ اپنی خاص مغفرت سے میرے گناہ بخش دے۔ اور مجھ پر رحم فرما۔ بے شک تو بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

سُنن[1] میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے وہ دعا سکھائیے۔ جو میں صبح و شام پڑھا کروں؟ فرمایا۔ یہ پڑھا کرو:۔

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطٰنِ وَشِرْكِهٖ وَاَنْ اَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْءًا اَوْ اَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ۔

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے غیب اور آشکارا کے جاننے والے، ہر چیز کے پروردگار و مالک میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کی شر سے اور شیطان کی شر اور اس کے شرک سے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ اور اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے خلاف برائی حاصل کر لوں یا کسی دوسرے مسلمان کیطرف برائی کھینچ لے جاؤں۔

حضورؐ نے ابو بکرؓ سے فرمایا کہ یہ دعا صبح و شام اور سونے کیوقت پڑھا کرو۔

اِن آیات و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کیلئے یہ خیال کرنا جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنے اور گناہوں کی معافی مانگنے سے مستغنی ہے۔ بلکہ ہر شخص ہمیشہ کیلئے توبہ و استغفار کا محتاج ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

اور اس بار امانت کو انسان نے اٹھالیا۔ بے شک وہ اکھڑ اور

[1] مثلاً سنن ترمذی سنن ابی داؤد وغیرہ یعنی حدیث کی وہ کتابیں جو بخاری مسلم کے سوا ہیں۔

Marfat.com

جھولًا لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (پ ۲۲ ع)	بے سمجھ ہے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰے منافق مردوں ۔ منافق عورتوں ۔ مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب دیگا ۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی توبہ منظور کریگا ۔ اللہ تعالٰے بہت بخشنے والا مہربان ہے ۔

سوانسان ظالم اور جاہل ہے اور مومنین و مومنات کی غایت توبہ ہے ۔ اللہ تعالٰے نے اپنی کتاب میں اپنے نیک بندوں کے توبہ کرنے اور ان کو بخش دینے کا ذکر فرمایا ہے صحیح بخاری میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائیگا ۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا آپ بھی ؟ فرمایا میں بھی جنت میں داخل نہ ہوسکونگا الاّ یہ کہ اللہ تعالٰے اپنے فضل و رحمت سے مجھے ڈھانپ لے ۔۔ یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کی منافی نہیں ہے :-

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ (سورہ الحاقہ)	گذشتہ ایام میں تم نے جو اعمال کئے ہیں ۔ اُن کے بسبب مزے سے کھاؤ اور پیو ۔

کیونکہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ و معاوضہ کی (بآ) کی نفی کی ہے ۔ نہ (بآ) سببیہ کی ۔ اور قرآن نے (بآ) سببیہ کا اثبات کیا ہے ۔ ایک قول یہ ہے کہ "اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا لَمْ تَضُرَّهُ الذُّنُوْبُ " (جب اللہ تعالٰے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو گناہ اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتے) اِس کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ تعالٰے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اِس کے دل میں توبہ و استغفار کرنے کا خیال پیدا کر دیتا ہے ۔ اور وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا ۔ جس شخص کا یہ خیال ہے کہ گناہ اُس شخص کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے جو ان پر اصرار کرے ۔ وہ گمراہ ہے ۔ کتاب و سنت اور اجماع سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا مخالف ہے ۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ جو شخص ذرہ برابر نیکی کریگا ۔ اسے دیکھ لیگا ۔ اور جو ذرہ برابر برائی کریگا اُسے بھی دیکھ لیگا ۔ اور خدا کے جن بندوں کی مدح کی گئی ہے ۔ وہ اللہ تعالٰے کے اس قول مبارک میں مذکور ہیں :-

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ	اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنت کی طرف لپکو جس کا

Marfat.com

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ (پ ۴ ع ۵)

پھیلاؤ آسمانوں اور زمین جتنا بڑا ہے۔ ان پرہیزگاروں کے لئے تیار ہے جو خوش حالی اور تنگدستی میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصے کو روکتے ہیں۔ اور لوگوں سے درگذر کرتے ہیں۔ اور نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنا نقصان کر لیتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اور اور خدا کے سوا گناہوں کا معاف کرنے والا اور ہے ہی کون؟ اور جو کام کر بیٹھتے ہیں تو دیدہ و دانستہ اُس پر اصرار نہیں کرتے۔

مسئلہ تقدیر

جس شخص کا یہ خیال ہے کہ تقدیر گناہگاروں کے لئے حجت ہے۔ تو وہ اُن مشرکین کی جنس سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ۔ (پ ۸ ع ۵)

مشرکین ممکن ہے یہ حجت پیش کریں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے۔ اور نہ ہمارے باپ دادا ایسا کرتے۔ اور نہ ہم کسی حلال چیز کو حرام کرتے۔

اللہ تعالےٰ نے ان کے جواب میں فرمایا:۔

كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ۔ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ (پ ۸ ع ۵)

جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں جھٹلاتے رہے ہیں۔ حتی کہ ہمارے عذاب کا مزا چکھا۔ اے پیغمبر ان سے پوچھو کہ تمہارے پاس کوئی سند بھی ہے کہ اس کو ہمارے لئے نکالو۔ نرے وہموں پر چلتے اور نری اٹکلیں ہی دوڑاتے ہو۔ اے پیغمبر ان سے کہو کہ اللہ کی حجت کامل ہے۔ وہی چاہتا تو تم سب کو رستہ دکھا دیتا۔

Marfat.com

اگر تقدیر کسی کے لئے حجت ہو سکتی تو اللہ تعالےٰ پیغمبروں کے جھٹلانے والوں کو (۵۳)
عذاب نہ دیتا۔ اور قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط اور قوم فرعون عذاب الٰہی سے ہلاک نہ ہوتیں۔ اور زیادتی کرنے والوں پر حدیں قائم کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ تقدیر کو حجت وہی بنا سکتا ہے جو اپنی خواہش کا پیرو ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی بتائی ہوئی راہ سے منحرف ہو۔ جو شخص تقدیر کو گناہگاروں کے لئے حجت سمجھتا ہے وہ ان سے مذمت اور عذاب کو اٹھا دیتا ہے۔ اُسکو چاہیئے کہ جب اس پر کوئی شخص تعدی کرے۔ تو وہ اس کی نہ مذمت کرے اور نہ اس کو تکلیف پہنچائے۔ بلکہ اس کے نزدیک لذت دینے والی اور دکھ پہنچانے والی چیز برابر ہونی چاہیئے۔ اس کے ساتھ کوئی بُرائی کرے یا بھلائی اس کے نزدیک کوئی فرق نہیں۔ اور یہ امر طبعًا عقلاً اور شرعًا محال ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ۔ (پ۲۳ ع۱۲)

کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کو ان لوگوں کی طرح کر کے رکھینگے جو زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یا ہم متقین کو گناہگاروں کی طرح قرار دینگے۔

پھر فرمایا:۔

اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ (نون)

کیا ہم مسلمین کو مجرمین کی طرح کر کے رکھینگے۔

نیز فرمایا:۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ۔ (پ۲۵ ع۱۸)

کیا جن لوگوں نے برے افعال کا ارتکاب کیا انہیں ہم ان لوگوں کی طرح کر کے رکھینگے۔ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام کئے۔ کیا ان کا جینا مرنا برابر ہو سکتا ہے، یہ لوگ کیا ہی برے حکم لگاتے ہیں؟

اور فرمایا:۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔ (پ۱۸ ع)

کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم نے تمہیں بغیر کسی مصرف کے پیدا کر دیا ہے اور کیا تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے۔

Marfat.com

اور فرمایا:۔

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی۔ (پ ۲۹ ع ۱۸)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا۔ (سدی سے مراد مہمل چیز ہے۔ جو امرونہی کی مکلف نہ ہو)

صحیحین میں ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمؑ و موسیٰؑ کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ اور آدم کو غلبہ حاصل ہوا۔ اس طرح کہ موسیٰؑ نے کہا اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے آپکو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا۔ اور آپ میں روح پھونکی۔ اپنے فرشتوں سے آپکے لئے سجدہ کرایا۔ بایں ہمہ آپنے اپنے آپ کو اور ہم کو جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے جواب دیا۔ آپ وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ نے صفت کلیمی سے برگزیدہ فرمایا اپنے ہاتھ سے آپکے لئے تورات لکھی۔ ذرا یہ تو فرمایئے کہ میری پیدائش سے کتنی مدت پہلے آپنے یہ آیت لکھی ہوئی دیکھی۔ وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی۔ پ رکوع ۱۶ (آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی پس وہ بھٹک گیا) موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ چالیس سال پہلے۔ فرمایا تو پھر آپ مجھے ایک ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے میری پیدائش سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دی تھی۔ حضور انور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر دلیل میں غالب آگئے۔

اس حدیث کے بارے میں دو گروہ گمراہ ہوئے ہیں۔ ایک گروہ نے اس حدیث سے اس بنا پر انکار ہی کر دیا کہ ان کے خیال میں یہ حدیث نافرمانیوں کا ارتکاب کرنے والوں کو مذمت اور عذاب سے بر بنائے تقدیر بری قرار دیتی ہے۔ دُوسرا گروہ پہلے گروہ سے بھی بدتر ہے وہ تقدیر کو حجت قرار دیتے ہیں۔ کبھی یہ کہتے ہیں کہ تقدیر ان اہل حقیقت کے لئے حجت ہے۔ جن کو اس کا شہود حاصل ہے۔ یا ان لوگوں کے لئے جنکی رائے یہ ہے کہ وہ فعل پر قادر ہی نہیں ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام پر اعتراض اس وجہ سے کیا کہ وہ ان کے باپ ہیں۔ یا اس لئے کہ وہ توبہ کر چکے تھے۔ یا اس لئے کہ گناہ ایک شریعت کے زمانے میں ہوا تھا اور ملامت دوسری شریعت کے دور میں۔ یا اس لئے کہ یہ دنیا میں ہوگا نہ کہ قیامت میں۔

Marfat.com

حقیقت یہ ہے کہ یہ سب تاویلات باطل ہیں۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ کو محض اس وجہ سے ملامت کیا کہ شجرہ ممنوعہ سے اُسکے پھل کھانے کی وجہ سے اس کی آئندہ نسلوں کو تکلیفیں پہنچیں۔ اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو کیوں جنت سے نکال دیا۔ یہ ملامت محض اس وجہ سے نہیں تھی کہ آدم علیہ السلام نے گناہ کیا اور توبہ کی۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا مستحق ملامت نہیں ہوتا۔ انہوں نے بھی توبہ کی تھی۔ اگر آدم علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہوتا کہ تقدیر کی وجہ سے وہ ملامت سے بری ہو گئے ہیں تو وہ یہ نہ کہتے :۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (پ ۸ ع ۹)

اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو مغفرت نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے۔ تو ہم زیاں کاروں میں سے ہو جائینگے۔

مومن کو حکم ہے کہ مصائب آئیں تو صبر کرے اور راضی برضا ہو جائے۔ گناہ سرزد ہو جائیں تو معافی مانگے۔ توبہ کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ (روم)

صبر کر اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ۔ (محمدؐ)

اور اپنے گناہوں سے معافی مانگ۔

سو مصائب پر صبر کرنے اور گناہوں پر استغفار کرنے کا حکم فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ (پ ۲۸ ع ۱۶)

جو مصیبت بھی آتی ہے اللہ کے حکم سے آتی ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ خدا اس کے دل کو ٹھکانے سے لگائے رکھیگا۔ (م ش)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ یہ وہ شخص ہوتا ہے جسے مصیبت پہنچے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ وہ اللہ کا حکم ہے۔ پس وہ راضی ہو جاتا ہے۔ اور سر نہاد ہو جاتا ہے۔ جب مومنین پر بیماری۔ افلاس اور بدحالی وغیرہ کی مصیبت آ جائے

Marfat.com

تو وہ خدا کے حکم پر صبر کرتے ہیں۔ اگر یہ مصیبت کسی اور کے گناہ کے باعث ہو۔ مثلاً کسی کے باپ نے گناہوں میں مال خرچ کر ڈالا۔ اور اسکی اولاد اس وجہ سے محتاج ہو گئی۔ تو اولاد کو مصیبت پر صبر کرنا چاہیئے۔ اور جب وہ اپنی قسمتوں کے لئے باپ کو ملامت کرنے لگیں تو ان کے لئے تقدیر کا ذکر کیا جائے۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ صبر واجب ہے۔ اور اس سے بھی اعلیٰ خدا کے حکم کے ساتھ راضی ہونا ہے۔ بعض کے نزدیک رضا بھی واجب ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مستحب ہے۔ اور یہی صحیح ہے۔ اور اس سے بھی بلند تر مقام اِس امر کا ہے کہ انسان مصیبت کے موقع پر شکر کرے۔ اور مصیبت کو اس بنا پر نعمت الٰہی سمجھے کہ اس مصیبت کی وجہ سے اس کے گناہ دور ہوتے ہیں۔ اور اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ وہ خدا کی طرف جھکتا ہے۔ اس کے سامنے گڑگڑاتا ہے۔ مخلوقات سے امیدیں قطع کر کے خالص باری تعالےٰ کی ذات پر توکل کر لیتا ہے۔ رہے گمراہ اور سرکش لوگ سو وہ تو گناہ کرنے اور اپنی خواہشوں کا اتباع کرتے وقت تقدیر کو حجّت بناتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے نیکیاں سرزد ہونے لگیں تو وہ انہیں اپنی فضیلت کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ کسی عالم نے کہا ہے کہ تو طاعت کے وقت تو قدری[1] ہے اور نافرمانی کے وقت جبری[2]۔ جو مذہب تیری خواہش کے موافق ہو جائے تو اسی کا ہو رہتا ہے، اچھے لوگ اور ہدائت یافتہ لوگ جب نیکی کرتے ہیں تو ان کو یہ شہود ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ نیکی کرائی ہے۔ وہی ہے جس نے ان پر انعام فرمایا۔ ان کو مسلمان بنایا۔ ان کو پابند نماز کیا۔ ان کے دل میں تقویٰ ڈالا۔ اس کے سوا کسی کو طاقت و توانائی نہیں ہے۔ ان اہل ہدایت و ارشاد کو اللہ تعالےٰ تقدیر کے شہود[3] کے ذریعے سے خود پسند لوگونکو

---

[1] قدری جو یہ کہے کہ جو کام ہوتا ہے تقدیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ [2] جبری وہ ہوتا ہے جو کہے کہ ہم برائی کرنے پر مجبور ہوں۔

[3] جب وہ کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ امر تقدیر میں لکھ رکھا تھا کہ ہم فلاں شخص کے ساتھ یہ نیکی کرینگے۔ اس وجہ سے ان کے دل میں فخر نہیں پیدا ہوتا اور نہ احسان جتانے کے فعل مذموم کا ارتکاب کرتے ہیں۔

احسان جتلانے، اور دُکھ دینے، جیسی رذیل عادتوں سے بچاتا ہے۔ اور جب ایسے لوگ کوئی بُرا کام کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالے سے معافی مانگتے اور اسکی بارگاہ میں اس گناہ سے توبہ کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا استغفار یہ ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔

اے اللہ تو میرا پروردگار ہے تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں تیرا بندہ ہوں۔ جہانتک مجھ میں طاقت ہے میں تیرے عہد و وعدہ پر قائم ہوں۔ اپنے کئے کی برائی سے میں تیرے پاس پناہ لیتا ہوں۔ تیرے فضل وکرم سے جو کہ مجھ پر ہے میں اقرار کرتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو مجھے معاف کرئے۔ کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں۔ جو گناہوں کو معاف کرے۔

جو شخص یقین کے ساتھ صبح کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اور اسی رات مرجائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کیا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام کردیا ہے اور تمہارے مابین بھی ظلم کی تحریم کردی ہے۔ اس لئے ایکدوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! دن رات تم سے خطائیں سرزد ہوتی ہیں۔ اور میں سارے گناہ معاف کردیتا ہوں اور پرواہ نہیں کرتا۔ سو مجھ سے مغفرت طلب کرو۔ میں تمہیں معاف کردوں۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو۔ مگر وہ بھوکا نہیں جسے میں کھانا کھلادوں۔ اس لئے مجھ سے کھانا مانگو کہ میں تمہیں کھانا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو مگر وہ ننگا نہیں جسے میں کپڑا پہنا دوں۔ اس لئے مجھ سے ہی کپڑا مانگو۔ کہ میں تمکو کپڑا پہنا دوں۔ اے میرے بندو! تم سب رستہ بھول جانے والے ہو۔ مگر وہ گمراہ نہیں جسے میں رستہ بتا دوں۔ مجھ سے رستہ معلوم کرنے کے لئے

Marfat.com

دعا کرو۔ میں تمہیں رستہ بتا دوں ۔ اے میرے بندو! تم مجھے نفع یا نقصان پہنچانے کے لئے ہرگز توانا نہیں ہو سکو گے ۔ اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا اور تمہارا آخری فرد اور تمہارا انسان اور تمہارا جن یعنی ساری کی ساری مخلوقات بدرجۂ اتم متقی اور پاکیزہ (۵۵) دل ہو جائے تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تم سب کے سب انتہا درجے کے بدکردار اور سیاہ کار بن جاؤ۔ تو میری بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی ۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے آخری اور تمہارے انسان اور تمہارے جن سب کے سب کسی ایک میدان میں جمع ہو کر مجھ سے مانگنا شروع کریں اور میں ہر ایک کو اسکی منہ مانگی مرادیں دے ڈالوں ۔ تو میرے خزانوں میں اسی طرح کوئی کمی نہیں آ سکتی ۔ جس طرح ایک سوئی کو سمندر میں ایک دفعہ ڈبو کر نکال لینے سے سمندر کی حیثیت آبی میں کوئی فرق نہیں پڑتا ۔ اے میرے بندو! بجز ایں نیست کہ یہ تمہارے ہی اعمال ہیں جن کو میں نے گن رکھا ہے ۔ اور پھر پورے طور پر تمہیں ان کی جزا دونگا ۔ سو جو شخص نامۂ اعمال میں نیکی دیکھے ۔ وہ اللہ تعالےٰ کی حمد بیان کرے ۔ اور جو شخص اس کے سوا کچھ دیکھے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے،،۔ پس اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر بندہ بھلائی دیکھے تو اللہ تعالےٰ کی حمد کرے ۔ اور اگر برائی دیکھے تو اپنے آپ ہی کو ملامت کرے ۔ بہت سے لوگ حقیقت پر بحث تو کرتے ہیں لیکن اس قدر امتیاز نہیں کر سکتے کہ ایک حقیقت کونیۂ قدریہ ہے جس کا تعلق تخلیق اور مشیئت کے ساتھ ہے ۔ اور ایک حقیقت دینیہ امریہ ہے ۔ جو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور اس کی محبت سے تعلق رکھتی ہے ۔ جو شخص اِس حقیقت دینی کا پابند ہو ۔ جس کا حکم اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبروں کی زبان سے فرمایا ہے ۔ اِس میں اور اُس دوسرے شخص میں جو کہ اپنے ذوق و وجدان کی پابندی کرتا اور کتاب و سنت کا لحاظ نہیں کرتا فرق کرنا لازمی ہے ۔ لیکن بہت سے متکلمین اس اہم امر کو نظر انداز کر جاتے ہیں ۔ یہی حال لفظ شریعت کا ہے ۔ بہت سے لوگ اس پر بحث تو کرتے ہیں ۔ لیکن اللہ تعالےٰ کیطرف سے نازل ہونے والی شریعت اور حاکم کے مابین فرق نہیں کرتے

حالانکہ اول الذکر کتاب وسنت کی بتائی ہوئی شریعت ہے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کے ذریعے سے بھیجی ہے۔ اس سے کسی مخلوق کو خروج جائز نہیں۔ اور اس سے وہی خروج کرتا ہے جو کافر ہو۔ آخر الذکر وہ ہے جسکی صحت وسقم یقینی امر نہیں ہے۔ کیونکہ حاکم کبھی ٹھیک فیصلہ کرتا ہے کبھی خطا کرتا ہے۔ یہ بھی اُس وقت جب کہ وہ عالم و وعادل ہو۔

مجسٹریٹوں کی تین قسمیں

ورنہ سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا قاضیوں کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے دو دوزخی ہیں اور ایک جنتی۔ جس آدمی کو حق معلوم ہوگیا اور اُس نے حق ہی پر فیصلہ دیا وہ جنتی ہے۔ جس آدمی نے جہالت میں فیصلہ کردیا وہ دوزخی ہے۔ اور جسکو حق معلوم ہوگیا اور فیصلہ اس کے خلاف دے دیا۔ وہ بھی دوزخی ہے۔ عالم وعامل قاضیوں میں سب سے بہتر سردار بنی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ صحیحین میں ان سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا "تم لوگ اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو۔ اور ممکن ہے تم میں سے بعض دوسرے کی بہ نسبت حجت پیش کرنے میں زیادہ ہوشیار ہوں۔ بہر حال میں تو فیصلہ اس کے مطابق دیتا ہوں جو کہ میں سُن لوں۔ اس لئے جس شخص کے حق میں یہ فیصلہ دے دیا جائے کہ اسے اپنے بھائی کے حق میں سے کچھ ناجائز طور پر مل گیا ہو تو وہ نہ لے۔ کیونکہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے" سید الانام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کے حق میں اُسکے بیان سُنکر کچھ فیصلہ ہوجائے اور حقیقت میں اُس شخص کا حق نہ ہو تو اس کے لئے لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے اسکو دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کردیا جاتا ہے۔ یہ متفق علیہ ہے۔ مطلق املاک کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ جب اپنے خیال میں شہادت واقرار کی مثل شرعی حجت پر کوئی فیصلہ کردے۔ اور حقیقت ظاہر کے خلاف ہو۔ تو جس کے حق میں فیصلہ کردیا جائے اس فیصلے کے مطابق چیز لے لینا حرام ہے۔ اگر عقود مثلاً نکاح اور فسخ نکاح کے بارے میں بھی ایسا فیصلہ صادر ہوجائے۔

Marfat.com

تو اکثر علما یہ کہتے ہیں کہ جس کے حق میں فیصلہ ہو جائے وہ فیصلہ سے فائدہ نہ اٹھائے
امام مالک۔ امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل کا یہی مذہب ہے۔ اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
نے دو قسموں میں فرق کیا ہے۔ جب لفظ شرع و شریعت سے مراد کتاب و سنت
ہو تو اولیاء اللہ میں سے کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے اور نہ کسی اور کو اس کا اختیار (۵۶)
ہے کہ اس سے خروج کرے۔ اور جس کا خیال ہو کہ اولیاء اللہ میں سے کسی کو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی متابعت کرنے کے بغیر اللہ تعالےٰ کی طرف
جانے کا رستہ معلوم ہے اور وہ ظاہری باطنی طور پر رسول اللہ صلعم کی پیروی نہ کرے
تو وہ کافر ہے۔ جو شخص اس مسئلے میں موسیٰ و خضر علیہما السلام کے قصہ سے استدلال
کرتا ہے۔ وہ دو وجوہ سے غلطی پر ہے۔ ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کی
طرف مبعوث نہ تھے۔ اور نہ خضر علیہ السلام پر ان کی پیروی واجب تھی۔ موسیٰ علیہ
السلام بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے تھے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت تمام
جن و انسان کے لئے ہے۔ اگر بالفرض یہ رسالت کسی ایسے آدمی تک بھی پہنچ
جائے جو خضرؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سے افضل ہو۔ تو اس پر بھی اس رسالت
کا اتباع واجب ہو گا۔ تو خضر علیہ السلام خواہ نبی ہوں یا ولی کیوں اتباع نہ کریں
یہی وجہ ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے
علم میں سے کچھ مجھے سکھا دیا ہے جو آپ کو معلوم نہیں۔ او۔ اسی نے اپنے علم سے
کچھ آپ کو سکھا دیا ہے جس سے میں آگاہ نہیں۔ جن و انسان میں سے کوئی بھی
ایسا نہیں۔ جس تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچ چکی ہو اور پھر وہ ایسی بات
کہے۔ دوسرے جو کام خضر علیہ السلام نے کیا تھا وہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے
خلاف نہیں تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کو وہ اسباب معلوم نہیں تھے۔ جن کی بنا پر
وہ کام جائز تھا۔ جب خضر علیہ السلام نے وہ اسباب بیان کر دیئے۔ تو موسیٰ علیہ السلام

---

۵۶ احناف مخالفین امام ابن تیمیہؒ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت امام کس قدر امام ابو حنیفہؓ کی عزت کرتے ہیں +

Marifat.com

نے اس پر ان کی موافقت کی - کیونکہ کشتی کو ظالم و غاصب کے دندان آز و حرص سے بچانے کے لئے توڑ ڈالنا اور پھر اسکو اہل کشتی کی مصلحت کے لئے بطور احسان مرمت کر دینا جائز ہے - اور حملہ آور موذی کو خواہ وہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو اور جس کے قتل کئے جانے کے بغیر اس کے والدین تکفیر سے نہ بچ سکیں - اس کا قتل جائز ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نجدہ حروری نے پوچھا کہ بچوں کے قتل کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے - تو فرمایا کہ اگر آپ کو ان کے متعلق وہ بات معلوم ہو جائے - جو خضر علیہ السلام کو بچۂ معلوم کے متعلق معلوم ہوئی تھی تو ان کو قتل کر ڈالئے - ورنہ نہ قتل کریں (رواہ البخاری) رہا بلا معاوضہ یتیم کے ساتھ احسان کرنا اور بھوک پر صبر کرنا تو یہ اعمال صالحہ میں سے ہے - اس میں کوئی امر شریعت الٰہی کے خلاف نہ تھا - لیکن جب شریعت سے مراد حاکم کا فیصلہ ہو - تو وہ کبھی عادل ہوتا ہے - کبھی ظالم ہوتا ہے - کبھی درست ہوتا ہے - اور کبھی غلطی کرتا ہے -

ائمہ کی تقلید نہ واجب ہے نہ حرام

کبھی شریعت سے ابو حنیفہؒ - ثوری - مالک بن انس - اوزاعی - لیث بن سعد - شافعی - احمد - اسحاق - داؤد وغیرہ ائمہ فقہ کا قول مراد ہوتا ہے - سو یہ لوگ اپنے اقوال کے لئے کتاب و سنت سے دلیل لیتے ہیں - جب کوئی مقلد ان میں سے کسی کی تقلید حسب گنجائش کرے تو جائز ہے - اور اگر ان کی تقلید نہ کرے تو کسی اور کی تقلید بشرط گنجائش کرے تو جائز ہے - ان میں سے کسی ایک کا اتباع تمام امت پر اس طرح واجب نہیں ہے جس طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی واجب ہے - نہ ان میں سے کسی کی تقلید اس شخص کی تقلید کی طرح جو کہ بغیر علم کے بحث کرتا ہے حرام ہے + البتہ جو شخص غیر شریعت کو شریعت سے منسوب کرے - تو یہ تبدیل کی قسم سے ہے - اور غیر شریعت سے مراد اپنی گھڑی ہوئی باتیں - اللہ تعالٰے کی مراد کے خلاف نصوص کی تاویل اور دیگر اس طرح کی لغو باتیں ہیں - شرع منزل شرع مؤول - اور شرع مبدل کے درمیان فرق کرنا اسی طرح ضروری ہے -

Marfat.com

جس طرح حقیقت کونیہ اور حقیقت دینیہ امریہ کے مابین فرق کرنا ضروری ہے! اور جس طرح اس مذہب میں جس کی دلیل کتاب وسنت سے لی گئی ہو اور اس مذہب میں جس میں صاحب مذہب کے ذوق اور وجدان پر اکتفا کیا گیا ہو فرق کرنا (۵۷) لابدّی ہے۔

اولیاء اللہ اور اعداء اللہ میں فرق

اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں ارسال۔ کلام اور جعل دینیہ اور کونیہ میں فرق واضح کر دیا ہے۔ یا ارادہ کونیہ وہ ہے جس کو اللہ تعالےٰ پیدا کرے۔ اسے پسند نہ کرے اُس سے راضی نہ ہو۔ اُس پر عمل کرنے والوں کو ثواب نہ دے! اور نہ ان کو اپنے متقی اولیاء میں شامل کرے۔ ارادۂ دینیہ وہ ہے جس کا اللہ تعالےٰ نے حکم دیا۔ اُسے مشروع کیا۔ اُسے پسند کیا۔ اس پر عمل کرنے والوں کو ثواب ہو۔ وہ معزز قرار پائیں اور اللہ تعالےٰ کے متقی دوستوں۔ اس کے صاحب صلاح و فلاح جتھے اور اس کے غالب ہونے والے لشکر میں شامل ہو جائیں۔ ارادۂ کونیہ وارادہ دینیہ میں فرق کرنا ان عظیم ترین امور میں سے ہے جن کے ذریعے سے اللہ تعالےٰ کے دوستوں اور اس کے دشمنوں میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ جس سے رب تعالےٰ وہ کام لے جو کہ اُسے محبوب و پسندیدہ ہوں۔ اور وہ شخص اسی حالت میں مرجائے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں میں سے ہے۔ اور جس کے کام ایسے ہوں۔ جن سے پروردگار ناراض ہو۔ اور مرتے دم تک ایسے ہی افعال کا ارتکاب کرتا رہے تو وہ اس کے دشمنوں میں سے ہے۔ ارادۂ کونیہ اللہ تعالےٰ کی اس مشیت کا نام ہے جو اس کی مخلوق کے لئے ہوتی ہے۔ اور تمام مخلوقات اس کی مشیئت اور اس کے ارادۂ کونیہ میں شامل ہے۔ اور ارادۂ دینیہ میں اس کی محبت شامل ہے۔ اور اس کا اللہ تعالےٰ نے حکم دیا اور اسے دین اور شریعت قرار دیا ہے۔ یہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ مختص ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ | جس شخص کو اللہ تعالےٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کے

صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۔ (پ ۸ ع ۲)

سینے کو وہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے وہ گمراہ کرنا چاہے اس کے سینے کو وہ تنگ اور بھچا ہؤا کر دیتا ہے۔ گویا اُسے آسمان پر چڑھنا پڑتا ہے۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:۔

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۔ (پ ۱۲ ع ۳)

اگر اللہ تعالےٰ کو تمہارا بھٹکانا منظور ہو تو میں تمہاری خیر خواہی کرنا چاہوں بھی تو میری خیر خواہی تمہارے کام نہیں آسکتی۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۔ (پ ۱۳ ع ۸)

جب اللہ تعالےٰ کسی قوم پر کوئی مصیبت ڈالنی چاہے تو وہ ٹل نہیں سکتی۔ اور خدا کے سوا ان لوگوں کا کوئی حامی و مددگار بھی نہیں۔

اور دوسرے پارے میں فرمایا:۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (پ ۲ ع ۷)

اور جو شخص بیمار ہو یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے ایام میں سے اتنے ہی دن شمار کر کے روزہ رکھ لے۔ اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے۔ اور تمہارے ساتھ سختی کرنا نہیں چاہتا۔

اور فرمایا:۔

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ (پ ۶ ع ۶)

اللہ تعالےٰ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنا نہیں چاہتا بلکہ وہ تم کو ستھرا رکھنا چاہتا ہے۔ اور یہ کہ تم پر اپنا احسان پورا کرے۔ تاکہ تم شکر کرو۔

نکاح کے حلال اور حرام امور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ

اللہ چاہتا ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔۔

سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ؁ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوَاتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ؁ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ (پ ۵ ع ۲)

ان کے طریقے تمہارے سامنے کھول کھول کر بیان کرے اور تم کو انہی کے طریقوں پر چلائے۔ اور تم پر مہر کی نظر رکھے۔ اور جو لوگ نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے بھٹک کر بہت دور جا پڑو۔ اللہ چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو امر و نہی ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (پ ۲۲ ع ۱)

اے اہل بیت اللہ تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ تم سے ہر طرح کی گندگی دور کرے۔ اور تمہیں اچھی طرح پاک کرے۔

اِس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تم کو ایسی باتوں کا حکم دیا ہے۔ جن سے تمہاری گندگی دور ہو جائے۔ اور تم صاف ستھرے ہو جاؤ۔ یعنی گندگی کو دور کرنے والے کاموں کا حکم دیدیا گیا ہے۔ جس نے اس حکم کی اطاعت کی وہ پاک ہو جائیگا۔ اس سے گندگی دور ہو جائیگی۔ اور جو نہ مانیگا۔ اس سے گندگی دور نہ ہو سکیگی۔

رہی امر کی بحث سو امر کونی کے متعلق فرمایا:۔

اِنَّمَا اَمْرُنَا لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْنَاهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ (سورہ نحل)

بجز این نیست کہ کسی چیز کے لئے ہمارا امر یہ ہے کہ جب اس کا ارادہ کریں تو ہم اس کے لئے کہیں کہ ہو جا۔ پس ہو جائے۔

اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ۔ (پ ۲۷ ع ۱۰)

ہمارا کام تو بس ایک بات ہوتی ہے۔ جیسے آنکھ کا جھپکنا۔

اور فرمایا:۔

Marfat.com

أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ۔ (پ ۱۱ ع ۹)

آیا اسی کے پاس ہمارا حکم رات کو یا دن کو پھر ہم (۵۸
نے اس کا ایسا ستھراؤ کیا۔ گویا کل اس کا نام و نشان ہی نہ تھا۔

امر دینی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔ (پ ۱۴ ع ۱۹)

اللہ تم کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور احسان کرنے کا اور قرابت والوں کو مالی امداد دینے کا اور بے حیائی کے اور ناشائستہ کاموں اور ایکدوسرے پر زیادتی کرنے سے منع فرماتا ہے۔ تم لوگوں کو نصیحت کرتا ہے۔ تاکہ تم ان باتوں کا خیال رکھو۔

اور فرمایا:۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا۔ (پ ۵ ع ۵)

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو ادا کر دیا کرو۔ اور جب لوگوں کے درمیان حکم بنو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اچھی نصیحتیں کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

رہا اذن سو سحر کا ذکر کرتے ہوئے اذن کونی کا ذکر فرمایا:۔

وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ۔ (پ ۱ ع ۱۲)

اور وہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے اذن کے سوا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

یہاں اذن سے مراد اللہ تعالیٰ کی مشیئت و قدرت ہے۔ ورنہ سحر کو اللہ تعالیٰ نے ہرگز مباح نہیں کیا۔ اذن دینی کے متعلق فرمایا:۔

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ۔ (پ ۲۵ ع ۳)

کیا ان لوگوں نے خدا کے شریک بنا رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا ایک رستہ تیار کیا ہے۔ جس کا خدا نے حکم نہیں دیا۔

اور فرمایا:۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ (پ ۲۲ ع ۳)

ہم نے تجھے گواہی دینے والا۔ بشارت دینے والا۔ عذاب الٰہی سے ڈرانے والا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم کے ساتھ بلانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اور فرمایا:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ۔ (پ ۵ ع ۶)

ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے۔ وہ محض اس لئے بھیجا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ اس کی اطاعت کی جائے۔

اور فرمایا:۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ۔ (پ ۲۸ ع ۵)

اے مسلمانو! کھجوروں کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے ہیں۔ یا ان کو اپنی جڑوں پر قائم چھوڑ دیا ہے۔ وہ سب اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ ہوا۔

قضا کی بھی یہی حالت ہے۔ قضائے کونی کے متعلق فرمایا:۔

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ۔ (پ ۲۴ ع ۱۶)

اس کے بعد دو دن میں اس نے سات آسمان بنائے۔

اور فرمایا:۔

إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ (پ ۱ ع ۱۴)

جب امر طے ہو جاتا ہے تو بس اللہ تعالیٰ اس کے لئے اتنا فرما دیتا ہے کہ ہو جا' پس ہو جاتا ہے۔

قضائے دینی کے متعلق فرمایا:۔

وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ۔ (پ ۱۵ ع ۳)

تیرے پروردگار نے فیصلہ کر دیا۔ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو۔

یہاں قضیٰ سے مراد اَمر یعنی حکم کیا ہے۔ نہ کہ مقدر کیا۔ کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا بھی معبودان باطل کی پرستش ہوتی ہے[۱]۔ جیسا کہ کئی

---

[۱] اگر مقدر مراد ہوتا تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے غیر کی پرستش نہ ہوتی۔

Marfat.com

جگہ خبر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَآءِ شُفَعَاءُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۔ (پ ۱۱ ع ۷)

اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی مخلوق کی پرستش کرتے ہیں۔ جو نہ تو ان کو نقصان پہنچا سکتی اور نہ نفع دے سکتی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ لوگ ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا:۔

اَفَرَاَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ (پ ۱۹ ع ۹)

تم نے دیکھ لیا جن کی تم اور تمہارے پہلے آباؤ اجداد پوجا کرتے تھے، بے شک وہ میرے دشمن ہیں۔ میرا دوست صرف پروردگار عالم ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۔

(پ ۲۸ ع ۷)

مسلمانو! ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے تمہارے لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو گزرا ہے۔ جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو کچھ سروکار نہیں ہم تم کو نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا عداوت اور دشمنی قائم ہو گئی ہے۔ اور یہ دشمنی ہمیشہ کیلئے ہے جب تک کہ تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ۔ مگر ابراہیم نے اپنے باپ سے اتنی بات کہی کہ میں تمہارے لئے ضرور مغفرت کی دعا کروں گا۔ اور تمہارے لئے خدا کے آگے میرا کچھ زور تو چلتا نہیں کہ زبردستی تم کو بخشوا لوں۔

اور فرمایا:۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

اے پیغمبر کہہ دو کہ اے کافرو! جنکی تم پوجا کرتے ہو۔ اسکی میں عبادت نہیں کرتا۔ اور جسکی میں عبادت کرتا ہوں

Marfat.com

مَا اَعْبُدُ وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَا اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ - (سورہ کافرون)

اُسکی تم عبادت کرنے والے نہیں - اور نہ آئندہ میں تمہارے معبودوں کی اور تم میرے معبود کی عبادت کرنے والے ہو۔ تمہارا دین تمہارے لئے - اور میرا دین میرے لئے -

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے دین سے بیزار ہے - نہ کہ راضی - جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے دوسری آیت میں فرمایا :-

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ - (پ ۱۱ ع ۱۲)

اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم کہدو کہ میرے لئے میرا عمل - اور تمہارے لئے تمہارا عمل تم میرے کاموں سے بیزار ہو اور میں تمہارے افعال سے بیزار ہوں -

جس بے دین کا یہ خیال ہو کہ اس سے مذہب کفار کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی رضامندی ظاہر ہوتی ہے وہ کافر ترین اور کاذب ترین لوگوں میں سے ہے - جیسا کہ وہ شخص جو کہتا ہے کہ وَقَضٰى رَبُّكَ میں قضیٰ بمعنی قَدَّرَ ہے - اور اللہ تعالےٰ جس چیز کے متعلق قضا فرماوے - وہ ضرور واقع ہوتی ہے - اور جو شخص بت پرستوں کے متعلق یہ کہتا ہے کہ وہ خدا پرست ہیں - وہ اللہ کی کتابوں کے سب سے بڑے کافروں میں سے ہے -

لفظ بعث کے بھی اسی طریق پر دو استعمال ہیں - بعث کونی کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :-

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا - (پ ۱۵ ع ۱)

تو جب ان فسادوں میں سے پہلے فساد کا وقت آیا تو ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے وہ بندے اٹھا کھڑے کئے - جو بڑے سخت گیر تھے - اور وہ شہروں کے اندر پھیل گئے - اور خدا کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا -

بعث دینی کے متعلق فرمایا :-

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا

وہ خدا ہی تو ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی

مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۔ (پ ۲۸ ع ۱۱)

میں سے ایک پیغمبر بھیجا ۔ جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ
کر سناتا ۔ ان کو کفر و شرک کی گندگیوں سے پاک صاف (۵۹)
کرتا ۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھاتا ہے ۔

اور فرمایا :۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (پ ۱۴ ع ۱۱)

اور ہم ہر ایک امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں ۔ کہ خدا کی عبادت کرو ۔ اور شیطان کے اغواء سے بچتے رہو ۔

اسی طرح لفظ ارسال کی دو صورتیں ہیں ۔ ارسال کونی کے متعلق فرمایا :۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيَاطِيْنَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ۔ (پ ۱۶ ع ۹)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے کہ وہ ان کو اکساتے رہیں ۔

اور فرمایا :۔

وَهُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۔ (سورہ فرقان)

وہ اللہ تعالےٰ ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بطور بشارت بھیجتا ہے ۔

ارسال دینی کے متعلق فرمایا :۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۔ (پ ۲۲ ع ۳)

ہم نے تجھے شہادت دینے والا ۔ بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا کر کے بھیجا ہے ۔

اور فرمایا :۔

اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ ۔ (پ ۲۹ ع ۹)

ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا ۔

اور فرمایا :۔

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۔ (پ ۲۹ ع ۱۳)

ہم نے تمہاری طرف رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ۔ جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا ۔

Marfat.com

اور فرمایا:-

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ۔ (پ۱۷ ع۱۷)

اللہ تعالےٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغمبر منتخب کرتا ہے۔

لفظ جَعَل بھی دو طریق پر مستعمل ہے۔ جَعَل کونی کی مثال اس آیۂ کریمہ میں ہے:-

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ۔ (قصص)

اور ہم نے وہ دوزخ کی طرف بلانے والے رہنما بنائے۔

جَعَل دینی کے متعلق فرمایا:-

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا۔ (پ۶ ع۱۱)

تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ہم نے ایک شریعت ٹھہرائی اور ایک طریقہ۔

اور فرمایا:-

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ" (پ۷ ع۴)

نہ تو وہ بحیرہ[۱] ہے اور نہ سائبہ[۲] اور نہ وصیلہ[۳] اور نہ حام[۴] ان میں سے کوئی چیز اللہ نے نہیں ٹھہرائی۔

لفظ تحریم کے بھی دو استعمال ہیں۔ تحریم کونی کی مثال یہ ہے:-

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ (پ۲۰ ع۴)

ہم نے موسٰی پر پہلے ہی سے اناؤں کے دودھ حرام کر دئے تھے۔

اور فرمایا:-

فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ۔ (پ۶ ع۸)

پس وہ زمین ان پر چالیس سال کے لئے حرام کر دی گئی ہے۔ تاکہ وہ اس عرصے میں بھٹکے بھٹکے پھرا کریں۔

---

[۱] بحیرہ۔ کن پھٹی اونٹنی۔ وہ ایک طرح کی سانڈ ہوتی تھی۔ جو بتوں کے نام پر کان پھاڑ کر چھوڑ دی جاتی تھی اور پھر اسکو کوئی دوہ نہیں سکتا تھا۔ [۲] سائبہ۔ سانڈ جن سے کوئی کار خدمت نہیں لیا جاتا۔

[۳] وصیلہ۔ وہ اونٹنی جس کے پہلونٹی کے اوپر تلے کے دو بچے مادہ ہوں۔ اس کو متبرک سمجھ کر چھوڑ دیا کرتے تھے۔

[۴] حام۔ شتر نر جسکی نسل سے کئی بچے ہو گئے ہوں۔ آخر عمر میں اسکو خدمت سے معاف کر دیا کرتے تھے۔ یہ اور اسطرح کی اور چند وہمی رسمیں اہل عرب میں موجود تھیں۔ اہل ہند میں بھی بعض رسمیں اسطرح کی موجود ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ان رسموں کی مذمت فرمائی ہے۔

Marfat.com

تحریم دینی کے متعلق اللہ تعالےٰ کا یہ قول ہے :۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔

تم پر مرا ہوا جانور ۔ لہو ۔ خنزیر کا گوشت اور جو خدا کے سوا کسی اور کے نامزد کیا گیا ہو حرام کردیا گیا ہے ۔ (پ۶ ع۵)

اور فرمایا :۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ (پ۴ ع۱۵)

تم پر تمہاری مائیں ۔ تمہاری بیٹیاں ۔ تمہاری بہنیں ۔ تمہاری پھوپھیاں ۔ تمہاری خالائیں ۔ بھتیجیاں ۔ اور بھانجیاں حرام کردی گئی ہیں ۔

کلمات کونیہ کے متعلق فرمایا :۔

وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ (پ۲۸ ع۲۰)

اپنے پروردگار کے کلام اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرتی رہیں ۔

صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے :۔

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۔

میں اللہ تعالےٰ کے تمام کلمات تامہ کے ساتھ مخلوقات کی شر سے اور اس کے غضب سے اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کی شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں پناہ مانگتا ہوں ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی منزل میں اُترے اور یہ پڑھے ۔ أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔ (میں اللہ تعالےٰ کے کلمات تامہ کے ساتھ اس کی مخلوق کی شر سے پناہ مانگتا ہوں) تو جب تک وہ اس منزل میں رہیگا اُسے کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکیگی ۔

نیز آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے :۔

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّمِنْ

میں اللہ کے ان کلمات تامہ کے ساتھ جن سے نہ نیک تجاوز کرسکتا ہے ۔ اور نہ بد ۔ زمین میں پیدا ہونے والی

Marfat.com

شَرِّ مَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ۔	چیزوں کی شر سے' اور زمین سے نکلنے والی چیزوں کی شر سے' رات اور دن کے فتنوں کی شر سے' اور ہر اس چیز کی شر سے جو رات کو آئے پناہ مانگتا ہوں الا یہ کہ کوئی رات کو آنے والا بھلائی کے ساتھ آئے اے رحمٰن۔

اللہ تعالٰے کے کلمات تامہ وہ ہیں۔ جن سے اس نے کائنات کو پیدا کیا۔ اور اس کی تکوین۔ اس کی مشیئت اور اس کی قدرت سے نیک و بد کوئی خارج نہیں۔ کلمات دینیہ اللہ تعالٰے کی نازل کی ہوئی کتابیں اور اوامر و نواہی ہیں۔ جو کہ ان میں درج ہیں۔ نیک لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور بدکردار ان کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالٰے کے اولیاء متقین اس کے کلمات دینیہ۔ اس کے جعل دینی۔ اس کے اذن دینی اور اس کے ارادہ دینیہ کے مطیع ہیں۔ اور ان کلمات کونیہ میں جن سے نیک و بد کسی کو مجال تجاوز نہیں تمام مخلوقات شامل ہے حتیٰ کہ ابلیس۔ اس کے لشکر۔ تمام کفار اور تمام اہل نار کلمات کونیہ میں شامل ہیں۔ اگرچہ لوگ پیدائش۔ مشیئت اور تقدیر میں باہم مجتمع ہیں۔ لیکن امر و نہی۔ محبت و رضا اور غضب میں مختلف ہیں۔ اللہ تعالٰے کے متقی اولیاء وہ ہیں جو حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور جس کام میں خدا کے ناراض ہو جانے کا اندیشہ ہو اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ (۶۰)
اور اپنے مقدر پر صبر کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالٰے ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ ان سے راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں۔ اور اس کے دشمن جو کہ شیطان کے دوست ہیں وہ اگرچہ اس کی قدرت سے باہر نہیں لیکن وہ اُن سے ناراض ہے۔ ان پر غضب نازل کرتا ہے۔ ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور ان سے دشمنی کرتا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل کا موقع دوسرا ہے۔ یہاں میں نے بطور آگاہی اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطٰن کے بڑے بڑے مختلف اوصاف یکجا جمع کر دئے ہیں۔ ان دونوں گروہوں کے اوصاف کا جامع فرق یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ ان میں سے ہر ایک کہاں تک رسول اکرمؐ کی

پیروی کرتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی تو ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالٰے اپنے سعید دوستوں اور اپنے شقی دشمنوں۔ اپنے اہل جنت اولیاء اور اپنے اہل دوزخ اعداء۔ اپنے اہل ہدایت ورشاد اولیاء اور مفسد۔ نابکار اور گمراہ دشمنوں کے مابین فرق کیا ہے اور آپ ہی کے ذریعے سے اللہ تعالٰے نے اپنے دشمنوں سے جو کہ شیطان کا جتھا ہیں اپنے ان دوستوں کو ممتاز فرمایا۔ جن کے دلوں میں اللہ تعالٰے نے ایمان کا نقش کر دیا۔ اور جن کو اللہ تعالٰے نے اپنی روح قدس سے مؤید فرمایا ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے:-

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (پ ۲۸ ع ۳)

اے پیغمبر! جو لوگ اللہ اور روز آخرت کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ ان کو تم مخالفین خدا و رسول کے ساتھ دوستی کرتے ہوئے نہ پاؤ گے۔

اور فرمایا:-

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ۔ (پ ۹ ع ۱۲)

اُس وقت کو یاد کرو۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کی طرف پیغام بھیجا۔ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ مومنوں کو مضبوط کرو۔ میں عنقریب کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دونگا۔ پس کافروں کی گردنوں پر مارو۔ اور ان کے تمام پوروں پر مارو۔

اپنے دشمنوں کے متعلق فرمایا:-

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ۔ (پ ع)

بے شک شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں۔ تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔

اور فرمایا:-

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا (پ ع)

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شیاطین جن و انس کو دشمن بنایا۔ دھوکا دینے کے لئے ان میں سے ایک دوسرے کو چکنی چپڑی باتیں کہتا ہے۔

Marfat.com

اور فرمایا:—

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ
الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ
يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ
وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ
أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ
يَهِيمُونَ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا
لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا
اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ
بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ
ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ۔

(پ ۱۹ ع ۱۵)

اے پیغمبر! ان لوگوں سے کہو۔ کہ میں تمہیں بتاؤں کہ کس پر شیطان اُترا کرتے ہیں۔ ہاں تو وہ اُترا کرتے ہیں ہر جھوٹے بدکردار پر کہ شیطان سنی سنائی بات اُن پر القا کر دیتے ہیں۔ اور ان میں بہیترے تو نرے جھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ اے مخاطب کیا تو نے اس پر نظر نہیں کی کہ شاعر لوگ ہر خیالی وادی میں سرگردان پڑے پھرا کرتے ہیں۔ اور ایسی باتیں کہا کرتے ہیں جو خود نہیں کرتے۔ مگر ہاں جو لوگ ایمان لائے۔ اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ اور کثرت سے خدا کا ذکر کیا۔ اور مظلوم ہونے کے بعد بدلہ لیا۔ ایسے شاعر مورد الزام نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کو جلد ہی معلوم ہو جائیگا۔ کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔

اور فرمایا:—

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ
وَمَا لَا تُبْصِرُونَ إِنَّهُ لَقَوْلُ
رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ
شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ۔
وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ
تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ
وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ
لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ

تو جو چیز تم کو دکھائی دیتی ہے اور جو چیز تم کو نہیں دکھائی دیتی۔ ہم تو سب ہی کی قسم کھاتے ہیں۔ کہ یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتے کا۔ اور یہ کسی شاعر کی بات نہیں ہے۔ تم لوگ بہت ہی کم یقین کرتے ہو۔ اور نہ کسی حاضراتی عامل کے تکے ہیں۔ تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو۔ یہ کلام پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اور اگر پیغمبر زبردستی کوئی بات ہمارے سر چپکتا تو ہم نے خونیوں کی طرح اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اسکی گردن اُڑا

لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ، وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ، فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ۔

(پ ۲۹ ع ۷)

دی ہوتی ۔ اور تم میں سے کوئی بھی ہم کو اس سے روک نہیں سکتا ۔ اور کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے ۔ اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس کے جھٹلانے والے بھی ہیں ۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ کافروں کے لئے موجب حسرت ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ یہ یقیناً برحق ہے تو اے پیغمبر تم اپنے پروردگار عالی شان کے نام کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو ۔

اور فرمایا :۔

فَذَكِّرْ فَمَا اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ، اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۔ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَا اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۔ (پ ۲۷ ع ۳)

تو نصیحت کئے جاؤ کہ اپنے پروردگار کے فضل سے نہ تو تم عامل ہو اور نہ مجنون ہو ۔ کیا لوگ تمہاری نسبت کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے اور ہم اس کے بارے میں زمانے کی گردش کا انتظار کرتے ہیں ۔ تم ان سے کہو کہ بہت اچھا تم بھی انتظار کرو ۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں کیا ان کی عقلیں ان کو یہ سکھاتی ہیں ۔ یا یہ لوگ شریر ہیں یا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن از خود بنا لیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ ایمان ہی نہیں لانا چاہتے ۔ سو اگر یہ سچے ہیں تو ایسا ہی کلام یہ بھی بنا کر لے آئیں ۔

اللہ تعالےٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں سے منزہ قرار دیا ہے جن کا تعلق شیاطین کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ لوگ عامل ۔ شاعر اور مجنون ہوتے ہیں ۔ اور بیان فرما دیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کا ایک برگزیدہ اور معزز فرشتہ ان کے پاس قرآن لایا ہے ۔ فرمایا :۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا

اللہ تعالےٰ فرشتوں اور انسانوں سے اپنے ایلچی منتخب (۶۱)

Marfat.com

وَمِنَ النَّاسِ - (پ۱۷ ع۷)

کرتا ہے -

اور فرمایا:-

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ - (پ۱۹ ع۱۵)

اور کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے، اس کو جبرئیل امین نے سلیس عربی زبان میں تمہارے دل پر القا کیا ہے - تاکہ اور پیغمبروں کی طرح تم بھی لوگوں کو عذاب خدا سے ڈراؤ -

اور فرمایا:-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (پ۱ ع۱۲)

اے پیغمبر کہو کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہے - ہوا کرے اس نے تو اللہ کے حکم سے یہ قرآن تیرے دل پر القا کیا ہے

اور فرمایا:-

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ - اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ، وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ -

(پ ع۱۹)

تو اے پیغمبر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے وسوسوں سے خدا کی پناہ مانگ لیا کرو - جو لوگ ایمان لائے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں ان پر تو اس کا کچھ قابو نہیں چلتا - اس کا قابو چلتا ہے تو ان لوگوں پر جو اس سے دوستی رکھتے ہیں - اور جو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں - جب ہم کسی آیت کے بدلے آیت بھیجتے ہیں اور اللہ تعالٰے اپنی نازل کی ہوئی باتوں کی مصلحتوں کو خوب سمجھتا ہے، تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تو اپنے دل سے بنا لیتا ہے - بلکہ بات یوں ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں اے پیغمبر! کہدو کہ حق یہ ہے کہ اس قرآن کو تمہارے پروردگار کی طرف سے روح القدس یعنی جبرئیل لے کر آئے ہیں - تاکہ اللہ تعالٰے مومنوں کو مضبوط کرے اور مسلمین کے لئے ہدایت اور خوشخبری ہو -

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کا نام روح الامین اور روح القدس رکھا ہے۔ اور فرمایا :۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ۔ (پ ۳۰ ع ۶)

تو ہم کو ان ستاروں کی قسم جو چلتے چلتے الٹے پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں۔

ان سے وہ ستارے مراد ہیں جو اپنے طلوع سے قبل آسمان میں روپوش ہوتے ہیں اور جب ظاہر ہوتے ہیں تو وہ لوگوں کو چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اور جب غروب ہوتے ہیں تو وہ اپنی کناس (قیامگاہ) کی طرف چلے جاتے ہیں۔ جو ان کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل کر دیتی ہے۔

وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ۔ (پ ۳۰ ع ۶)

رات کی قسم جب اسکی سیاہی بھاگتی چلی جاتی ہے۔

عَسْعَسَ سے مراد اَدْبَرَ ہے یعنی جب رات پیٹھ پھیر کر چلی جاتی ہے اور صبح آجاتی ہے۔

وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ (پ ۳۰ ع ۶)

اور صبح کی قسم جسوقت اسکی پو پھوٹتی ہے۔

تَنَفَّسَ سے مراد آمد صبح ہے۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ

ایک معزز ایلچی کا پہنچایا ہوا پیغام ہے۔

اس ایلچی سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ۔ (پ ۳۰ ع ۶)

بڑی قوت والا ہے صاحب عرش کے ہاں بڑے مرتبہ والا۔ وہاں کے فرشتے اس کا حکم مانتے ہیں۔ اور امانت دار ہے۔

ثَمَّ سے مراد آسمان ہے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ (پ ۳۰ ع ۶)

اور تمہارا رفیق مجنون نہیں ہے۔

یعنی وہ رفیق جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ احسان کیا کہ اس کو تمہاری ہی جنس سے رسول بنا کر بھیجا۔ وہ اس وقت تمہارا ساتھ دیتا ہے۔ جب تم فرشتہ ا[illegible] دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور فرمایا :۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ۔ وَلَوْ

اور کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر کوئی فرشتہ کیوں نہ نازل ہوا اور اگر ہم فرشتہ نازل کرتے تو پھر تو فیصلہ ہی ہو جاتا۔ پھر ان کو مہلت تو نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم رسول مددگار کوئی

Marfat.com

جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ۔ (پ ۷ ع)	فرشتہ بناتے تو اس کو بھی آدمی ہی بناتے ۔ اور وہی شبہے ان کے دلوں پر طاری کر دیتے جواب ان کے دلوں میں موجود ہیں ۔

اور فرمایا :۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ (پ ۳۰ ع)	اور بے شک اُس نے اسے مطلع صاف میں دیکھا

یعنی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا ۔ اور فرمایا :۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ (پ ۳۰ ع)	اور وہ غیب پر تہمت کیا ہوا نہیں ہے ۔

ظَنِین سے مراد متّہم ہے اور دوسری قراءت میں ضنین ہے یعنی بخیل جو علم کو چھپائے ۔ اور اسے کچھ لئے بغیر ظاہر نہ کرے ۔ جیسا وہ شخص جو کسی فن کا عالم ہو اور بغیر معاوضہ کے کسی پر ظاہر نہیں کرتا ۔ اور فرمایا :۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ۔ (پ ۳۰ ع)	اور نہ وہ شیطان مردود کی بنائی ہوئی باتیں ہیں ۔

یہاں جبرئیل علیہ السلام کو شیطان ہونے سے منزّہ قرار دیا گیا ہے ۔ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر اور عامل ہونے سے منزّہ قرار دیا گیا تھا ۔ خلاصۂ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ کے متقی دوست وہی ہیں جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں ۔ جس کام کا وہ حکم فرمائیں اسے کرتے ہیں ۔ اور جس سے منع فرماتے ہیں اس سے رُک جاتے ہیں ۔ اور جس بات میں ان کو پیروی کرنے کا حکم صاف طور پر بیان کر دیں ۔ اس میں وہ ان کی پیروی کرتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کی تائید اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں اور جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے سے کرتا ہے ۔ اور ان کے دلوں میں اپنے انوار ڈالتا ہے ۔ جن کرامات سے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء متقین کو سرفراز فرماتا ہے ۔ وہ انہی لوگوں کا حصہ ہیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اولیاء کی کرامات کا ظہور یا دین کی حجّت کے لئے ہوتا ہے ۔ یا مسلمانوں کی کسی ضرورت کے لئے ۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزے تھے ۔

Marfat.com

معجزاتِ نبی

اولیاء اللہ کی کرامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور یہ حقیقت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں داخل ہیں۔ مثلاً چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا۔ آپکے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیحیں کہنا۔ درختوں کا آپ کی طرف آنا۔ خشک لکڑی کا آپکے سامنے گریہ وزاری کرنا۔ معراج کی رات آپکا بیت المقدس کا حلیہ بتانا۔ جو کچھ ہوا اور جو کچھ آئندہ ہوگا اسکی خبریں دینا۔ کتاب عزیز کا لانا۔ کئی مرتبہ کھانے پینے کی چیزوں کا زیادہ کر دینا۔ چنانچہ ام سلمہ کی مشہور حدیث کے مطابق غزوۂ خندق میں آپنے کھانے کی ایک دیگ سے سارے لشکر کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور (۶۲)
دیگ میں کھانا ویسے کا ویسا پڑا رہا۔ غزوۂ خیبر میں پانی کے ایک مشکیزے سے سارے لشکر کی پیاس بجھ گئی۔ اور مشکیزے کا پانی کم نہ ہوا۔ جنگ تبوک میں اسلامی لشکر کی تعداد قریباً تیس ہزار تھی۔ تھوڑا سا کھانا تھا۔ جس میں سے ان سب لشکریوں کے تھیلے بھر دئے۔ اور کھانے میں کوئی کمی نہ آئی۔ کئی مرتبہ آپ کی انگلیوں میں سے اس قدر پانی بہ نکلا کہ جتنے لوگ آپکے ساتھ تھے۔ سب نے سیر ہو کر پانی پیا۔ چنانچہ جنگ حدیبیہ میں چودہ یا پندرہ سو آدمیوں نے اس طرح پانی پیا۔ ابو قتادہؓ کی آنکھیں ان کے رخساروں پر بہہ نکلی تھیں۔ حضور صلے اللہ وسلم نے ان آنکھوں کو لوٹا دیا۔ اور وہ از سر نو بہترین حالت میں ہو گئیں۔ جب محمد بن مسلمہؓ کعب بن اشرف کے قتل کے لئے بھیجے گئے اور گر کر ان کا پاؤں ٹوٹ گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پاؤں پر ہاتھ پھیر دیا اور وہ اچھا ہو گیا۔ ایک بکری کی احشا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سو تیس آدمیوں کو گوشت کھلایا۔ ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ٹکڑا کاٹا گیا۔ اور اس کے دو دو ٹکڑے کئے گئے۔ الغرض سب آدمیوں نے گوشت کھایا اور پھر گوشت بچ بھی رہا۔ ابو جابر عبداللہ کے ذمہ ایک یہودی کا قرضہ تھا۔ جسکی مقدار تیس خروار تھی۔ جابر کا قول ہے کہ حضور نے حکم دیا کہ وہ یہودی اپنے قرضے کے عوض وہ تمام کھجوریں جو کہ اسکی ملکیت میں ہیں لے لے۔ یہودی نے منظور نہ کیا۔ اس

کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کھجوروں میں چلے - اور پھر جابرؓ سے فرمایا کہ اس کے لئے کھجوریں کاٹو - چنانچہ یہودی کو تیس خروار پورے کر دئے گئے - اور سترہ خروار بچ بھی گئے - اس طرح کے اور بہت سے معجزے ہیں - میں نے صرف حضور صلعم کے ایک ہزار کے قریب معجزات جمع کئے ہیں -

کراماتِ صحابہؓ و تابعین

صحابہ اور ان کے بعد تابعین اور دیگر صالحین کی کرامات تو بہت زیادہ ملتی ہیں مثلاً اسید ابن حضیر رضی اللہ عنہ سورۂ کہف پڑھا کرتے تھے تو آسمان سے ایسی چیز اترتی تھی جو بادل کا سیاہ سائبان معلوم ہوتا تھا اور جس میں گویا چراغ روشن ہوتے تھے یہ فرشتے ہوتے تھے جو کہ ان کی قرأت سننے کے لئے آتے تھے ٭ عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے - سلمان اور ابو الدرداء جس طشتری میں کھانا کھایا کرتے تھے وہ طشتری یا وہ چیزیں جو کہ اس میں ہوتی تھیں تسبیحیں پڑھا کرتی تھیں - عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سے کالی رات میں نکلتے تھے اور کنارۂ تازیانہ کی شکل کا ایک نور ان کے لئے روشنی کرتا تھا - اور جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے تھے تو وہ روشنی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی تھی - ایک حصہ ایک کے ساتھ اور ایک حصہ دوسرے کے ساتھ جاتا تھا - یہ بخاری وغیرہ کی روائت ہے -

صحیحین میں صدیق رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ جب وہ تین مہمانوں کے ہمراہ اپنے گھر کی طرف گئے - جو لقمہ کھاتے تھے اس کے نیچے کھانا بڑھ کر اس سے زیادہ ہو جاتا تھا - چنانچہ سب نے پیٹ بھر کر کھا بھی لیا اور کھانا بھی پہلے کی بہ نسبت زیادہ ہو گیا - ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی رضی اللہ عنہما نے جب دیکھا کہ کھانا پہلے سے زیادہ ہے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کھانے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے - وہاں بہت سے لوگ آئے سب نے کھانا کھایا اور سب سیر ہو گئے - خبیب بن عدیؓ مکہ مکرمہ میں مشرکین کے پاس قیدی تھے - اور ان کے پاس انگور لائے جاتے تھے -

جنہیں آپ کھایا کرتے تھے ۔ حالانکہ مکہ میں انگور نہیں ہوتے ۔ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ شہید کر دئیے گئے ۔ لوگوں نے ان کی نعش کو ڈھونڈا لیکن نہ ملی ۔ بات یوں ہوئی کہ نعش قتل ہوتے ہی اٹھالی گئی تھی ۔ عامر بن طفیل نے نعش کو ہوا میں اٹھتے ہوئے دیکھا ۔ عروہؓ کا بیان ہے کہ وہ فرشتوں کو دیکھ رہے تھے کہ نعش کو اٹھا کر لیئے جا رہے ہیں ۔ ام ایمن ہجرت کر کے نکلیں تو ان کے پاس نہ راستے کا خرچ تھا اور نہ پانی ۔ قریب تھا کہ پیاس سے ہلاک ہو جائیں ۔ روزہ دار بھی تھیں ۔ جب افطار کا وقت قریب آیا تو ان کو اپنے سر پر کوئی آہٹ سی سنائی دی ۔ سر اٹھایا تو کیا دیکھتی ہیں کہ ایک لوٹا لٹک رہا ہے ۔ چنانچہ آپ نے اس لوٹے سے خوب سیر ہو کر پانی پیا ۔ اور رہتی زندگی میں

ان کو کبھی پیاس نہیں لگی ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ (۶۳)

عنہ نے شیر کو خبر دی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں ۔ تو شیر ان کے ساتھ چل پڑا حتیٰ کہ انہیں منزل مقصود پر پہنچا دیا ۔ براء بن مالک رضی اللہ عنہ جب اللہ کی قسم کھایا کرتے تھے تو ان کی قسم سچی کر دی جاتی تھی ۔ جب جہاد میں جنگ کا زور مسلمانوں پر آپڑتا تھا تو صحابہ فرمایا کرتے تھے اے براءؓ اپنے پروردگار کی قسم کھاؤ ۔ آپ کہا کرتے تھے " اے میرے پروردگار مجھے تیری قسم ہے کہ تو ان لوگوں کے کندھے ہمیں بخش دے ۔ اور مجھے پہلا شہید بنا " تو پھر دشمن کو شکست ہو جاتی تھی ۔ چنانچہ جب یوم قادسیہ میں آپ نے کہا کہ اے میرے پروردگار مجھے تیری قسم ہے کہ تو نے ان لوگوں کے کندھے ہمیں بخش دئیے ہیں ۔ اور تو نے مجھے پہلا شہید بنا دیا ہے ۔ تو کفار کو شکست ہو گئی اور حضرت براءؓ شہید کر دئے گئے ۔ خالد بن ولیدؓ نے جب ایک مستحکم قلعہ کا محاصرہ کر لیا ۔ تو کفار سے کہا کہ اسلام قبول کرو ۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اسلام نہیں لائینگے جب تک تو زہر نہ پی لے ۔ حضرت خالدؓ نے زہر پی لیا لیکن انہیں کچھ نقصان نہ ہوا ۔ سعد بن ابی وقاص اس درجہ مستجاب الدعوات تھے کہ جو دعا بھی کرتے تھے منظور ہو جاتی تھی ۔ آپ ہی نے کسریٰ کی فوجوں کو ہزیمت دی اور عراق فتح کیا ۔

عمر بن خطاب رضؓ نے جب ایک لشکر بھیجا۔ تو ساریہ نام ایک شخص کو اس کا امیر بنایا۔ اس لشکر کی روانگی کے بعد ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ بڑے زور سے چلانے لگے یَاسَارِیَۃَ الْجَبَلَ یَاسَارِیَۃَ الْجَبَلَ (اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف) اس کے بعد لشکر کا قاصد آیا۔ اس سے حال پوچھا۔ تو اس نے عرض کیا اے امیر المومنین دشمن سے جب ہمارا مقابلہ ہوا۔ تو اس نے ہمیں شکست دے دی۔ اتنے میں ہمیں ایسی آواز آئی گویا کوئی چلانے والا یوں چلا رہا ہے۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اس پر ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھیں کرلیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے ان کو شکست دے دی۔ زمیرہؓ کو اسلام لانے کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ لیکن اس نے اسلام نہ چھوڑا۔ اور اس کی آنکھ نکل گئی۔ مشرکوں نے کہا اس کی آنکھ کو لات وعزےٰ نے تکلیف پہنچائی ہے۔ زبیرہؓ نے کہا "واللہ ہرگز نہیں" اللہ تعالےٰ نے اس کی آنکھ اچھی کر دی۔ سعید بن زید نے اروی بنت حکم کے خلاف بد دعا کی' اور وہ اندھی ہو گئی۔ یہ وہ واقعہ ہے جبکہ اروےٰ نے سعید پر کوئی جھوٹا الزام لگایا۔ تو سعیدؓ نے کہا' اے اللہ اگر وہ جھوٹی ہے تو اسے آنکھ سے اندھی کر دے۔ یا اسے اسیٔ کی زمین میں ہلاک کر دے' چنانچہ وہ اندھی ہو گئی۔ اور اپنی زمین کے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی۔ علا بن حضرمی رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے۔ اور اپنی دعائیں کہا کرتے تھے۔ یا علیم۔ یا حلیم۔ یا علی۔ یا عظیم۔ تو ان کی دعا قبول ہو جایا کرتی تھی ایک مرتبہ ان کے کچھ آدمیوں کو پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی نہ ملا۔ تو آپ نے دعا کی اور قبول ہو گئی۔ ایک دفعہ سمندر ان کے سامنے آ گیا۔ اور وہ گھوڑوں کے ذریعہ اسے عبور کرنے پر قادر نہ تھے۔ آپ نے دعا کی تو ساری جماعت پانی میں سے گذر گئی۔ اور ان کے گھوڑوں کی زینیں بھی تر نہ ہوئیں۔ پھر آپ نے دعا کی کہ میں مر جاؤں تو یہ لوگ میری نعش نہ دیکھنے پائیں۔ چنانچہ ان کی نعش لحد میں نہ پائی گئی۔

Marfat.com

ابو مسلم خولانی کی کرامات

ابو مسلمؒ خولانی کے ساتھ بھی جو کہ آگ میں ڈال دیئے گئے تھے اسی قسم کا واقعہ ہوا۔ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ دریائے دجلہ پر گزرے۔ اور وہ بوجہ طغیانی کے لکڑیاں پھینک رہا تھا۔ ابو مسلم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ تمہارے سامان میں سے کوئی چیز گم ہو تو بتاؤ۔ تاکہ میں اللہ عزوجل سے اس کے بارے میں دعا کروں۔ ایک صاحب نے کہا ایک ہار گم ہوگیا ہے فرمایا میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ چنانچہ وہ پیچھے پیچھے چلتے گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ہار کسی چیز کے ساتھ لٹک رہا ہے۔ پس انہوں نے لے لیا۔ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو مسلم خولانی کو بلوا کر کہا۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ فرمایا مجھے سنائی نہیں دیتا۔ کہا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ فرمایا ہاں۔ اس پر انہیں آگ میں (۶۴)
پھینکنے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ آگ میں پھینکے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آپ آگ میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں آگ ان کے لئے ٹھنڈی اور موجب عافیت ہوگئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ مدینہ میں آئے۔ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان بٹھا کر فرمایا کہ الحمد للہ کہ میں نے جیتے جی امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایسے شخص کو دیکھ لیا جس کے ساتھ وہ سلوک کیا گیا۔ جو کہ ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔

ایک اور واقعہ ہے کہ آپکی لونڈی نے آپکے کھانے میں زہر ملا دیا۔ لیکن آپ کو اس سے کوئی نقصان نہ ہوا۔ ایک عورت نے آپ کی بیوی کو آپکے خلاف بھکایا۔ آپ نے اس عورت کو بد دعا دی۔ اور وہ اندھی ہوگئی۔ پھر وہ آپکی خدمت میں آئی۔ تائب ہوئی اور آپ نے اس کے لئے دعا کی اور اسکی آنکھیں اچھی ہوگئیں۔

عامر بن عبد قیس کی کرامات

عامر بن عبد قیس دو ہزار درہم بطور مال خیرات اپنی آستین میں لے کر نکلتے تھے اور جو سائل بھی ملتا تھا اسے گنے بغیر خیرات دیتے جاتے تھے۔ پھر وہ گھر واپس آتے تھے۔ تو نہ اس مال کی تعداد کم ہوتی تھی اور نہ وزن۔ آپ ایک ایسے قافلہ کے پاس سے گزرے جسے شیر نے

Marfat.com

محبوس کر رکھا تھا۔ آپ آئے اور شیر کو اپنے کپڑوں سے چھوا۔ پھر اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ اور فرمایا تو رحمٰن کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ اور مجھے اس سے حیا آتی ہے کہ اس کے سوا کسی اور چیز سے ڈروں۔ اس اثنا میں قافلہ صحیح سلامت گزر گیا۔ آپ نے اللہ تعالے سے دعا کی کہ جاڑے کے موسم میں ان کے لئے وضو آسان کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو ایسا پانی ملنے لگا جس سے دھواں نکلتا تھا۔ آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ جب میں نماز میں ہوں تو شیطان میرے دل میں داخل نہ ہو سکے۔ چنانچہ شیطان کا ان کے دل پر قابو نہ چلتا تھا۔

حسن بصریؒ حجاج سے روپوش ہوئے اور دعا کی کہ انہیں کوئی دیکھ نہ سکے۔ چنانچہ لوگ کئی مرتبہ اُن کے پاس آئے اور انہیں نہ دیکھ سکے۔ ایک خارجی آپ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا آپ نے اس کے خلاف دعا کی اور وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔

صلہ ابن اشیم کی کرامات

صلہ ابن اشیم جہاد کر رہے تھے کہ ان کا گھوڑا ہلاک ہو گیا۔ آپ نے کہا اے اللہ مجھے کسی مخلوق کا زیر بار احسان نہ کر۔ چنانچہ آپ کی دعا سے اللہ عزوجل نے ان کے گھوڑے کو زندہ کر دیا۔ جب وہ گھر پہنچے تو اپنے بیٹے سے کہا۔ گھوڑے کی زین اتار لا۔ کیونکہ میں یہ گھوڑا مانگ کر لایا ہوں۔ چنانچہ زین اتار لی گئی۔ اور گھوڑا مر گیا۔ اہواز میں ایک مرتبہ آپ کو بھوک لگی۔ آپ نے اللہ عزوجل سے دعا کی اور کھانا مانگا تو ان کے پیچھے تازہ کھجوروں کی ایک گٹھری ریشمین کپڑے میں لپٹی ہوئی آگری۔ آپ نے کھجوریں کھالیں اور کپڑا ایک مدت تک آپکی بیوی کے پاس رہا۔ آپ رات کو ایک جنگل میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شیر ان کے پاس آیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو اُس سے فرمایا "کسی اور جگہ سے اپنا رزق ڈھونڈو۔" یہ سُنتے ہی شیر چنگھاڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

سعید بن المسیب ایام حرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے نماز کے وقتوں میں اذان کی آواز سنا کرتے تھے۔ اور یہ ایسے وقت میں ہوتا تھا کہ باقی آدمی چلے جاتے تھے۔ اور مسجد ان کے سوا باقی تمام آدمیوں سے خالی ہو جاتی تھی۔ قبیلہ نخع کے ایک آدمی کے

Marfat.com

پاس ایک گدھا تھا۔ جو کہ راستے میں مرگیا۔ اس کے دوستوں نے اس سے کہا کہ لاؤ ہم تمہارے سامان کو تقسیم کر کے اپنی سواریوں پر رکھ لیتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے تھوڑی سی مہلت دو۔ پھر وضو کیا اور نہایت اچھی طرح کیا۔ دو رکعت نماز ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا گدھا زندہ کر دیا۔ اور اس نے اپنا سامان اس پر لاد دیا۔

اویس قرنیؒ جب فوت ہوئے۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں میں کفن پڑے ہوئے ہیں جو پہلے ان کے پاس نہیں تھے۔ اور ایک سنگلاخ زمین میں ان کی قبر کھدی ہوئی پائی گئی۔ جس میں لحد تھی۔ چنانچہ انہی کفنوں میں ان کو ملبوس کیا گیا۔ اور اس لحد میں اتار کر دفن کیا گیا۔

عمرو بن عقبہ بن فرقدؒ ایک دن سخت گرمی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ بادلوں نے ان پر سایہ کر دیا۔ آپ نے دوستوں کے ساتھ آپ کا یہ عہد تھا۔ کہ جہاد کے دن آپ ان کی خدمت کیا کرینگے۔ اس بنا پر آپ اپنے دوستوں کی سواریوں کا پہرہ دیتے تھے اور ایک درندہ ان کی حفاظت کرتا تھا۔ (۶۵)

مطرف بن عبداللہ بن شخیر جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو ان کے برتن ان کے ساتھ تسبیحیں کہا کرتے تھے۔ اور آپ اپنے ایک دوست کے ہمراہ اندھیرے میں چلا کرتے تھے۔ تو تازیانے کا کنارہ ان کے لئے روشنی کیا کرتا تھا۔ جب احنف بن قیس فوت ہوئے تو ایک شخص کی ٹوپی آپ کی قبر میں گر پڑی۔ جب وہ ٹوپی لینے کے لئے جھکا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر تاحد نگاہ وسیع ہو گئی ہے۔

ابراہیم تیمی مہینہ دو مہینہ تک کچھ نہیں کھاتے تھے۔ جب وہ اپنے اہل و عیال کے لئے کھانا لانے کے لئے جاتے تھے تو انہیں اور کچھ نہ ملتا تو سرخ ریت کی ایک گٹھڑی باندھ لاتے تھے۔ اور جب اپنی بیوی کے پاس پہنچ کر اسے کھولتے تھے۔ تو وہ سرخ گیہوں ہوتے تھے۔ جب انہیں کھیت میں بوتے تھے تو ایسے پودے اگتے تھے جو جڑھ سے شاخ تک نتے دانوں والے خوشوں سے لدے ہوتے تھے۔

عتبہ نام ایک لڑکے نے اپنے پروردگار سے یہ تین باتیں مانگیں۔ اچھی آواز

کھلے آنسو اور بغیر تکلیف کے کھانا۔ چنانچہ جب وہ پڑھتا تھا تو خود بھی روتا تھا اور لوگوں کو بھی رلاتا تھا۔ اس کے آنسو عمر بھر جاری رہے اور جب وہ اپنے ڈیرے پر آتا تھا تو اُسے اس میں اپنی خوراک مل جاتی تھی اور اُسے معلوم نہ ہوتا تھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔

عبدالواحد بن زید کو فالج کی بیماری لاحق ہو گئی۔ آپ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ وضو کے وقت میرے اعضا کھل جایا کریں۔ چنانچہ وضو کے وقت ان کے اعضا کھل جایا کرتے تھے اور اس کے بعد پھر ویسے ہی ہو جایا کرتے تھے۔ یہ بڑا وسیع باب ہے اور کسی دوسرے موقع پر کرامات اولیاء کے متعلق تفصیل کے ساتھ بحث ہو چکی ہے۔ رہیں وہ باتیں جو کہ ہم آج کل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور اس زمانے میں وقوع میں آ رہی ہیں سو وہ بہت ہیں۔

انفرادی کرامات نقص ولایت کی علامت ہیں

جس بات کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کرامات آدمی کی ضرورت کے مطابق ظہور میں آتی ہیں۔ جب ضعیف الایمان[۱] اور محتاج آدمی کو کرامات کی ضرورت پڑتی ہے تو اُس کیلئے انکا ظہور اس درجہ ہوتا ہے کہ اُسکا ایمان قوی اور اُسکی حاجت پوری ہو جائے اور جو شخص اُسکی نسبت ولایت میں کامل تر ہو وہ اس سے مستغنی ہوتا ہے اس لیئے اس سے کرامات ظاہر نہیں ہوتیں کیونکہ اس کا درجہ ان باتوں سے بالاتر اور وہ ان سے مستغنی ہوتا ہے اور اگر کرامات کا ظہور ہو تو اس کی نقص ولایت کی دلیل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کی کرامات تابعین میں صحابہ کی بہ نسبت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ البتہ اگر کسی شخص سے خوارق عادات کا ظہور لوگوں کی ہدایت اور ان کی ضرورت کے لئے ہو تو ایسے شخص کا درجہ سب سے بڑا ہے۔

چند جھوٹے نبیوں کی کرامتیں۔

ان کرامتوں کے برخلاف احوال شیطانی ہوتے ہیں۔ جس کی ایک مثال عبداللہ بن صیاد کا حال ہے جس کا خروج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا۔ بعض صحابہ رض کا گمان تھا کہ وہ دجال ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے معاملے میں پہلے توقف فرمایا

---

[۱] ضعیف الایمان کا لفظ ہندوستان کے عرف عام میں ذرا شدید مفہوم پر بولا جاتا ہے۔ یہاں ضعیف ایمان بلحاظ تفاوت مدارج اہل ایمان مراد ہے۔ مترجم

Marfat.com

اور بعد میں آپ کو معلوم ہوا کہ وہ دجال نہیں۔ بلکہ وہ ایک عامل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ الدخان کو پوشیدہ رکھ کر اس سے فرمایا کہ بتاؤ میں نے کیا چھپایا ہے۔ تو وہ کہنے لگا الدخ الدخ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلیل ہو تو اپنے درجے سے ہرگز آگے نہ بڑھ سکیگا۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ تو ایک کاہن و عامل ہی تو ہے۔ اور جس کاہن کا ساتھی شیطان ہوتا ہے اسے وہ بہت سی غیب کی خبریں جو کہ وہ چوری سے سنا کرتا ہے بتا دیتا ہے۔ اور شیاطین کا طریقہ ہے۔ کہ وہ سچ اور جھوٹ کو خلط ملط کر ڈالا کرتے ہیں چنانچہ بخاری کی روایت سے صحیح حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے بادلوں کے ساتھ ساتھ اترتے ہیں۔ اور آسمان میں جو فیصلہ کیا گیا ہو۔ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ (۶۶)

تو شیاطین چوری چھپے اسے سن لیتے ہیں۔ اور اسے کاہنوں تک پہنچا دیتے ہیں اور اس کے ساتھ سو جھوٹ اپنے پاس سے ملا دیتے ہیں۔ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ ناگاہ ایک ستارہ ٹوٹا اور چمک پیدا ہوئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم اس طرح کا واقعہ دیکھو تو اس کے متعلق زمانہ جاہلیت میں تم کیا کہا کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ یا تو کوئی بڑا آدمی مریگا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کسی کی زندگی یا کسی کی موت کے لئے نہیں ٹوٹتا۔ بلکہ جب ہمارا پروردگار تبارک وتعالٰے کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو عرش کے فرشتے تسبیحیں کہتے ہیں۔ پھر ساتھ والے آسمان کے فرشتے تسبیحیں کہتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ والے آسمان کے فرشتے حتی کہ تسبیح کا سلسلہ اس آسمان والوں تک پہنچتا ہے۔ پھر ساتویں آسمان والے فرشتے حاملین عرش سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے پروردگار نے کیا فرمایا۔ تو وہ انہیں بتاتے ہیں۔ علی ہذا القیاس ہر آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں حتی کہ خبر آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے۔ شیاطین اس بات کو چوری سے سن لیتے ہیں ان شیاطین کو کھدیڑنے کے لئے جب شہاب ٹوٹتا ہے تو وہ بھاگ کر اپنے دوستوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ ان کے پاس بات کو اگر بے کم و کاست بیان کریں تو

Marfat.com

ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس میں اضافہ کرتے ہیں۔ معمر کا بیان ہے کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی ستارے ٹوٹا کرتے تھے؟ کہا ہاں لیکن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ستارے شدت سے ٹوٹے۔ اسود عنسی مدعیٔ نبوت کا بعض شیاطین سے تعلق تھا جو اسے بعض غیب کی باتیں بتا دیا کرتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اس سے لڑائی کی تو وہ ڈرتے تھے کہ اس کے متعلق ہم جو بات کریں گے اسے شیاطین اس تک پہنچا دینگے آخر کار اس کی بیوی کو اس کا کفر معلوم ہوا اور اس نے ان کو اس کے خلاف مدد دی۔ اور انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھ بھی شیاطین تھے جو اسے غیب کی خبریں پہنچایا کرتے۔ اور بہت سے کاموں میں اس کی مدد کیا کرتے تھے۔ اس طرح کے لوگ بہت ہیں۔ حارث دمشقی کا خروج عبدالملک بن مروان کے زمانے میں بلاد شام میں ہوا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ شیاطین اس کے پاؤں کو بیڑیوں سے نکال دیا کرتے تھے۔ اور ہتھیاروں کو اس کے جسم میں نفوذ کرنے سے روک لیتے تھے سفید پتھروں پر ہاتھ پھیرتا تھا تو وہ تسبیحیں کہنے لگتے تھے۔ وہ لوگوں کو ہوا میں گھوڑوں پر سوار اور پیادہ چلتے دکھاتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ یہ فرشتے ہیں۔ حالانکہ وہ جنّ ہوتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اسے روک لیا۔ اور اسے قتل کرنے کے ارادے سے ایک شخص نے اُسے نیزہ مارا تو نیزہ نے اس کے جسم میں اثر نہ کیا۔ عبدالملک نے اس سے کہا کہ تو نے اللہ کا نام نہیں لیا۔ اس پر نیزہ مارنے والے نے اللہ کا نام لے کر اُسے مارا تو اسے ہلاک کر دیا۔

شیطان کو بھگانے والی آیت

اس طرح کے شیطانی حالات والے لوگوں کے پاس جب آیت الکرسی کی طرح کے کلمات جو شیاطین کو بھگا دیتے ہیں پڑھے جائیں تو شیاطین ان کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ صحیح بخاری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بروائت ابوہریرہؓ ثابت ہے۔ کہ جب انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ تو ہر رات شیطان اس میں سے کچھ چرا لیتا تھا۔ ابوہریرہ اسے پکڑ لیتے تھے۔ پھر وہ توبہ کرتا تو

Marfat.com

اسے چھوڑ دیتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پوچھتے تھے کہ تمہارے قیدی نے کل رات کیا کام کیا تھا۔ تو عرض کرتے کہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ پھر نہ آئیگا۔ فرمایا کہ اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے۔ وہ آئیگا۔ جب تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا تو چور نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایک ایسی بات سکھا دوں جو کہ تمہیں فائدہ دیگی۔ جب اپنے (۶۷)
بستر پر لیٹ جاؤ تو آیتہ الکرسی اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (الخ الآیہ) پڑھ لیا کرو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تمہاری حفاظت کرتی رہیگی۔ اور صبح تک تمہارے پاس کوئی شیطان نہ آسکیگا۔ جب ابو ہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ اس نے بات تو سچی کہی۔ لیکن ہے وہ بڑا جھوٹا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے۔ اس آیت کو جب کوئی شخص شیطانی حالات کے پاس پڑھے۔ اور صدق کے ساتھ پڑھے تو وہ باطل ہو جاتے ہیں۔ شیطانی احوال کی مثالیں حسب ذیل ہیں:-

شیطانی شعبدات

کوئی شخص بحال شیطانی آگ میں داخل ہو جائے۔ یا سیٹیاں اور تالیاں بجانے کی محفل میں حاضر ہو۔ شیطان اس پر نازل ہوں اور اس کی زبان سے ایسی باتیں کریں جن کا اسے علم نہیں بلکہ بعض اوقات انہیں سمجھ بھی نہیں سکتا۔ بعض اوقات کسی حاضر مجلس کے دل کی بات وانشگاف بیان کر دیتا ہے۔ کبھی وہ مختلف زبانوں میں باتیں کرتا ہے جس طرح کوئی جن مرگی والے آدمی کی زبان سے باتیں کرتا ہے اور جس انسان کو یہ حال حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ اس کو سمجھتا ہی نہیں وہ بمنزلہ اس مرگی والے آدمی کے ہے جسے شیطان نے اپنی چپیٹ سے مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ اور اس کے چھا جانے کے بعد اس کی زبان سے باتیں کرتا ہو۔ اس طرح کا آدمی جب اپنی حالت پر آتا ہے تو اسے اپنے کیے میں سے کسی چیز کا بھی شعور نہیں ہوتا۔ اسی طرح کبھی مرگی والے آدمی کو پیٹا جاتا ہے۔ اور اس مار پیٹ کا اس آدمی پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ افاقہ کے بعد بتا دیتا ہے کہ اسے کچھ محسوس نہیں ہوا [illegible]
اس طرح کے لوگوں میں سے بعض کے پاس شیطان ایسے ایسے کھانے میوے اور مٹھائیاں وغیرہ لاتا ہے

جو کہ اس مقام میں نہیں ہوتیں۔ بعض کو جن مکہ۔ بیت المقدس یا دوسرے مقامات میں اڑا کر لے جاتے ہیں۔ بعض کو جن عرفہ کی شام کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور اسی رات واپس لے آتا ہے۔ چنانچہ وہ کوئی شرعی حج ادا نہیں کرتا۔ اپنے معمولی کپڑوں میں جاتا ہے۔ میقات کے محاذ پر احرام نہیں باندھتا۔ لبیک نہیں کہتا۔ مزدلفہ میں نہیں ٹھہرتا۔ بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا۔ صفا و مروہ کے درمیان نہیں دوڑتا۔ کنکریاں نہیں پھینکتا۔ بلکہ عرفہ میں اپنے معمولی لباس میں وقوف کرنے کے بعد اسی رات واپس لوٹ آتا ہے۔ یہ وہ مشروع حج نہیں ہے جس کے متعلق تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ بلکہ وہ جمعہ میں آتا ہے تو وضو کے بغیر نماز ادا کر دیتا ہے۔ یا قبلہ کے سوا کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتا ہے۔ ان لوگوں میں سے کسی نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے حاجیوں کے نام لکھ رہے ہیں۔ اس نے کہا میرا نام کیوں نہیں لکھتے ہو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ تم حاجیوں میں سے نہیں ہو۔ یعنی تم نے شرعی حج نہیں کیا۔

کرامات اولیاء اور احوال شیطانی میں فرق

اولیاء کی کرامات اور ان احوال شیطانی میں جو کہ کرامات اولیاء سے مشابہ ہوتے ہیں۔ چند امور کا فرق ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اولیاء کی کرامات کا سبب ایمان و تقویٰ ہوتا ہے۔ اور احوال شیطانی کا سبب وہ چیزیں ہیں۔ جن سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

(پ ۸ ع ۱۱)

اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ میرے پروردگار نے صرف بے حیائی کے کاموں کو منع فرمایا ہے۔ وہ بے حیائی کے کام ظاہر ہوں تو اور پوشیدہ ہوں تو۔ اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی کرنے کو اور اس بات کو کہ تم کسی کو خدا کا شریک قرار دو۔ جس کی اس نے کوئی سند نہیں اتاری اور یہ کہ بغیر سوچے سمجھے لگو خدا پر بہتان باندھنے۔

Marfat.com

سو بغیر علم کے اللہ تعالےٰ کی شان میں کچھ کہہ دینا۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ظلم کرنا اور بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب کرنا اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا ہے اور اس طرح کے افعال اس کا سبب نہیں بنتے۔ کہ ان کے مرتکب کو اللہ تعالےٰ کرامتوں سے سرفراز کرے۔ اس لئے جب امور خارقہ نماز۔ ذکر اور قرآن خوانی سے نہیں بلکہ ان چیزوں سے حاصل ہوں جنہیں شیطان پسند کرتا ہے۔ اور ان امور سے حاصل ہوں جن میں شرک ہو۔ مثلاً مخلوق سے فریاد رسی کا طالب ہونا۔ یا وہ ایسے امور ہوں جن کے ذریعہ لوگوں پر ظلم کرنے اور بے حیائی کے کام کرنے کی اعانت ہوتی ہو تو یہ احوال شیطانیہ میں سے ہیں نہ کہ کرامات رحمانیہ میں سے۔ ان لوگوں میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو سیٹیاں اور تالیاں بجانے کی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں اور اس وقت ان پر شیاطین اترتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ انہیں ہوا میں اٹھا لیتے اور اسے اس گھر سے نکال لے جاتے ہیں۔ اگر اولیاء اللہ میں سے کوئی آدمی وہاں مل جائے تو وہ اس طرح کے شیطانوں کو بھگا دیتا ہے اور جن شخصوں کو وہ اٹھا کر لے جا رہے ہوتے ہیں وہ گر پڑتے ہیں۔ چنانچہ کئی اشخاص کے ساتھ اس طرح کا ماجرا ہو چکا ہے۔ بعض مخلوق سے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ حاجتیں مانگتے ہیں۔ اور اس کی بھی کوئی قید نہیں کہ زندہ ہو تو مسلم ہو یا نصرانی یا مشرک تو جس سے (۶۸)
حاجت مانگی جاتی ہے۔ شیطان اس کی صورت بنا کر حاجت مانگنے والے کی کوئی حاجت پوری کر دیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس سے حاجت مانگی گئی ہے۔ یا وہ فرشتہ ہے جو کہ اس کی صورت بنا کر سامنے آ گیا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو کہ اس کو اس لئے گمراہ کرتا ہے کہ اس نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے جس طرح شیاطین بتوں میں داخل ہو کر مشرکین کے ساتھ باتیں کرتے ہیں۔ بعض کے پاس شیطان خاص صورت میں ظاہر ہو کر کہتا ہے کہ میں خضر ہوں۔ بسا اوقات اُسے بعض باتیں بتاتا ہے۔ اور اس کے بعض مطالب میں اسکی مدد کرتا ہے۔ چنانچہ اس طرح کا ماجرا کئی مسلمانوں یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔ ارض مشرق و مغرب کے بہت سے کفار کے ساتھ ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ ان کا کوئی آدمی

Marfat.com

مر جاتا ہے۔ اور اس کے مرنے کے بعد شیطان اس کی صورت بنا کر آتا ہے۔ اور وہ یہ عقیدہ کرنے لگتے ہیں کہ وہی میت ہے۔ چنانچہ وہ قرضے ادا کرتا ہے۔ امانتیں واپس کرتا ہے۔ اور وہ تمام کام کرتا ہے جو کہ اس میت کے متعلق ہوتے ہیں۔ اس کی بیوی کے پاس جاتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے۔ حالانکہ بسا اوقات وہ کفار ہند کی طرح میت کو آگ سے جلا چکے ہوتے ہیں۔ ان کا گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ ہو گیا ہے۔

مصر میں ایک شیخ نے اپنے نوکر کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو کسی کو اجازت نہ دینا کہ مجھے نہلائے میں خود آؤنگا اور اپنے آپ کو نہلاؤنگا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے نوکر کو ایک شخص اس کی صورت کا نظر آیا۔ اسے خیال ہؤا کہ وہی ہے چنانچہ وہ اندر آیا۔ اور اپنے آپ کو نہلایا۔ جب یہ اندر آنے والا غسل کر چکا یا میت کو غسل دے چکا تو غائب ہو گیا۔ یہ حقیقت میں شیطان تھا جس نے میت کو گمراہ کیا تھا کہ تم مرنے کے بعد آؤ گے۔ اور اپنے آپ کو غسل دو گے۔ سو جب وہ مر گیا تو اس کی صورت بنا کر آیا۔ تاکہ جس طرح اس نے مرنے والے کو گمراہ کیا تھا۔ اس طرح اب زندوں کو بھی گمراہ کرے۔ کسی آدمی کو ہوا میں تخت نظر آتا ہے جس پر روشنی ہوتی ہے۔ اور اسے کسی کہنے والے کی یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ اگر کوئی معرفت والا ہو تو سمجھ جاتا ہے کہ وہ شیطان ہے اور وہ اسے ڈانٹتا اور اس سے وہ خدا کے پاس پناہ لیتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔

کسی آدمی کو بیداری ہی کی حالت میں چند اشخاص نظر آتے ہیں جن میں سے ایک نبی یا صدیق یا شیخ صالح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور یہ واقعہ کئی آدمیوں کے ساتھ ہؤا ہے۔ کسی شخص کو خواب میں دکھائی دیتا ہے کہ صدیق رض یا ان کے سوا کسی بڑے آدمی نے اس کے بال کاٹے۔ یا مونڈ ڈالے یا اسے کلاہ یا کپڑا پہنایا ہے۔ صبح ہوتی ہے تو اس کے سر پر کلاہ رکھا ہوتا ہے۔ اور اس کے بال مونڈے ہوئے یا کترے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جن بالوں کو مونڈ ڈالتا یا کتر دیتا ہے۔ یہ سب احوال شیطانی ہیں۔ اور اسے حاصل ہوتے ہیں جو کتاب وسنت کا باغی ہو جائے۔ ایسے لوگوں کے کئی درجے ہیں۔ جن جنوں کا ان کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ وہ بھی انہی کی جنس سے اور

Marfat.com

انہی کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ جنوں میں کافر۔ فاسق اور گناہگار بھی ہوتے ہیں۔ اگر انسان کافر یا فاسق یا جاہل ہو۔ تو اس کے ساتھ کفر۔ فسق اور گمراہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جب وہ ان کے مرغوب خاطر کفریات میں ان کی موافقت کرتا ہے۔ مثلاً جنوں میں سے جن افراد کی وہ تعظیم کرتے ہیں ان کی قسمیں دیتا ہے۔ سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور آیتہ الکرسی وغیرہ کو الٹ پلٹ کرتا اور ان کو نجاست کے ساتھ لکھتا ہے تو وہ اس کے لئے پانی کو گہرائی میں اتار دیتے ہیں اور اسے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔
(۶۹) اس لئے کہ ان کو اس طرح کی کفریات سے وہ خوش کر دیتا ہے۔ کبھی وہ اس کی خواہش کی چیزوں یعنی عورت یا لڑکے کو ہوا میں اڑا کر یا بطور مدفوع و پناہ گزین کے اس کے پاس لے آتے ہیں۔ اس طرح کی اور بہت سی باتیں ہیں جنکو بیان کرنا موجب طوالت ہے۔ اور ان چیزوں پر ایمان لانا ایسا ہی ہے۔ جیسا جبت و طاغوت کے ساتھ ایمان لانا ہے۔ جبت سے مراد جادو اور طاغوت سے مراد شیطان اور بت ہیں۔ اگر مرد اللہ اور رسول کا ظاہر و باطن سے فرمانبردار ہو۔ وہ ان کو ایسی باتوں میں اپنے ساتھ مداخلت کرنے کا موقع نہیں دیتا۔ اور نہ ان سے صلح و رواداری کا علاقہ رکھتا ہے چونکہ اہل اسلام کی مشروع عبادت مسجدوں میں ہوتی ہے جو کہ اللہ کے گھر ہیں۔ اس لئے مسجدوں کے آباد کرنے والے احوال شیطانیہ سے بعید تر ہوتے ہیں۔ اہل شرک و بدعت قبروں اور مردوں سے مزارات کی تعظیم کرتے ہیں۔ میت سے دعا مانگتے ہیں۔ یا دعا میں اس کو وسیلہ بناتے ہیں۔ یا یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دعا ان کے پاس اگر کی جائے تو مستجاب ہوتی ہے۔ اس لئے وہ احوال شیطانیہ کے قریب تر ہوتے ہیں۔ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ	اللہ تعالٰے نے یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجی کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ کی جگہیں بنا لیا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے پانچ راتیں پہلے فرمایا۔ صحبت اور سخاوت کے لحاظ سے مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر

رضی اللہ عنہ ہیں۔ اگر میں اہل زمین ہی سے کسی کو خلیل بنانا تو ضرور ابو بکر ہی کو خلیل بناتا لیکن تمہارا صاحب اللہ کا خلیل ہے۔ مسجد میں جو دروازہ بھی ہو بند کر دیا جائے۔ مگر ابو بکر کا دروازہ کھلا رہے۔ تم سے پہلے لوگ قبروں کو مسجدیں بنا لیتے تھے۔ خبردار تم قبروں کو سجدہ گاہیں نہ بنانا۔ میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔ صحیحین میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے اور ان کی خدمت میں یہ اطلاع عرض کی گئی کہ ملک حبشہ میں ایک گرجا بلا کا خوبصورت ہے۔ اور اس میں تصویریں ہیں۔ حضور نے فرمایا ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مر جاتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے۔ اور اس میں تصویریں بنا دیتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں برے لوگ ہونگے۔ مسند اور صحیح میں ابو حاتم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا وہ لوگ برے لوگوں میں سے ہونگے۔ جو زندہ ہونگے۔ اور قیامت آجائیگی۔ اور جو قبروں کو مسجدیں بنائینگے۔ صحیح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے کہ آپ نے فرمایا قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان پر نمازیں پڑھو مؤطا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے کہ حضور نے دعا کی :-

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسَاجِدَ۔	اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا ہو۔ ان لوگوں پر اللہ کا سخت غضب نازل ہوتا ہے جو اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیتے ہیں۔

سنن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ میری قبر پر میلے نہ رچانا۔ جہاں کہیں تم ہو مجھ پر درود بھیجتے رہنا۔ تمہارا درود مجھے ضرور پہنچے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالےٰ روح کو میری طرف لوٹاتا ہے۔ میں اس شخص کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے میری قبر پر فرشتے تعینات کر دئے ہیں جو کہ میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچایا کرینگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو مجھ پر کثرت کے ساتھ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش کیا جائیگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا درود آپ کے

Marfat.com

سامنے کس طرح پیش ہوگا۔ جبکہ آپ کا جسم مبارک چُور چُور ہو جائیگا۔ فرمایا اللہ تعالےٰ نے زمین پر انبیاء کا گوشت کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب مجید میں مشرکین قوم نوح کے متعلق فرمایا:۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۰)

اور کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اور نہ ودکو چھوڑنا۔ اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔

ابن عباس اور دیگر سلف صالحین کا بیان ہے کہ یہ لوگ قوم نوح کے نیک مرد تھے
جب وہ مرگئے تو لوگوں نے انکی قبروں پر دھرنا دے کر بیٹھنا شروع کیا۔ ان کی مورتیاں (۷۰)
بناکر پوجنے لگے۔ اور یہ تھا آغاز بتوں کی پرستش کا۔ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کا دروازہ بند کرنے ہی کے لئے تو قبروں کو مسجدیں بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اسی طرح سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز کی ممانعت فرمائی۔ کیونکہ اس وقت مشرکین سورج کو پوجا کرتے تھے۔ طلوع وغروب کے وقت شیطان سورج کا ساتھی ہوتا ہے۔ از بسکہ ایسے وقت میں نماز پڑھنے سے مشرکین کی پوجا سے مشابہت لازم آتی تھی۔ اس لئے اس کا سدباب فرما دیا۔ شیطان سے تو جہاں تک بن پڑتا ہے بنی آدم کو گمراہ کرتا ہے۔ سو جو شخص سورج۔ چاند ستاروں کی پوجا کرتا اور ان سے دعائیں مانگتا ہے۔ جیسا کہ کواکب پرستوں کا شیوہ ہے۔ تو اس پر شیطان نازل ہوکر اس سے مخاطب ہوتا ہے۔ اور بعض امور کے متعلق اسے اطلاعیں دیتا ہے۔ اس کا نام رکھتے ہیں "روحانیت کواکب" حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ شیطان اگرچہ انسان کے بعض مقاصد میں اس کی مدد کرتا ہے۔ لیکن اس نفع سے کئی گنا زیادہ اسے نقصان پہنچاتا ہے۔ خدا کسی کی توبہ قبول فرمالے تو اور بات ہے۔ ورنہ جس نے شیطان کی بات مان لی۔ اس کا انجام برا ہے۔ اسی طرح بت پرستوں کے ساتھ بھی شیاطین گاہے گاہے باتیں کرتے ہیں۔ اور اس سے بھی باتیں کرتے ہیں جو میت یا غائب سے حاجتیں ملنگے۔ یہی حالت اس شخص کی ہے جو میت سے دعا مانگے یا اس کے وسیلے سے دعا مانگے۔ یا یہ خیال کرے کہ اسکی قبر کے

Marfat.com

پاس دعا کرنا گھروں اور مسجدوں میں دعا کرنے کی بہ نسبت افضل ہے۔ اس قسم کے لوگ ایک حدیث بھی روایت کرتے ہیں جس کے جھوٹ ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے وہ حدیث یہ ہے:۔

اِذَا اَعْیَتْکُمُ الْاُمُوْرُ فَعَلَیْکُمْ بِاَصْحَابِ الْقُبُوْرِ۔ — جب مشکلات تمہیں عاجز کر دیں۔ تو قبروں والوں کے پاس جاؤ۔

یقیناً یہ حدیث شرک کا دروازہ کھولنے کے لئے وضع کی گئی ہے۔ ان کی طرح کے اہل بدعت و شرک یعنی بت پرستوں۔ نصرانیوں اور گمراہ مسلمانوں پر مزارات کے پاس حالات طاری ہوتے ہیں جنہیں وہ کرامات خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ شیاطین کی کرتوت ہوتے ہیں۔ مثلاً پاجامہ قبر کے پاس رکھیں تو اس میں گرہ پڑ جاتی ہے۔ مرگی والے آدمی کو اس کے پاس رکھا جائے۔ تو ان کو دکھائی دیتا ہے کہ اس کا شیطان اس سے جدا ہو گیا ہے۔ یہ کام شیطان اُن کو گمراہ کرنے کے لئے کرتا ہے۔ جب وہاں آیۃ الکرسی صدق دل کے ساتھ پڑھی جائے تو یہ عمل باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ توحید شیطان کو بھگا دیتی ہے۔ اسی لئے ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی ہوا میں اٹھایا گیا اور اس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تو وہ نیچے گر پڑا۔ بعض آدمی دیکھتے ہیں کہ قبر پھٹ گئی۔ اور اس سے انسان نکلا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ مُردہ نکلا ہے۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔ یہ ایک وسیع بحث ہے اس مقام پر اسکی گنجائش نہیں۔ چونکہ غاروں اور جنگلوں میں قطع تعلقات کر کے رہنا ان بدعات میں سے ہے جنہیں خدا و رسول نے جائز قرار نہیں دیا۔ تو بہت سی شیاطین نے غاروں اور پہاڑوں میں اڈے جما دئے۔ مثلاً مغارہ دم جو کہ کوہ قاسیون میں ہے۔ کوہ لبنان جو کہ ساحل شام کے پاس ہے۔ کوہ فتح باسورن جو کہ مصر میں ہے۔ روم و خراسان کے پہاڑ۔ جزیرہ کے پہاڑ۔ کوہ لکام۔ کوہ اخیش۔ کوہ سولان جو کہ اردبیل کے پاس ہے۔ کوہ شہنک جو کہ تبریز کے پاس ہے۔ کوہ ماشکو جو کہ اقشوان کے پاس ہے۔ کوہ نہاوندا ور دیگر پہاڑوں کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان میں صالح آدمی رہتے ہیں۔ ان آدمیوں کو وہ رجال غیب کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔ حالانکہ وہاں جن

مرد ہوتے ہیں۔ اور جس طرح انسانوں میں مرد ہوتے ہیں۔ اسی طرح جنوں میں بھی مرد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے:۔

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا (جن)	اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض (۷۱) لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔

ان میں سے بعض آدمی بالوں والے آدمیوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جنکی جلد بکری کی جلد سے مشابہ ہوتی ہے۔ جو شخص ان کو نہیں پہچانتا وہ سمجھتا ہے کہ وہ آدمی ہیں حالانکہ وہ جن ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ متذکرہ بالا پہاڑوں میں سے ہر ایک پہاڑ میں چالیس ابدال ہیں۔ اور جن لوگوں کو وہ ابدال سمجھتے ہیں وہ ان پہاڑوں میں رہنے والے جن ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کئی طریقوں سے معلوم ہے۔ اس باب پر تفصیل کے ساتھ بحث کرنے اور جو کچھ ہمیں معلوم ہے اسے کہہ سنانے کی گنجائش اس مقام میں نہیں ہے۔ ہم نے اس کے متعلق جو دیکھا اور سنا ہے۔ اسکا اس مختصر رسالے میں بیان کرنا۔ باعث طوالت ہے۔ یہ رسالہ صرف ان آدمیوں کے لئے لکھا گیا جنہوں نے ہم سے مطالبہ کیا تھا کہ ہم اولیاء اللہ کا تذکرہ کریں۔ اور وہ سب کچھ اُس کے ضمن میں معلوم نہیں ہو سکتا۔ خوارق عادات کے متعلق تین طرح کے عقائد رائج ہیں۔ ایک قسم ان لوگوں کی ہے جو انبیاء کے بغیر کسی میں خوارق عادات کا وجود مانتے ہی نہیں۔ بسا اوقات وہ ان امور کی اجمالاً تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن جب ان کے سامنے ذکر کیا جائے کہ خوارق عادات بہت سے لوگوں سے صادر ہوا کرتے ہیں تو وہ اس امر کی تکذیب کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کی رائے میں اولیاء سے خوارق کا صدور نہیں ہوتا۔ بعض لوگ ایسے ہیں جن کا یہ خیال ہے کہ جن لوگوں سے کسی خرق عادت کا ظہور ہو جائے وہ اولیاء اللہ ہیں۔ اور یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ مشرکین اور اہل کتاب کو مسلمان کے خلاف لڑائی کرنے کے وقت غیبی مخلوق کی اعانت حاصل ہوا کرتی ہے۔

Marfat.com

اوران کا عقیدہ ہے کہ وہ معاونین اولیاء اللہ میں سے ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس پہلا گروہ اس امر کا قائل ہے کہ مشرکین واہل کتاب کے ساتھ کوئی ایسا گروہ ہو ہی نہیں سکتا جس سے خرق عادت کا ظہور ہو۔ صحیح بات یہ تیسری ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ انہی کی جنس سے معاونین ہوتے ہیں۔ نہ کہ اللہ عزوجل کے اولیاء۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ۔ (پ ۶ ع۱۲)	اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ ایک ان کا دوسرے کا دوست ہے۔ اور جو شخص تم میں سے ان کا دوست بنے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔

جو عابد وزاہد اللہ تعالےٰ کے متقی اور کتاب وسنت کی پیروی کرنے والے دوستوں میں سے نہ ہوں۔ اُن کے ساتھی شیاطین ہوتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں سے ان کے مناسب حال خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے خوارق ایک دوسرے کے متعارض ہوتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کے اولیاء میں سے کوئی آدمی مل سکے تو وہ ان کے خوارق کو باطل کرسکتا ہے۔ ان لوگوں میں دانستہ یا نادانستہ اس قدر جھوٹ کا موجود ہونا ضروری اور اس درجہ کا گناہ لازمی ہے جو کہ ان کے ساتھی شیاطین کے مناسب حال ہو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ اس کے ذریعے سے اپنے متقی اولیاء اور ان اولیاء شیطان کے درمیان جو کہ ان سے ظاہر تشابہ رکھتے ہیں۔ فرق ظاہر کردے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ الشَّیٰطِیْنُ تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ۔ (پ ۱۹ ع۱۵)	کیا میں تم کو خبردوں کہ کن لوگوں پر شیطان اترتے ہیں وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترتے ہیں۔

اَفَّاک کے معنی کذاب اور اَثِیْم کے معنی فاجر کے ہیں۔

قوالی

جن امور سے احوال شیطانیہ کو سب سے بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ ان میں سے

Marfat.com

گانا اور لہو و لعب کی باتوں کا سننا ہے۔ اور یہ مشرکین کی رسم سماع ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّتَصْدِيَةً۔ (پ ۹ ع ۱۸)	بیت اللہ کے پاس سیٹیاں بجانے اور تالیاں بجانے کے سوا اور ان کی نماز ہی کیا ہے۔

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم اور دیگر سلف صالحین کا قول ہے کہ تصدیہ سے مراد ہاتھ سے تالیاں بجانا۔ اور مُکاء صفیر (ایک قسم کی آواز) کی مانند ہی۔ مشرکین اسے عبادت سمجھتے ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کی عبادت وہ ہے جن کا حکم اللہ تعالےٰ نے دیا ہے۔ یعنی نماز۔ قراءت۔ ذکر وغیرہ اور شرعی مجالس۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے گانے کی مجلس میں کبھی شرکت نہیں کی۔ نہ ہاتھوں سے تالیاں (۷۲) بجائیں۔ نہ دف استعمال کئے۔ نہ ان کو وجد آئے۔ اور نہ حضور کی چادر گری۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے آگاہی رکھنے والوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب جمع ہوتے تھے تو ایک کو قرآن پڑھنے پر مامور فرمایا کرتے تھے۔ اور باقی سنا کرتے تھے۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ابو موسےٰ اشعری سے فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں ہمارا پروردگار یاد دلاؤ۔ اس پر ابو موسےٰ قرآن پڑھتے اور وہ سنتے تھے۔ ایک مرتبہ ابو موسےٰ اشعری قرآن پڑھ رہے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے پاس سے گذر ہوُا۔ فرمایا کل رات میں تمہارے پاس سے گذرا۔ اور تم قرآن پڑھ رہے تھے۔ میں تمہاری قراءت سنتا رہا۔ ابو موسےٰ نے عرض کیا اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں تو میں آپ کو سنانے کے لئے بہت اچھا کرکے پڑھتا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

زَيِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ۔	اپنی آوازوں سے قرآن کو زینت دو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اچھی آواز والے مرد کی قراءت کو اسقدر خوش ہوکر سنتا ہے کہ صاحب کنیزک اپنی خوش الحان کنیزک کے گانے سے اس درجہ مسرت اندوز نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعودؓ سے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ کو پڑھ کر سناؤں۔ حالانکہ آپ

ہی پر قرآن نازل ہوا ہے - فرمایا میں دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں - ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء پڑھکر سنائی - جب وہ اس آیت تک پہنچے :-

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا - (پ ۵ ع ۳)	بھلا تو اس دن ان لوگوں کا کیا حال ہو نا ہی - جب سب لوگ جمع ہوں - اور ہم ہر امت کے گواہ یعنی رسول کو طلب کریں - جو انکی نسبت گواہی دے - اور اے پیغمبر ہم تم کو بھی طلب کریں کہ اپنی امت کے لوگوں کی نسبت گواہی دو -

تو آپنے فرمایا "بس" - اور اس وقت آپکی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے -

اس طرح کا سماع نبیوں اور ان کے پیرؤں کا سماع ہے - جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے :-

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا - (پ ۱۶ ع ۷)	یہ انبیا لوگ جن پر اللہ تعالےٰ نے فضل کیا آدم کی نسل ہیں اور منجملہ انکے جنکو ہم نے طوفان کے وقت کشتی میں نوحؑ کے ساتھ سوار کر لیا تھا - اور ابراہیم اور یعقوب کی نسل میں اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے راہ راست دکھائی اور منتخب فرمایا - جب رحمٰن کی آیتیں پڑھ کر ان کو سنائی جاتی تھیں - تو سجدے میں گر پڑتے تھے اور روتے جاتے تھے -

اہل معرفت کے متعلق فرمایا :-

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ - (پ ۷ ع ۱)	جب وہ آیتیں جو کہ رسول پر نازل کی گئی ہیں - سنتے ہیں - تو حق کو پہچاننے کی وجہ سے تم ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے دیکھتے ہو -

از بسکہ اس طرح کے سماع والے لوگوں کا ایمان بڑھتا ہے - جسم کانپ اٹھتے ہیں اور آنسو پھوٹ نکلتے ہیں - اسلئے اللہ تعالےٰ نے ان کی مدح فرمائی ہے - فرمایا :-

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا	اللہ نے بہت ہی اچھی کتاب اتاری جسکی باتیں ایک

Marfat.com

مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ۔ (پ ۲۳ ع ۱۷)

دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ اور بار بار دہرائی گئی ہیں۔ جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اس کے سننے سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ پھر ان کے جسم اور دل نرم ہو کر یاد الٰہی کیطرف راغب ہوجاتے ہیں۔

اور فرمایا:۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ۔ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔ (پ ۹ ع ۱۵)

سچے مسلمان تو بس وہی ہیں کہ جب خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور جب آیات الٰہی ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔ تو وہ ان کے ایمان کو اور بھی زیادہ کر دیتی ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور ہم نے جو ان کو روزی دی ہے۔ اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ یہی ہیں سچے ایماندار۔ ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں درجے ہیں۔ اور معافی ہے۔ اور عزت کی روزی ہے۔

اہل بدعت کا سماع کف اور دف اور سارنگی کا سماع ہے۔ صحابہ تابعین اور ائمہ کرام میں سے کسی نے اس طرح کے سماع کو اللہ تبارک و تعالےٰ تک پہنچنے کا طریق قرار نہیں دیا۔ وہ اسے قرب الی اللہ اور عبادت میں نہیں۔ بلکہ بدعت مذمومہ میں شمار کرتے ہیں۔ شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بغداد میں میں زندیقوں کی ایجاد کردہ ایک شے چھوڑ آیا ہوں۔ جسے وہ تغبیر کہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ وہ لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں (۷)
اللہ تعالےٰ کے اولیاء عارفین اسے پہچانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ اس بدعت میں شیطان کا بڑا حصہ ہے۔ اس لئے اس میں حصہ لینے والوں میں سے اچھے اچھے لوگ تائب ہوگئے۔ اور جو لوگ معرفت سے بے بہرہ اور اللہ تعالےٰ کی ولایت کاملہ سے محروم تھے۔ ان میں شیطان کو بہت زیادہ دخل تھا۔ یہ بدعت بمنزلہ شراب کے ہے۔ اور

دلوں پر اس کی تاثیر شراب کی بہ نسبت زیادہ گہری ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب اس کا اثر قوی ہو تو اس بدعت والے بدمست ہو جاتے ہیں۔ان پر شیاطین اترتے ہیں۔اور ان میں سے بعض کی زبانوں سے بات چیت کرتے ہیں۔بعض کو ہوا میں اٹھا لیتے ہیں۔کبھی کبھی ان میں باہم عداوت ہو جاتی ہے۔جس طرح شراب پینے والے آپس میں بر سر کین ہو جاتے ہیں۔ان میں سے جس کے شیاطین دوسرے کے شیاطین سے قوی تر ہوتے ہیں۔وہ اسے قتل کر ڈالتے ہیں۔جہال خیال کرتے ہیں کہ یہ اللہ کے متقی اولیاء کی کرامات ہیں۔حالانکہ جس کے یہ کرتوت ہوں وہ اللہ سے دور جا پڑتا ہے۔اور یہ شیطانی احوال ہیں۔کیونکہ مسلم کا قتل بجز اس موقع کے جہاں خدا نے حلال کیا ہو قطعاً حرام ہے۔کیا یہ ہو سکتا ہے کہ بے گناہوں کو قتل کر ڈالنا ان کرامات میں شمار ہو جن سے اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء کو سرفراز فرماتا ہے؟ - غایت درجہ کی کرامت یہ ہے کہ دین میں استقامت حاصل ہو۔اللہ تعالےٰ کی وہ سب سے بڑی کرامت جس سے وہ اپنے کسی بندے کو سرفراز فرماتا ہے یہ ہے کہ اسے ان کاموں کے کرنے میں مدد دے جنہیں اللہ تعالےٰ پسند کرتا ہے۔جو اسکی رضا کا باعث ہوں۔جن کی وجہ سے بندہ کو اپنے مالک جل شانہٗ کا قرب زیادہ حاصل ہو۔اور اس کے درجے بلند ہوں۔

بعض خوارق جنس علم میں سے ہیں۔مثلاً مکاشفات۔بعض جنس قدرت اور ملک میں سے ہیں۔مثلاً وہ تصرفات جو خارق عادت ہوں۔اور بعض جنس غنیٰ میں سے ہیں۔جسکی مثال وہ علم وہ اقتدار۔وہ مال وغنیٰ اور وہ تمام چیزیں ہیں جو کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو دیتا ہے۔اگر کوئی شخص ان خوارق کے ذریعہ ان چیزوں کے حصول کے لئے مدد مانگے۔جو اللہ تعالےٰ کی رضا و محبت اس کے قرب اور علو مراتب کا باعث ہیں۔اور جن کا حکم اللہ اور اُس کے رسول نے دیا ہے۔تو اس سے اللہ اور اس کے رسول کے ہاں اِسکا قرب اور رفعت زیادہ ہو جاتی اور اس کا درجہ بلند ہو جاتا ہے۔اور اگر وہ ان خوارق کے ذریعہ ان چیزوں کے حصول کا طالب ہو۔جن سے خدا اور رسول نے منع کیا ہے۔مثلاً شرک، ظلم، اور بے حیائی کے کام تو وہ اس سے مذمت اور عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

اور اگر اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے اور گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیوں کے ذریعہ اس کی تلافی نہ فرمائے تو وہ گنہگاروں کی فہرست میں داخل ہوجاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اہل خوارق کو مختلف طریق سے عذاب دیا جاتا ہے۔ کبھی خوارق سلب کرلئے جاتے ہیں۔ جس طرح بادشاہ بادشاہی سے معزول کردیا جاتا ہے۔ اور عالم سے علم چھین لیا جاتا ہے۔ کبھی اس سے نوافل سلب کرلئے جاتے ہیں اور وہ ولائت خاصہ سے تنزل کرکے ولایت عامہ کے درجے میں چلا جاتا ہے۔ کبھی وہ فاسقوں کے درجے تک گرجاتا ہے۔ کبھی اسلام سے مرتد ہوجاتا ہے۔ اور یہ سلوک اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے جس کے خوارق شیطانی ہوں۔ ان میں سے بہت سے لوگ اسلام سے مرتد ہوجاتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جنہیں معلوم نہیں ہوتا کہ یہ خوارق شیطانی ہیں۔ بلکہ وہ انہیں اولیاء اللہ کی کرامات خیال کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا تو یہاں تک بھی خیال ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو خرق عادت عطا کرتا ہے تو اس کے متعلق اس سے محاسبہ نہیں فرماتا۔ اسی نوع کا ایک اور عقیدہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بادشاہی 'مال' اور تصرف عطا فرماتا ہے۔ تو اس کے متعلق اس سے حساب نہیں لیتا۔ بعض لوگ خوارق کے ذریعہ مباح امور کے حصول میں مدد مانگتے ہیں۔ جن کا نہ تو حکم ہوا اور نہ ممانعت۔ یہ ولایت عامہ کا درجہ ہے۔ اور یہ میانہ رَو نیک لوگ ہوتے ہیں۔ رہے سابقین ومقربین سو وہ ان لوگوں سے بلند تر ہوتے ہیں۔ جس طرح بندہ رسول (عبد و رسول) بادشاہ نبی (ملک و نبی) سے بلند تر ہوتا ہے۔ جب خوارق صادر ہوں تو بسا اوقات مرد کا درجہ کم ہوجاتا ہے۔ بہت سی صلحاء خوارق سے توبہ کرتے ہیں۔ اور جسطرح زنا اور چوری وغیرہ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اسی طرح صدور خوارق پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ بعض کو خوارق حاصل ہوتے ہیں اور وہ ان کے زائل ہونے کی دعا مانگتے ہیں۔ اور ہر صالح آدمی اپنے مرید سالک کو یہی حکم دیتا ہے کہ خوارق ظاہر ہونے لگیں تو وہیں کھڑا نہ ہوجائے۔ اور نہ ان کو اپنا مشغلہ اور نصب العین بنائے۔ اور یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود کہ وہ کرامات ہیں ان پر فریفتہ نہ ہوجائے۔ جب حقیقی کرامات کے متعلق صلحاء کا یہ رویہ ہے۔ تو جو خوارق شیطانی ہوں اور

جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اِن کا کیا حال ہونا چاہیئے ۔ مجھے ایسے آدمی بھی معلوم ہیں جنہیں نباتات گفتگو کے ذریعہ یہ بتا دیتی ہیں کہ ان میں کیا کیا فائدے مضمر ہیں ۔ اور حقیقت میں گفتگو شیطان کرتا ہے جو نباتات میں داخل ہو جاتا ہے ۔ مجھے ایسے آدمی بھی معلوم ہیں ۔ جن سے پتھر اور درخت باتیں کرتے ہیں ۔ اور ان سے کہتے ہیں اے اللہ کے ولی تمہیں مبارک ہو ۔ پھر وہ آیۃ الکرسی پڑھتے ہیں تو یہ حال دور ہو جاتا ہے ۔ میں ایسے آدمی کو بھی پہچانتا ہوں جو پرندے کا شکار کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو چڑیاں اور دیگر پرندے اس سے کہتے ہیں مجھے پکڑ لیجیئے ۔ تاکہ مجھے فقراء کھائیں ۔ دراصل ان میں شیطان داخل ہوتا ہے ۔ جس طرح کہ وہ انسانوں میں داخل ہوتا ہے ۔ اور ان کے بھیس میں اُن سی باتیں کرتا ہے ۔ بعض آدمی گھر میں بیٹھے ہوتے ہیں ۔ دروازہ بند ہوتا ہے ۔ کھل نہیں سکتا اور وہ اپنے آپ کو گھر سے باہر دیکھ لیتے ہیں ۔ اور کبھی وہ گھر سے باہر ہوتے ہیں ۔ دروازہ کھلا نہیں ہوتا اور وہ اپنے آپ کو گھر کے اندر دیکھتے ہیں ۔ اسی طرح کبھی وہ اپنے آپ کو شہر کے دروازہ سے باہر دیکھتا ہے ۔ حالانکہ وہ اندر ہوتا ہے ۔ اور کبھی وہ شہر کے اندر دیکھتا ہے ۔ حالانکہ وہ ابواب شہر سے باہر ہوتا ہے ۔ جنّ کبھی اس کو اندر اور کبھی باہر لے جاتے ہیں ۔ اس کی وجہ سرعت عمل ہوتی ہے یا نظر بندی ۔ وہ جو چیز مانگے اسے حاضر کرتے ہیں ۔ یہ سب شیاطین کا کام ہے ۔ جو کہ اپنے دوست کی صورت تبدیل کر کے سامنے آتے ہیں ۔ جب وہ بار بار آیت کرسی پڑھے تو یہ سب ڈھونگ ختم ہو جاتا ہے ۔

مجھے وہ شخص بھی معلوم ہے جس سے کوئی شخص آ کر مخاطب ہوتا ہے کہ میں خدا کا مامور فرشتہ ہوں اور تم وہی مہدی ہو ۔ جسکی بشارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے ۔ اس کے لئے خوارق ظاہر ہوتے ہیں ۔ مثلاً اس کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ٹڈی یا دیگر ہوائی پرندے دائیں طرف جائیں ۔ تو وہ دائیں طرف اڑنے لگتے ہیں ۔ اور اگر وہ ارادہ کرے کہ وہ بائیں طرف جائیں تو وہ بائیں طرف کو جاتے نظر آتے ہیں ۔ جب اُس کے دل میں کسی چارپائے کے متعلق یہ خیال گزرتا ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے ۔ یا سو جائے یا چلا جائے ۔ تو ویسا ہی ہو جاتا ہے ۔ اور اسے بظاہر کوئی حرکت نہیں کرنی پڑتی ۔ جنّ اسے اٹھا کر مکہ

Marfat.com

لے جاتے ہیں اور واپس لے آتے ہیں۔ اور اس کے پاس خوبصورت اشخاص لے آتے ہیں۔ اور شیاطین اس سے کہتے ہیں کہ یہ فرشتے ہیں۔ کرّوبی ہیں۔ تمہاری زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دل میں خیال کرتا ہے کہ انہوں نے بے ریش لڑکوں کی صورت کیسے اختیار کرلی۔ پھر سر اٹھاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ڈاڑھی والے بزرگ ہیں اور اس سے کہہ رہے ہیں کہ تم مہدی[ل] ہو۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ تمہارے جسم میں خال اُگیگا۔ سو وہ اگ پڑتا ہے اور وہ اسے دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح کی اور کئی باتیں ہیں اور یہ سب شیطان کے مکر ہیں۔ یہ بہت وسیع باب ہے۔ اور اس کے متعلق جو جو باتیں مجھے معلوم ہیں۔ اگر انہیں ذکر کرنے لگوں۔ تو ایک بڑی ضخیم کتاب بنانی پڑتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۔ (پ ۳۰ ع ۱۴)	لیکن انسان کو جب اس کا پروردگار آزمائش کیلئے عزت و نعمت دیتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری تعظیم و تکریم کرتا ہے۔ اور جب اسکی آزمائش ہی کے لئے اس کی روزی اس پر تنگ کرتا ہے۔ تو وہ بڑبڑاتا پھرتا ہے کہ میرا پروردگار مجھے ذلیل سمجھتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے كَلَّا (ہرگز نہیں) یہ لفظ زجر و تنبیہ کے لئے آتا ہے۔ زجر اس لئے کی جاتی ہے کہ ایسی باتیں نہیں کہنی چاہئیں۔ اور تنبیہ اس امر کی ہوتی ہے جو کہ اس کے بعد بتایا جاتا ہے کہ ایسا کرو۔ حقیقت امر یہ ہے کہ ہر وہ شخص جسے دنیوی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ وہ کرامت والوں میں شمار نہیں ہوتا۔ اور نہ انکی دولت و حشمت وہ کرامت ہے جو اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے بندے کی عزت افزائی کے لئے ارزانی ہوتی ہے۔ اور نہ ہر وہ شخص جس پر نعم و رزق کی تنگی ہو ذلیل لوگوں میں شمار ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ سبحانہٗ و تعالےٰ اپنے بندے کو راحت اور مصیبت کے

ل غالباً اسی وجہ سے بہت سے جھوٹے نبیوں اور مہدیوں کو دعوے کا خیال پیدا ہوا ہے

ذریعے سے آزماتا ہے۔ کبھی دنیا کی نعمتیں ایسے لوگوں کو دیتا ہے جنہیں وہ پسند نہیں کرتا اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صاحب عزت ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں نعمتیں عطا کرنے سے غرض یہ ہوتی ہے کہ بندے کو گمراہی میں ڈھیل دی جائے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں اور اولیاء کو دنیوی نعمتوں سے دور رکھتا ہے۔ تاکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا مرتبہ کم نہ ہوجائے۔ یا ان کی وجہ سے وہ ایسی باتوں میں دامن آلودہ نہ ہوجائیں جو کہ اسے ناپسند ہیں۔ (۷۵)

نیز کرامات اولیاء کے لئے ایمان و تقویٰ لابدی ہے۔ اور جو باتیں کفر اور فسوق وعصیان کے سبب سے ظاہر ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خوارق ہیں نہ کہ اولیاء اللہ کی کرامات۔ جس کے خوارق نماز۔ قراءت۔ ذکر۔ شب بیداری اور دعا سے حاصل نہ ہوں۔ بلکہ شرک سے حاصل ہوں۔ مردہ اور غائب اشخاص سے دعا کرنے۔ فسق وعصیان کے ارتکاب۔ سانپوں۔ بھڑوں، گوبر کے کیڑوں اور لہو وغیرہ نجاستوں کے کھانے سے حاصل ہوں جو کہ حرام ہیں۔ اور جو خوارق ناچ گانے اور خصوصًا غیر محرم عورتوں اور بے ریش لڑکوں کی رفاقت میں مشغول رقص و سرود ہونے سے حاصل ہوں۔ جو خوارق قرآن سننے سے کم ہوجائیں۔ مزامیر شیطان پر کان دھرنے سے قوت حاصل کریں۔ صاحب خوارق رات بھر ناچتا رہے اور نماز کا وقت آئے تو بیٹھے بیٹھے نماز ادا کرے۔ یا مرغی کی طرح نماز کو ٹھونگیں مارے۔ قرآن سننے کو برا سمجھے اور اس سے ناک منہ چڑھائے۔ اور اس کا سننا اس کے لئے باعث تکلیف ہو۔ اور اس سے اس کے دل میں محبت۔ ذوق۔ اور لذت پیدا نہ ہو۔ سیٹیاں اور تالیاں بجانے کو پسند کرے۔ اور اس حالت میں اسے وجد آئیں۔ تو یہ سب شیطانی حال ہیں۔ اور انہی احوال پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول صادق آتا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ (پ ۲۵ ع ۱۰)	اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آنکھیں بند کرلے۔ ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں۔ اور وہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔

Marfat.com

اس آیت میں ذکر رحمٰن سے مراد قرآن ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا، قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى۔

(۱ پ ۱۶ ع)

اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی کی۔ تو اس کی زندگی تنگی میں گذریگی۔ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کرکے اٹھائینگے۔ وہ کہے گا اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو اندھا کرکے کیوں اٹھایا۔ اور میں تو دنیا میں اچھا خاصہ دیکھتا بھالتا تھا۔ خدا فرمائیگا ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ دنیا میں ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں مگر تو نے ان کی کچھ خبر نہ لی۔ اور اسی طرح آج تیری بھی خبر نہ لی جائیگی۔

فَنَسِيْتَهَا کے معنی ہیں کہ تو نے ان پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی کتاب کو پڑھے۔ اور اس پر عمل کرے۔ اس کا ضامن اللہ تعالےٰ ہے کہ وہ نہ تو دنیا میں کبھی گمراہ ہوگا۔ اور نہ آخرت میں رنج اٹھائیگا۔ یہ کہہ کر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

انس وجن سب پر حضور کی رسالت تسلیم کرنا فرض ہے

یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں اور جنّوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے اس لئے ہر انسان اور جنّ پر واجب ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ان کی پیروی ... جو باتیں وہ بتائیں۔ ان کو سچا سمجھے۔ اور ان کے حکم کی تابعداری کرے۔ جس شخص پر آپ کی رسالت کی حجت قائم ہوگئی۔ اور اس نے آپ کو نہ مانا تو وہ کافر ہے۔ خواہ وہ انسان ہو یا جنّ۔ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ثقلین ہیں۔ جنّوں کے ایک گروہ نے قرآن سنا۔ اور اپنی قوم کی طرف واپس جاکر انہیں ڈرایا۔ یہ واقعہ وہ ہے جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے۔ اور اپنے اصحاب کے ہمراہ وادی نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے اس واقعہ کی خبر دی۔ اور یہ آیت

نازل فرمائی :-

وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ (۲۹) قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ - (پ ۲۶ ع)	اور اے پیغمبر ان لوگوں سے اس واقعہ کا ذکر بھی کرو - جب ہم چند جنوں کو گھیر کر تمہاری طرف لے آئے - کہ وہ قرآن سنیں پھر جب وہ اس موقع پر حاضر ہوئے تو ایکدوسرے سے بولے کہ چپ بیٹھے سنتے رہو - پھر جب قرآن کا پڑھنا تمام ہوا تو وہ اپنے لوگوں کیطرف لوٹ گئے - کہ ان کو عذاب خدا سے ڈرائیں - لگے کہنے کہ بھائیو! ہم ایک کتاب سن آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے - اگلی کتابیں جو اس کے زمانے میں موجود ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے - دین حق بتاتی ہے - اور سیدھا رستہ دکھاتی ہے - بھائیو! جو خدا کی طرف سے منادی کرتے ہیں - ان کی بات مانو - اور خدا پر ایمان لاؤ - تاکہ خدا تمہارے گناہ معاف کرے - اور آخرت کے عذاب دردناک سے تم کو اپنی پناہ میں رکھے - اور اے پیغمبر جو شخص خدا کے ماموروں کی دعوت کو نہ مانیگا وہ زمین میں جہاں کہیں بھاگ نکلیگا - خدا اس کو گرفتار کرنے سے عاجز نہیں - اور نہ اس کے خدا کے سوا کوئی حمایتی ہیں - یہ لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہیں -

اور اس کے بعد اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی :-

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا وَّاَنَّهٗ	اے پیغمبر سب لوگوں کو جتا دو کہ میرے پاس خدا کی طرف سے اس امر کی وحی آئی ہے کہ جنات میں سے چند شخصوں نے مجھے قرآن پڑھتے سنا - اور اس کے بعد اپنے لوگوں سے جا کر کہا کہ ہم نے عجیب طرح کا قرآن سنا - جو نیک راہ بتاتا ہے - سو ہم اس پر ایمان لے آئے

Marfat.com

تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۔

(پ ۲۹ ع ۱۱)

اور ہم تو کسی کو اپنے پروردگار کا شریک ٹھہرائینگے نہیں۔ اور ہمارے پروردگار کی بڑی اونچی شان ہے۔ اس نے نہ تو کسی کو اپنی جورو بنایا۔ اور نہ کسی کو بیٹا بیٹی۔ اور ہم میں کچھ احمق ایسے بھی ہو گزرے ہیں۔ جو خدا کی نسبت بڑھ بڑھ کر باتیں بنایا کرتے تھے۔ اور ہم تو ایسا سمجھتے تھے کہ کیا آدمی اور کیا جنّ کوئی بھی خدا پر جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو اس سے ان آدمیوں نے جنّات کو اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔

علماء کے ظاہر ترین قول کے مطابق سَفِيْهُنَا سے مراد اَلسَّفِيْهُ مِنَّا (ہم میں سے جو سفیہ ہے) ہے۔ متعدد سلف کا قول ہے کہ انسان جب وادی میں اترتے تھے تو کہا کرتے تھے "میں اس وادی کے سردار کے پاس اس کی قوم کے سفیہوں کے شر سے پناہ پکڑتا ہوں"۔ جب انسانوں نے جنوں سے حاجتیں مانگنی شروع کر دیں تو جنوں کی سرکشی اور کفر میں اضافہ ہو گیا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا

(پ ۲۹ ع ۱۱)

اور آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ پکڑا کرتے تھے۔ تو اس سے ان آدمیوں نے جنات کو اور بھی زیادہ مغرور کر دیا۔ اور جس طرح تم کو خیال تھا۔ بنی آدم کو بھی خیال تھا کہ خدا کسی کو ہرگز مبعوث نہیں فرمائے گا۔ اور ہم نے آسمان کو بھی ٹٹولا تو پایا کہ بڑے مضبوط چوکیوں اور شہابوں سے بھرا پڑا ہے۔

نزول قرآن سے پہلے بھی شیاطین پر شہاب پھینکے جاتے تھے لیکن کبھی کبھی کوئی شیطان شہاب کے پہنچنے سے پہلے پہلے چوری سے کچھ سن لیتا تھا۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مبعوث ہوئے تو آسمان مضبوط چوکیوں اور شہابوں سے بھر گیا۔ اب ان کے سننے سے پہلے ہی شہاب تاک میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا:-

وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۱)

اور پہلے آسمان میں بہت سے ٹھکانے تھے۔ جہاں ہم سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن اب کوئی سننے کا قصد کرے تو ایک شہاب اپنے لئے تاک لگائے تیار پائے۔

دوسری آئت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِيْنُ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ

اسے شیاطین نے نہیں اتارا۔ نہ یہ ان کے لائق ہے۔ اور نہ ان سے یہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ سننے سے ہٹا دئے گئے ہیں۔

اور جنوں نے کہا:-

وَاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۱)

اور ہم نہیں جانتے کہ اس انتظام سے زمین کے رہنے والوں کو کچھ نقصان پہنچانا منظور ہے یا ان کے پروردگار کا ارادہ ان کے حق میں بہتری کرنے کا ہے۔ اور ہم میں سے کچھ تو نیک ہیں۔ اور کچھ اور طرح کے ہیں۔ غرض ہمارے بھی مختلف فرقے ہوتے آئے ہیں۔

طرائق قددا سے مراد مختلف مذاہب ہیں۔ جیسا کہ علماء نے کہا ہے۔ ان میں مسلم۔ مشرک۔ یہودی۔ نصرانی۔ سنی اور بدعی سب پائے جاتے ہیں۔

اور جنوں کے اس گروہ نے جو قرآن سن چکا تھا۔ یہ بھی کہا:-

وَاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۱)

اور اب ہم نے سمجھ لیا کہ ہم نہ تو زمین میں رہ کر خدا کو ہرا سکتے ہیں اور نہ کسی طرف بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں۔

انہوں نے اپنے بھائیوں کو بتایا کہ وہ خدا کو ہرا نہیں سکتے۔ زمین میں رہیں تو اور بھاگ جائیں تو۔ پھر کہا:-

وَاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ

اور ہم نے جب راہ کی بات سنی تو ہم اس کو مان گئے۔

Marfat.com

فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ
بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا وَّ اَنَّا مِنَّا
الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ فَمَنْ
اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا وَ
اَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ
حَطَبًا وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ
لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا لِّنَفْتِنَهُمْ
فِيْهِ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ
يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ، وَّاَنَّ
الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا
مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ، وَّاَنَّهٗ لَمَّا
قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا
يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ، قُلْ
اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ
بِهٖٓ اَحَدًا ، قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ
لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ، قُلْ
اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ
اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ
مُلْتَحَدًا ۔ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ
اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ وَمَنْ يَّعْصِ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ
جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا
حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ

پس جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لائے گا۔ اس کو نہ
کسی نقصان کا ڈر ہوگا۔ اور نہ ظلم کا۔ اور ہم میں سے بعض
تو فرمانبردار ہیں اور بعض حکم سے سرتابی کرتے ہیں۔ تو
جنہوں نے فرمانبرداری اختیار کی۔ انہوں نے سیدھا
رستہ ڈھونڈ نکالا۔ اور جنہوں نے سرتابی کی وہ آخرکار
دوزخ کے کندے بن گئے۔ اور یہ کہ اگر وہ سیدھے رستے
پر قائم رہتے تو ہم ان کو پانی کی ریل پیل سے سیراب کردیتے۔
تاکہ اس کی نعمت میں ان کا امتحان کریں۔ اور جو شخص اپنے
پروردگار کی یاد سے روگردانی کریگا۔ تو وہ اس کو عذاب
سخت میں لے جا داخل کریگا۔ اور مسجدیں تو خدا ہی کی
ہیں۔ تو خدا کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔ اور جب بندۂ (۲۷
خدا۔ خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے۔ تو لوگ اس کے
گرد گھر آتے ہیں اور قریب ہے کہ اس کو چمٹ جائیں۔ اے
پیغمبر ان سے کہو کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت
کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں گردانتا۔ اے پیغمبر
کہو کہ تمہارا نقصان یا فائدہ میرے اختیار میں نہیں۔ اے
پیغمبر۔ ان سے کہو کہ خدا کے غضب سے کوئی بھی مجھ کو پناہ
نہیں دے سکتا۔ اور نہ اس کے سوا کہیں مجھ کو ٹھکانا
ہے۔ میرا بچاؤ تو اسی میں ہے کہ خدا کی طرف سے حکم آیا
ہے۔ لوگوں کو پہنچا دوں اور اس کے پیغام سب کو سنا دوں
اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا تو کچھ
شک نہیں کہ آخرکار اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ
لوگ سدا اور ہمیشہ ہمیشہ جلینگے۔ یہاں تک کہ جب یہ لوگ

Marfat.com

فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۱)	ان باتوں کو ماننے والے نہیں۔ جب تک اس عذاب کو نہ دیکھ لیں۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ کس کے مددگار ہوتے ہیں اور کس کا جتھا شمار میں کم ہے۔

قَاسِطُوْنَ سے مراد ظالم لوگ ہیں۔ جب کوئی عدل کرے تو عرب والے کہتے ہیں۔ اَقْسَطَ (انصاف کیا) اور جب ظلم وجور کا ارتکاب کرے تو کہتے ہیں۔ قَسَطَ (ظلم کیا)۔ مُلْتَحَدًا سے مراد ملجا و معاذ (جائے پناہ) ہے +

پھر جس وقت جنوں نے قرآن سنا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان پر ایمان لے آئے۔ یہ شہر نصیبین کے جن تھے۔ جیسا کہ صحیح میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ ان کو سورہ رحمٰن پڑھ کر سنائی گئی۔ اور جب سنانے والے نے پڑھا:۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ۔ (پ ۲۷ ع ۱۱)	تو اے جنو اور آدمیو! تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کے منکر ہوگے۔

تو جن کہنے لگے:۔

وَلَا بِشَیْءٍ مِّنْ اٰلَائِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ وَلَکَ الْحَمْدُ۔	اے ہمارے پروردگار تیری کسی نعمت سے ہم نہیں منکر اور تیرے لئے سب تعریف ہے۔

جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اکٹھے ہوئے اور پوچھا کہ ہم اور ہمارے مویشی کیا کھائیں۔ تو فرمایا کہ جس جانور کے ذبح ہوتے وقت اللہ کا نام ذکر کیا جائے۔ اس کی ہڈی جہاں کہیں تمہیں ملے تمہاری خوراک ہے۔ اور لید تمہارے گدھوں کی خوراک ہے۔ اور ہر قسم کی مینگنیاں تمہارے مویشی کا چارہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَلَا تَسْتَنْجُوْا بِهِمَا فَاِنَّهُمَا زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ۔	ان دو چیزوں کے ساتھ (یعنی ہڈی اور گوبر کے ساتھ) استنجا نہ کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے جن بھائیوں کی خوراک ہے۔

یہ ممانعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی وجوہ سے ثابت ہے۔ اور اس چیز سے استنجا کرنے

Marfat.com

کی ممانعت کی دلیل علماء نے اسی سے لی ہے۔ اور علماء نے کہا ہے کہ جب جنوں اور اُن کے مویشی کی خوراک کے ساتھ استنجا کرنا منع ہے تو انسانوں اور ان کے مویشی کی خوراک اور چارے کا احترام بدرجۂ اولےٰ ضروری ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں اور جنوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنوں کی تسخیر بلحاظ درجہ اُن کے سلیمان علیہ السلام کے تابع ہونے کے افضل ہے۔ سلیمان علیہ السلام کا جنوں پر تصرف بحیثیت بادشاہ کے تھا۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف خدا کے احکام سنانے کے لئے اور بحیثیت رسول کے مبعوث ہوئے ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور بندہ رسول درجے میں بادشاہ نبی سے بلند تر ہوتا ہے۔ جنوں میں سے جو کفار ہیں۔ ان کے متعلق نص اور اجماع کا یہی فیصلہ ہے کہ وہ دوزخ میں جائینگے۔ اور جو مومن ہیں ان کے متعلق جمہور کی رائے ہے کہ جنت میں داخل ہونگے۔ جمہور علماء کا قول ہے کہ پیغمبر جنوں میں سے پیدا نہیں ہوئے۔ پیغمبر صرف انسانوں میں ہوئے ہیں۔ البتہ جنوں میں نذیر (ڈرانے والے) پیدا ہوئے ہیں۔ ان مسائل کی تفصیل کا مقام دوسرا ہے۔ یہاں صرف یہ کہنا مقصود ہے۔ کہ جن انسانوں کے ساتھ کئی حال میں ہوتے ہیں۔ سو جب کوئی انسان جنوں کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق حکم دے۔ ایک خدا کی عبادت اور اس کے نبی کی فرمانبرداری کی تلقین کرے۔ اور انسانوں کو بھی ایسا ہی حکم دے تو وہ اللہ تعالےٰ کے افضل اولیاء میں سے ہے۔ اس حیثیت سے وہ رسول کے خلیفوں اور اس کے نائبوں میں سے ہے۔ اور جو شخص جنوں سے مباح امور میں کام لے۔ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص انسانوں سے مباح امور میں کام لیتا ہے۔ وہ جب ان کو واجبات کا حکم دے اور حرام کاموں سے منع کرے اور ان امور میں اُن سے کام لے جو اس کیلئے مباح ہیں۔ تو بمنزلہ ان بادشاہوں کے ہے جو ایسا کیا کرتے ہیں۔ اس تقدیر پر کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے تو زیادہ سے زیادہ وہ ولایت عامہ کے درجے میں ہو سکتا ہے۔ اور اس کی خواص اولیاء کے ساتھ بلحاظ مرتبہ وہی نسبت ہوتی ہے جیسی بادشاہ نبی کو بندہ رسول کے ساتھ۔ اور جیسی سلیمان و یوسف علیہما السلام کو ابراہیم

Marfat.com

موسیٰ - عیسیٰ اور محمد صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم کے ساتھ ہو سکتی ہے - اور جو شخص جنوں سے ان امور میں کام لے - جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے منع کر دئیے ہیں مثلاً شرک یا قتل بے گناہ - یا قتل نہ ہو تعدی ہو یعنی بے گناہ آدمی کو بیمار کر ڈالنا - یا اس کے علم پر نسیان غالب کر دینا - یا اس کے سوا کوئی اور ظلم کرنا - یا جو شخص جنوں سے بے حیائی کے کام میں مدد لے - مثلاً جس سے بے حیائی کا ارادہ ہو اس کو کھینچ لانا - تو اس شخص نے اثم و عدوان پر مدد لی ہے ' پھر اگر وہ کفر پر ان سے استعانت کرے تو وہ کافر ہے - اور اگر وہ ان سے معاصی میں استعانت کرے تو وہ عاصی ہے - خواہ فاسق ہو یا فاسق نہ ہو صرف مذنب ہو - اگر وہ شریعت سے کامل طور پر واقف نہ ہو - اور ان سے ان چیزوں میں مدد مانگے جنہیں وہ کرامات خیال کرتا ہے - مثلاً یہ کہ حج کے لئے مدد مانگے - یا یہ کہ سماع بدعی کے وقت وہ اسے اڑا لے جائیں - یا یہ کہ اسے اٹھا کر عرفات پر لے جائیں - اور وہ شرعی حج نہ کرے جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے فرمایا ہے - اور یہ کہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر تک اٹھا لے جائیں وعلیٰ ہذا القیاس تو یہ شخص دھوکے میں ہے - اور جن و شیاطین اس کے ساتھ مکر کرتے ہیں ان لوگوں میں بہتیرے ایسے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ یہ جنوں کے کام ہیں - بلکہ یہ سن کر کہ اولیاء اللہ کو وہ کرامات حاصل ہوتی ہیں جو خوارق عادت ہوں - لیکن وہ علم قرآن و حقائق ایمان سے اسقدر بہرہ ور نہیں ہوتے کہ کرامات رحمانی اور تلبیسات شیطانی کے درمیان فرق کر سکیں - تو اس طرح کے فریب تو وہ آدمی کے ساتھ اس کے اعتقاد کے مطابق مکر کرتے ہیں - اگر ستاروں اور بتوں کا پوجنے والا مشرک ہو تو اسے یہ وہم دلاتے ہیں کہ اسے اس پوجا سے فائدہ پہنچتا ہے - اس کی نیت تو یہ ہوتی ہے - کہ جس فرشتے یا نبی یا شیخ صالح کی صورت پر اس بت کی صورت بنائی گئی ہے - وہ اس کی سفارش کرے یا اس کا وسیلہ بنے - اور اپنے خیال میں پوجا بھی اس نبی یا نیک آدمی کی کرتا ہے - لیکن حقیقت میں وہ شیطان کا پجاری ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: -

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ	اور لوگو اس دن کو پیش نظر رکھو - جب کہ خدا سب

Marfat.com

يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُونَ ۔
(پ ۲۲ ع ۱۱)

لوگوں کو جمع کریگا - اور جمع کئے پیچھے فرشتوں سے پوچھیگا۔ کہ کیا یہ آدم زاد تمہاری ہی پرستش کیا کرتے تھے ؟ وہ عرض کرینگے کہ خدایا تو پاک ہے - ہم کو تجھ سے سروکار ہے نہ ان سے - ہماری نہیں بلکہ یہ لوگ حقیقت میں شیاطین کی پرستش کیا کرتے تھے - ان میں سے اکثر انہی کے معتقد تھے -

اس لئے جو لوگ سورج - چاند اور ستاروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں، اور نیت ان کی انہیں کے آگے سجدہ کرنے کی ہوتی ہے - لیکن سجدے کے وقت شیطان اُن کا مقارن ہوجاتا ہے - تاکہ ان کا سجدہ اس کے آگے ہو - اسی لئے شیطان اس شخص کی صورت اختیار کرلیتا ہے جس سے مشرک حاجتیں مانگتے ہیں - اگر پجاری نصرانی ہو اور جرجس یا کسی اور سے حاجت مانگے - تو شیطان جرجس یا کسی اور کی صورت میں جس سے مدد مانگی گئی ہو ظاہر ہوتا ہے - اور اگر پجاری نسبت کا مسلمان ہو - اور وہ مسلمان شیوخ میں سے کسی شیخ سے جس کے متعلق اسے حسن ظن ہو حاجت مانگے (۷۹)
تو شیطان اس شیخ کی صورت میں آتا ہے - اور اگر پجاری ہند کے مشرکین میں سے ہو - تو شیطان اس شخص کی صورت بنا کر آتا ہے - جسکی وہ مشرک تعظیم کرتا ہو - پھر اگر وہ شیخ جس سے مدد مانگی جاتی ہے - شریعت کا واقف ہو تو شیطان اسے یہ خبر نہیں دیتا کہ وہ مدد مانگنے والوں کے پاس اسکی صورت اختیار کرکے گیا ہے - اور اگر وہ شیخ شریعت سے بے خبر ہو تو شیطان اُن کے اقوال کو اس کے پاس لاتا ہے - اور اس کی ہوا اُن کے پاس پہنچاتا ہے - وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ شیخ نے ان کی آواز دور سے سن لی اور جواب دیا ہے - حالانکہ یہ کام شیطان کی وساطت سے ہوتا ہے - ایک شیخ نے جس کے ساتھ یہ ماجرا بصورت مکاشفہ و مخاطبہ ہوتا ہے خبر دی ہے - اور اس نے کہا ہے کہ میرے پاس جن پانی اور شیشے کی طرح کی شفاف چیز لاتے ہیں - اور اس میں اس چیز کی تصویر بناتے ہیں جس کے متعلق خبر دینا مطلوب ہوتا ہے - اور کہا کہ میں لوگوں کو

Marfat.com

خبریں دے دیتا ہوں۔ وہ میرے پاس میرے ان دوستوں کی باتیں لاتے ہیں۔ جو مجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں۔ تو میرا جواب اُن تک پہنچا دیتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ناواقف آدمی شیوخ اہل خوارق کو جھٹلا کر یہ کہتے ہیں کہ تم یہ سب کچھ بطریق حیلہ کرتے ہو جس طرح ابرق سفید نارنگی کے چھلکوں اور مینڈکوں کے تیل وغیرہ حیل طبیعی سے بعض لوگ آگ میں داخل ہو جاتے ہیں اور وہ ان کو نہیں جلاتی۔ اس پر شیوخ مذکورہ حیران ہو کر کہتے ہیں کہ واللہ ہمیں ان حیلوں کی کوئی خبر ہی نہیں۔ اور جب کوئی باخبر آدمی ان سے کہتا ہے کہ آپ لوگ اس معاملہ میں سچ کہتے ہیں۔ لیکن یہ احوال شیطانی ہیں۔ اس پر ان شیوخ میں سے بعض اس کا اقرار کر لیتے ہیں۔ اور جب ان پر حق واضح ہو جاتا ہے اور کئی وجوہ سے انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حالات شیطانی ہیں۔ اور وہ دیکھ بھی لیتے ہیں کہ ان کا تار و پود ہی شیطانی ہے۔ اور جب ان پر یہ حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ ان خوارق کے اسباب حصول وہ بدعات ہیں جو شرعاً مذموم اور ان کے ظہور کا وقت وہ ہے جس میں گناہوں کا بازار گرم ہو۔ نہ کہ ان شرعی عبادتوں کا جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔ تو اس وقت انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ وہ مخارق ہیں جو شیطان اپنے اولیاء کے لئے تیار کرتا ہے۔ نہ کہ وہ کرامات جن سے خدائے رحمان اپنے اولیاء کو سرفراز فرماتا ہے۔ اور جنہیں اللہ نے توفیق دی ہوتی ہے وہ تائب بھی ہو جاتے ہیں۔ وَاللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَاٰبُ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِ رُسُلِہٖ وَاَنْبِیَاۗئِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَنْصَارِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ وَخُلَفَاۗئِہٖ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا مَّا تَسْتَوْجِبُ بِھِمَا شَفَاعَتَہٗ

اٰمین

ختم شد

از رفیق عالم پریس لاہور میں باہتمام میاں منظور الزمان پرنٹر سے چھپی۔

Marfat.com

اصل کتاب

الفرقان

بین

اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان

لابن تیمیۃ الحرانی رحمہ اللہ

ناشران

محمد شریف عبد الغنی تاجرانِ کتب کشمیری بازار

لاہور

رفیق عام پریس لاہور میں باہتمام منظور احمد مایدنٹر چھپا

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نستعينه ونستهديه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات
اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا
الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق
ليظهره على الدين كله وكفى بالله شهيدا ارسله بين يدي الساعة بشيرا ونذيرا وداعيا
الى الله باذنه وسراجا منيرا فهدى به من الضلالة وبصر به من العمى وارشد به من الغي
وفتح به اعينا عميا واذانا صما وقلوبا غلفا وفرق به بين الحق والباطل والهدى و
الضلال والرشاد والغي والمؤمنين والكفار والسعداء اهل الجنة والاشقياء
اهل النار وبين اولياء الله واعداء الله فمن شهد له محمد صلى الله عليه وسلم بانه
من اولياء الله فهو من اولياء الرحمن ومن شهد له بانه من اعداء الله فهو من اولياء الشيطان
وقد بين سبحانه وتعالى في كتابه وسنة رسوله صلى الله عليه وسلم ان لله اولياء من
الناس وللشيطان اولياء ففرق بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان فقال تعالى
أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ لَهُمُ
الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ
(وقال تعالى) اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا
خَالِدُونَ (وقال تعالى) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ

Marfat.com

بعضهم اولیاء بعض ومن یتولهم منکم فانه منهم ان الله لا یهدی القوم الظلمین
فتری الذین فی قلوبهم مرض یسارعون فیهم یقولون نخشیٰ ان تصیبنا دائرة فعسی
الله ان یاتی بالفتح او امر من عنده فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسهم نادمین ویقول
الذین امنوا اهؤلاء الذین اقسموا بالله جهد ایمانهم انهم لمعکم حبطت اعمالهم
فاصبحوا خاسرین یایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه فسوف یاتی الله بقوم
یحبهم ویحبونه اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین یجاهدون فی سبیل الله ولا
یخافون لومة لائم ذلک فضل الله یوتیه من یشاء والله واسع علیم انما ولیکم الله
ورسوله والذین امنوا الذین یقیمون الصلوة ویوتون الزکوة وهم راکعون ومن
یتول الله ورسوله والذین امنوا فان حزب الله هم الغالبون (وقال تعالی) هنالک
الولایة لله الحق هو خیر ثوابا وخیر عقبا وذکر اولیاء الشیطان (فقال تعالی) فاذا
قرات القران فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم انه لیس له سلطان علی الذین امنوا
وعلی ربهم یتوکلون انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون (وقال
تعالی) الذین امنوا یقاتلون فی سبیل الله والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت
فقاتلوا اولیاء الشیطان ان کید الشیطان کان ضعیفا (وقال تعالی) واذ قلنا للملائکة
اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه افتتخذونه و
ذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو بئس للظالمین بدلا (وقال تعالی) ومن یتخذ
الشیطان ولیا من دون الله فقد خسر خسرانا مبینا (وقال تعالی) الذین قال لهم
الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوهم فزادهم ایمانا وقالوا حسبنا الله و
نعم الوکیل فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم یمسسهم سوء واتبعوا رضوان الله. و
الله ذو فضل عظیم انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءه فلا تخافوهم وخافون ان
کنتم مومنین (وقال تعالی) انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یومنون واذا
فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیها اباءنا الی قوله انهم اتخذوا الشیاطین اولیاء
من دون الله ویحسبون انهم مهتدون (وقال تعالی) وان الشیاطین لیوحون الی
اولیائهم لیجادلوکم (وقال الخلیل علیه السلام) یا ابت انی اخاف ان یمسک عذاب من
الرحمن فتکون للشیطان ولیا (وقال تعالی) یایها الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم

Marfat.com

اولياء تلقون اليهم بالمودة الايات الى قوله انك انت العزيز الحكيم **فصل** واذا
عرف ان الناس فيهم اولياء الرحمن واولياء الشيطان فيجب ان يفرق بين هؤلاء
وهؤلاء كما فرق الله ورسوله بينهما فاولياء الله هم المؤمنون المتقون كما قال
الله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون
وفي الحديث الصحيح الذي رواه البخاري وغيره عن ابي هريرة رضي الله تعالى
عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يقول الله من عادى لي وليا فقد بارزني
بالمحاربة او فقد اذنته بالحرب وما تقرب الي عبدي بمثل اداء ما افترضت عليه
ولا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احبه فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به
وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فبي يسمع وبي
يبصر وبي يبطش وبي يمشي ولئن سألني لاعطينه ولئن استعاذني لاعيذنه وما ترددت
عن شيء انا فاعله ترددي عن قبض نفس عبدي المؤمن يكره الموت واكره مساءته و
لا بد له منه وهذا اصح حديث يروى في الاولياء فبين النبي صلى الله عليه وسلم
انه من عادى وليا لله فقد بارز الله بالمحاربة وفي حديث اخر واني لاثار لاوليائي
كما يثار الليث الحرب اي اخذ ثارهم ممن عاداهم كما يأخذ الليث الحرب ثاره وهذا
لان اولياء الله هم الذين امنوا به ووالوه فاحبوا ما يحب وابغضوا ما يبغض ورضوا بما
يرضى وسخطوا بما يسخط وامروا بما يأمر ونهوا عما نهى واعطوا لمن يحب ان يعطي ومنعوا
من يحب ان يمنع كما في الترمذي وغيره عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اوثق العرى
في الايمان الحب في الله والبغض في الله وفي حديث اخر رواه ابو داود قال ومن
احب لله وابغض لله واعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان والولاية ضد
العداوة واصل الولاية المحبة والقرب واصل العداوة البغض والبعد وقد قيل
ان الولي سمي وليا من موالاته للطاعات اي متابعته لها والاول اصح والولي القريب
فيقال هذا يلي هذا اي يقرب منه ومنه قوله صلى الله عليه وسلم الحقوا الفرائض
باهلها فما ابقت الفرائض فلاولى رجل ذكر اي لاقرب الى الميت واكد
بلفظ الذكر ليبين انه حكم يختص بالذكور ولا يشترك فيه الذكور والاناث كما قال
في الزكوة فابن لبون ذكر فاذا كان ولي الله هو الموافق المتابع له فيما يحبه ويرضاه

Marfat.com

ويبغضه ويسخطه ويأمر به وينهى عنه كان المعادي لوليه معاديا له كما قال تعالى لا تتخذوا
عدوي وعدوكم أولياء تلقون إليهم بالمودة فمن عادى أولياء الله فقد عاداه ومن
عاداه فقد حاربه فلهذا قال من عادى لي وليا فقد بارزني بالمحاربة (وأفضل أولياء الله)
هم أنبياؤه وأفضل أنبيائه هم المرسلون منهم وأفضل المرسلين أولو العزم نوح وإبراهيم
وموسى وعيسى ومحمد صلى الله عليه وسلم (قال تعالى) شرع لكم من الدين ما وصى
به نوحا والذي أوحينا إليك وما وصينا به إبراهيم وموسى وعيسى أن أقيموا الدين
ولا تتفرقوا فيه (وقال تعالى) وإذ أخذنا من النبيين ميثاقهم ومنك ومن نوح وإبراهيم
وموسى وعيسى ابن مريم وأخذنا منهم ميثاقا غليظا ليسأل الصادقين عن صدقهم
وأعد للكافرين عذابا أليما (وأفضل أولي العزم) محمد صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين و
وإمام المتقين سيد ولد آدم وإمام الأنبياء إذا اجتمعوا وخطيبهم إذا وفدوا وصاحب
المقام المحمود الذي يغبطه به الأولون والآخرون وصاحب لواء الحمد وصاحب الحوض
المورود وشفيع الخلائق يوم القيمة وصاحب الوسيلة والفضيلة الذي بعثه الله بأفضل
كتبه وشرع له أفضل شرائع دينه وجعل أمته خير أمة أخرجت للناس وجمع له ولأمته
من الفضائل والمحاسن ما فرقه فيمن قبلهم وهم آخر الأمم خلقا وأول الأمم بعثا كما قال
صلى الله عليه وسلم في الحديث الصحيح نحن الآخرون السابقون يوم القيمة بيد أنهم
أوتوا الكتاب من قبلنا وأوتيناه من بعدهم فهذا يومهم الذي اختلفوا فيه يعني يوم
الجمعة فهدانا الله له الناس لنا تبع فيه غدا لليهود وبعد غد للنصارى (وقال صلى
الله عليه وسلم) أنا أول من تنشق عنه الأرض (وقال صلى الله عليه وسلم) آتي باب الجنة
فأستفتح فيقول الخازن من أنت فأقول أنا محمد فيقول بك أمرت أن لا أفتح لأحد
قبلك وفضائله صلى الله عليه وسلم وفضائل أمته كثيرة ومن حين بعثه الله جعله الله
الفارق بين أوليائه وبين أعدائه فلا يكون وليا لله إلا من آمن به وبما جاء به واتبعه
باطنا وظاهرا ومن ادعى محبة الله وولايته وهو لم يتبعه فليس من أولياء الله بل من
خالفه كان من أعداء الله وأولياء الشيطان (قال تعالى) قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني
يحببكم الله قال الحسن البصري رحمه الله ادعى قوم أنهم يحبون الله فأنزل الله هذه الآية
محنة لهم وقد بين الله فيها أن من اتبع الرسول فإن الله يحبه ومن ادعى محبة الله

ولم يتبع الرسول صلى الله عليه وسلم فليس من اولياء الله ولا يكون من اولياء الله فان
كان كثيرا من الناس يظنون في انفسهم او في غيرهم انهم من اولياء الله ولا يكونون من
اولياء الله فاليهود والنصارى يدعون انهم اولياء الله واحباؤه (وقال تعالى) قل فلم
يعذبكم بذنوبكم بل انتم بشر ممن خلق الاية (وقال تعالى) وقالوا لن يدخل الجنة الا من
كان هودا او نصارى تلك امانيهم الى قوله ولا هم يحزنون وكان مشركوا العرب يدعون
انهم اهل الله لسكناهم مكة ومجاورتهم البيت وكانوا يستكبرون به على غيرهم كما قال
تعالى قد كانت اياتي تتلى عليكم فكنتم على اعقابكم تنكصون مستكبرين به سامرا
تهجرون (وقال تعالى) واذ يمكر بك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك الى قوله وهم يصدون
عن المسجد الحرام وما كانوا اولياءه ان اولياؤه الا المتقون فبين سبحانه ان المشركين ليسوا
اولياءه ولا اولياء بيته انما اولياؤه المتقون (وثبت في الصحيحين) عن عمرو بن العاص
رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول جهارا من غير سر ان آل
فلان ليسوا لي باولياء يعني طائفة من اقاربه انما وليي الله وصالح المؤمنين وهذا
موافق لقوله تعالى فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين هو من كان صالحا
من المؤمنين وهم المؤمنون المتقون اولياء الله ودخل في ذلك ابو بكر وعمر وعثمان
وعلي وسائر اهل بيعة الرضوان الذين بايعوا تحت الشجرة وكانوا الفا واربعمائة وكلهم
في الجنة كما ثبت في الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا يدخل النار احد بايع
تحت الشجرة ومثل هذا الحديث الاخر اوليائي المتقون من كانوا وحيث كانوا كما ان من
الكفار من يدعي انه ولي الله وليس وليا بل عدو له فكذلك من المنافقين الذين يظهرون
الاسلام يقرون في الظاهر بشهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله وانه مرسل الى جميع
الانس بل الى الثقلين الانس والجن ويعتقدون في الباطن ما يناقض ذلك مثل ان لا
يقروا في الباطن بانه رسول الله وانما كان ملكا مطاعا ساس الناس برأيه من جنس
غيره من الملوك او يقولون انه رسول الله الى الاميين دون اهل الكتاب كما يقوله
كثير من اليهود والنصارى او يقولون انه مرسل الى عامة الخلق وان لله اولياء
خاصة لم يرسل اليهم ولا يحتاجون اليه بل لهم طريق الى الله من غير جهته كما كان
الخضر مع موسى او انهم يأخذون عن الله كلما يحتاجون اليه وينتفعون به

Marfat.com

من غير واسطة وانه مرسل بالشرائع الظاهرة وهم موافقون له فيها واما الحقائق
الباطنة فلم يرسل بها او لم يكن يعرفها او هم اعرف بها منه او يعرفونها مثل ما يعرفها
من غير طريقته وقد يقول بعض هؤلاء ان اهل الصفة كانوا مستغنين عنه ولم يرسل
اليهم ومنهم من يقول ان الله اوحى الى اهل الصفة فی الباطن ما اوحى اليه ليلة
المعراج فصار اهل الصفة بمنزلته وهؤلاء من فرط جهلهم لا يعلمون ان الاسراء كان
بمكة كما قال تعالى سبحان الذی اسری بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى
الذی بارکنا حوله وان الصفة لم تكن الا بالمدينة وكانت صفة فی شمال مسجده صلى
الله عليه وسلم ينزل بها الغرباء الذين ليس لهم اهل واصحاب ينزلون عندهم فان المؤمنين
كانوا يهاجرون الى النبی صلى الله عليه وسلم الى المدينة فمن امكنه ان ينزل فی مكان
نزل به ومن تعذر ذلك عليه نزل فی المسجد الى ان يتيسر له مكان ينتقل اليه ولم يكن
اهل الصفة ناسا باعيانهم يلازمون الصفة بل كانوا يقلون تارة ويكثرون اخرى ويقيم
الرجل بها زمانا ثم ينتقل منها والذين ينزلون بها هم من جنس سائر المسلمين ليس لهم
مزية فی علم ولا دين بل فيهم من ارتد عن الاسلام وقتله النبی صلى الله عليه وسلم
كالعرنيين الذين اجتووا المدينة ای استوخموها فامر لهم النبی صلى الله عليه وسلم
بلقاح ای ابل لها لبن وامرهم ان يشربوا من ابوالها والبانها فلما صحوا قتلوا الراعی و
استاقوا الذود فارسل النبی صلى الله عليه وسلم فی طلبهم فاتی بهم فامر بقطع ايديهم و
ارجلهم وسمرت اعينهم وتركهم فی الحرة يستسقون فلا يسقون وحديثهم فی الصحيحين
من حديث انس وفيه انهم نزلوا الصفة فكان ينزلها مثل هؤلاء ونزلها من خيار
المسلمين سعد بن ابی وقاص وهو افضل من نزل بالصفة ثم انتقل عنها ونزلها ابو
هريرة وغيره وقد جمع ابو عبد الرحمن السلمی تاريخ من نزل الصفة واما الانصار فلم يكونوا
من اهل الصفة وكذلك اكابر المهاجرين كابی بكر وعمر وعثمان وعلی وطلحة والزبير و
عبد الرحمن بن عوف وابی عبيدة وغيرهم لم يكونوا من اهل الصفة وقد روی انه كان
بها غلام للمغيرة بن شعبة وان النبی صلى الله عليه وسلم قال هذا واحد من السبعة وهذا
الحديث كذب باتفاق اهل العلم وان كان قد رواه ابو نعيم فی الحلية وكذا كل حديث
يروى عن النبی صلى الله عليه وسلم فی عدة الاولياء والابدال والنقباء والاوتاد والاقطاب

Marfat.com

مثل اربعة او سبعة او اثنى عشر او اربعين او سبعين او ثلاثمائة وثلاث مائة وثلاثة عشر او القطب الواحد فليس فى ذلك شئ صحيح عن النبى صلى الله عليه وسلم ولم ينطق السلف بشئ من هذه الالفاظ الا بلفظ الابدال وروى فيهم حديث انهم اربعون رجلا وانهم بالشام وهو فى المسند من حديث على كرم الله وجهه وهو حديث منقطع ليس بثابت ومعلوم ان عليا ومن معه من الصحابة كانوا افضل من معاوية ومن معه بالشام فلا يكون افضل الناس فى عسكر معاوية دون عسكر على وقد اخرجا فى الصحيحين عن ابى سعيد عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال تمرق مارقة من الدين على حين فرقة من المسلمين يقتلهم اولى الطائفتين بالحق وهؤلاء المارقون هم الخوارج الحرورية الذين مرقوا لما حصلت الفرقة بين المسلمين فى خلافة على فقتلهم على بن ابى طالب واصحابه فدل هذا الحديث الصحيح على ان على بن ابى طالب اولى بالحق من معاوية واصحابه وكيف يكون الابدال فى ادنى العسكرين دون اعلاهما و كذلك مايرويه بعضهم عن النبى صلى الله عليه وسلم انه انشد منشد شعر

لقد لسعت حية الهوى كبدى فلا طبيب لها ولا راقى الا الحبيب الذى شغفت به فعنده رقيتى وترياقى

وان النبى صلى الله عليه وسلم تواجد حتى سقطت البردة عن منكبه فانه كذب باتفاق اهل العلم بالحديث واكذب منه مايرويه بعضهم انه مزق ثوبه و ان جبريل اخذ قطعة منه فعلقها على العرش فهذا وامثاله مما يعرف اهل العلم و المعرفة برسول الله صلى الله عليه وسلم انه من اظهر الاحاديث كذبا عليه صلى الله عليه وسلم وكذلك مايروونه عن عمر رضى الله عنه انه قال كان النبى صلى الله عليه وسلم وابو بكر يتحدثان وكنت بينهما كالزنجى وهو كذب موضوع باتفاق اهل العلم بالحديث والمقصود هنا انه فيمن يقر برسالة العامة فى الظاهر ومن يعتقد فى الباطن ماينا قض ذلك فيكون منافقا وهو فى نفسه وامثاله انهم اولياء الله مع كفرهم فى الباطن بما جاء به رسول الله صلى الله عليه وسلم اما عنادا واما جهلا كما ان كثيرا من النصارى واليهود يعتقدون انهم اولياء الله وان محمدا رسول الله لكن يقولون انما ارسل الى غير اهل الكتاب وانه لا يجب علينا اتباعه لانه ارسل الينا رسلا قبله فهؤلاء كلهم كفار مع انهم يعتقدون فى طائفتهم انهم اولياء الله وانما اولياء الله الذين وصفهم الله تعالى بولايته بقوله

الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون ولا بد فى
الايمان من ان يؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر ويؤمن بكل رسول ارسله
الله وكل كتاب انزله الله كما قال تعالى قولوا امنا بالله وما انزل الينا وما انزل الى ابراهيم
واسمعيل واسحاق ويعقوب والاسباط وما اوتى موسى وعيسى وما اوتى النبيون من
ربهم لا نفرق بين احد منهم ونحن له مسلمون فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا
وان تولوا فانما هم فى شقاق فسيكفيكهم الله وهو السميع العليم وقال تعالى امن الرسول
بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملئكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احد
من رسله الى اخر السورة وقال فى اول السورة الم ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى
للمتقين الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوة ومما رزقناهم ينفقون والذين
يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم يوقنون اولئك على هدى من ربهم
واولئك هم المفلحون فلا بد فى الايمان من ان تؤمن ان محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم
النبيين لا نبى بعده وان الله ارسله الى جميع الثقلين الجن والانس فكل من لم يؤمن
بما جاء به فليس بمؤمن فضلا عن ان يكون من اولياء الله المتقين ومن امن ببعض
ما جاء به وكفر ببعض فهو كافر ليس بمؤمن كما قال الله تعالى ان الذين يكفرون بالله ورسله
ويريدون ان يفرقوا بين الله ورسله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض ويريدون ان
يتخذوا بين ذلك سبيلا اولئك هم الكافرون حقا واعتدنا للكافرين عذابا مهينا والذين
امنوا بالله ورسله ولم يفرقوا بين احد منهم اولئك سوف يؤتيهم اجورهم وكان الله
غفورا رحيما ومن الايمان به بانه الواسطة بين الله وبين خلقه فى تبليغ امره ونهيه و
وعده ووعيده وحلاله وحرامه فالحلال ما احله الله ورسوله والحرام ما حرمه الله
ورسوله والدين ما شرعه الله ورسوله صلى الله عليه وسلم فمن اعتقد ان لاحد من الاولياء
طريقا الى الله من غير متابعة محمد صلى الله عليه وسلم فهو كافر من اولياء الشيطن واما خلق
الله تعالى الخلق ورزقهم واجابة دعائهم وهداية قلوبهم ونصرهم على اعدائهم و
غير ذلك من جلب المنافع ودفع المضار فهذا لله وحده يفعله بما يشاء من الاسباب لا
يدخل فى مثل هذا وساطة الرسل ثم لو بلغ الرجل فى الزهد والعبادة والعلم ما بلغ
ولم يؤمن بجميع ما جاء به محمد صلى الله عليه وسلم فليس بمؤمن ولا ولى لله تعالى

Marfat.com

كالاحبار والرهبان من علماء اليهود والنصارى وعبادهم وكذلك المنتسبين الى العلم والعباد
من المشركين مشركي العرب والترك والهند وغيرهم ممن كان من حكماء الهند والترك و
له علم او زهد وعبادة في دينه وليس مؤمنا بجميع ما جاء به فهو كافر عدو لله وان ظن
طائفة انه ولي لله كما كان حكماء الفرس من المجوس كفارا مجوسا وكذلك حكماء اليونان
مثل ارسطو وامثاله كانوا مشركين يعبدون الاصنام والكواكب وكان ارسطو قبل المسيح
عليه السلام بثلثمائة سنة وكان وزيرا للاسكندر بن فيلبس المقدوني وهو الذي تؤرخ
له تواريخ الروم واليونان وتؤرخ به اليهود والنصارى وليس هذا هو ذو القرنين الذي
ذكره الله تعالى في كتابه كما يظن بعض الناس ان ارسطو كان وزيرا لذي القرنين لما
رأوا ان ذلك اسمه الاسكندر وهذا قد يسمى بالاسكندر ظنوا ان هذا ذاك كما يظنه
ابن سينا وطائفة معه وليس الامر كذلك بل هذا الاسكندر المشرك الذي قد كان ارسطو
وزيره متأخرا عن ذاك ولم يبن هذا السور ولا وصل الى بلاد يأجوج ومأجوج وهذا
الاسكندر الذي كان ارسطو من وزرائه يؤرخ له تاريخ الروم المعروف وفي اصناف
المشركين من مشركي العرب ومشركي الهند والترك واليونان وغيرهم من له اجتهاد في العلم
والزهد والعبادة ولكن ليس بمتبع للرسل ولا مؤمن بما جاؤا به ولا يصدقهم فيما اخبروا
به ولا يطيعهم فيما امروا فهؤلاء ليسوا بمؤمنين ولا اولياء الله وهؤلاء تقترن بهم الشياطين
وتنزل عليهم فيكاشفون الناس ببعض الامور ولهم تصرفات خارقة من جنس
السحر وهم من جنس الكهان والسحرة الذين تنزل عليهم الشياطين قال الله تعالى هل
انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم يلقون السمع واكثرهم كاذبون
وهؤلاء جميعهم الذين ينتسبون الى المكاشفات وخوارق العادات اذا لم يكونوا متبعين
للرسل فلا بد ان يكذبوا وتكذبهم شياطينهم ولا بد ان يكون في اعمالهم ما هو اثم و
فجور مثل نوع من الشرك او الظلم او الفواحش او الغلو او البدع في العبادة ولهذا تنزلت
عليهم الشياطين واقترنت بهم فصاروا من اولياء الشيطان لا من اولياء الرحمن قال الله
تعالى ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطانا فهو له قرين وذكر الرحمن هو الذكر
الذي بعث به رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم مثل القران فمن لم يؤمن بالقران و
يصدق خبره ويعتقد وجوب امره فقد اعرض عنه فيقيض له الشيطان فيقترن به

قال الله تعالى وهذا ذكر مبارك انزلناه (وقال تعالى) ومن اعرض عن ذكري فان له
معيشة ضنكاً ونحشره يوم القيامة اعمى قال رب لم حشرتني اعمى وقد كنت بصيراً قال
كذلك اتتك اياتنا فنسيتها وكذلك اليوم تنسى فدل ذلك على ان ذكره هو اياته التي
انزلها ولهذا لو ذكر الرجل الله سبحانه وتعالى دائماً ليلاً ونهاراً مع غاية الزهد وعبده
مجتهداً في عبادته ولم يكن متبعاً لذكره الذي انزله وهو القرآن كان من اولياء الشيطان
ولو طار في الهوى او مشى على الماء فان الشيطان يحمله في الهوى وهذا مبسوط في
غير هذا الموضع **فصل** ومن الناس من يكون فيه ايمان وفيه شعبة من نفاق
كما جاء في الصحيحين عن عبد الله ابن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال اربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة
من النفاق حتى يدعها اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان واذا
عاهد غدر (وفي الصحيحين ايضاً) عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه
وسلم انه قال الايمان بضع وستون او بضع وسبعون شعبة اعلاها قول لا اله الا الله و
ادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان فبين النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم ان من كان فيه خصلة من هذه الخصال ففيه خصلة من النفاق حتى يدعها
وقد ثبت في الصحيحين انه قال لابي ذر رضه وهو من خيار المؤمنين انك امرؤ فيك
جاهلية فقال يا رسول الله على كبر سني قال نعم وثبت في الصحيح عنه انه قال اربع
في امتي من امر الجاهلية الفخر في الاحساب والطعن في الانساب والنياحة على الميت و
الاستسقاء بالنجوم وفي الصحيحين عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى
الله عليه وسلم انه قال اية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن
خان وفي صحيح مسلم وان صام وصلى وزعم انه مسلم وذكر البخاري عن ابن ابي مليكة
قال ادركت ثلاثين من اصحاب محمد صلى الله تعالى عليه وسلم كلهم يخاف النفاق على
نفسه وقد قال الله تعالى وما اصابكم يوم التقى الجمعان فباذن الله وليعلم المؤمنين
وليعلم الذين نافقوا وقيل لهم تعالوا قاتلوا في سبيل الله او ادفعوا قالوا لو نعلم قتالاً
لاتبعناكم هم للكفر يومئذ اقرب منهم للايمان فقد جعل هؤلاء الى الكفر اقرب
منهم للايمان فعلم انهم مخلطون وكفرهم اقوى وغيرهم يكون مخلطاً و

ايمانه اقوى واذا كان اولياء الله هم المؤمنون المتقون فبحسب ايمان العبد وتقواه تكون
ولايته لله تعالى فمن كان اكمل ايمانا وتقوى كان اكمل ولاية لله تعالى فالناس متفاضلون
فى ولاية الله عز وجل بحسب تفاضلهم فى الايمان والتقوى وكذلك يتفاضلون
فى عداوة الله بحسب تفاضلهم فى الكفر والنفاق قال الله تعالى واذا ما انزلت سورة
فمنهم من يقول ايكم زادته هذه ايمانا فاما الذين امنوا فزادتهم ايمانا وهم يستبشرون
واما الذين فى قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الى رجسهم وماتوا وهم كافرون (وقال
تعالى) انما النسيئ زيادة فى الكفر وقال تعالى والذين اهتدوا زادهم هدى واتاهم
تقواهم (وقال تعالى فى المنافقين) فى قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا فبين سبحانه
وتعالى ان الشخص الواحد قد يكون فيه قسط من ولاية الله بحسب ايمانه وقد يكون
فيه قسط من عداوة الله بحسب كفره ونفاقه وقال تعالى ويزداد الذين امنوا
ايمانا وقال تعالى ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم **فصل** واولياء الله على طبقتين
سابقون مقربون واصحاب يمين مقتصدون ذكرهم الله فى عدة مواضع من
كتابه العزيز فى اول سورة الواقعة واخرها وفى سورة الانسان والمطففين وفى سورة
فاطر فانه سبحانه وتعالى ذكر فى الواقعة القيمة الكبرى فى اولها وذكر القيمة الصغرى
فى اخرها فقال فى اولها اذا وقعت الواقعة ليس لوقعتها كاذبة خافضة رافعة اذا
رجت الارض رجا وبست الجبال بسا فكانت هباء منبثا وكنتم ازواجا ثلثة فاصحاب
الميمنة ما اصحاب الميمنة واصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة والسابقون السابقون
اولئك المقربون فى جنات النعيم ثلة من الاولين وقليل من الاخرين
فهذا تقسيم الناس اذا قامت القيمة الكبرى التى يجمع الله فيها الاولين والاخرين
كما وصف الله سبحانه ذلك فى كتابه فى غير موضع ثم قال تعالى فى اخر السورة
فلولا اى فهلا اذا بلغت الحلقوم وانتم حينئذ تنظرون ونحن اقرب اليه منكم
ولكن لا تبصرون فلولا ان كنتم غير مدينين ترجعونها ان كنتم صادقين فاما
ان كان من المقربين فروح وريحان وجنت نعيم واما ان كان من اصحاب
اليمين فسلام لك من اصحاب اليمين واما ان كان من المكذبين الضالين فنزل
من حميم وتصلية جحيم ان هذا لهو حق اليقين فسبح باسم ربك العظيم (وقال

Marfat.com

تعالى فی سورة الانسان انا هدیناه السبیل اما شاکرا واما کفورا انا اعتدنا للکفرین سلسل
واغلٰلاً وسعیرا ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجها کافورًا عینا یشرب بها عباد
الله یفجرونها تفجیرا یوفون بالنذر ویخافون یومًا کان شره مستطیرا ویطعمون
الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاءً و
لا شکورا انا نخاف من ربنا یومًا عبوسًا قمطریرًا فوقٰهم الله شر ذلک الیوم ولقّٰهم
نضرة وسرورًا وجزاهم بما صبروا جنة وحریرا الآیات **وکذلک** ذکر فی سورة
المطففین فقال کلا ان کتاب الفجار لفی سجین وما ادرٰک ما سجین کتاب مرقوم
ویل یومئذ للمکذبین الذین یکذبون بیوم الدین وما یکذب به الا کل معتدٍ
اثیم اذا تتلی علیه ایٰتنا قال اساطیر الاولین کلا بل ران علی قلوبهم ما کانوا
یکسبون کلا انهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون ثم انهم لصالوا الجحیم ثم یقال هذا الذی
کنتم به تکذبون کلا ان کتاب الابرار لفی علیین وما ادرٰک ما علیون کتاب مرقوم
یشهده المقربون ان الابرار لفی نعیم علی الارائک ینظرون تعرف فی وجوههم
نضرة النعیم یسقون من رحیق مختوم ختامه مسک وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون
ومزاجه من تسنیم عینا یشرب بها المقربون وعن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما
وغیره من السلف قالوا یمزج لاصحاب الیمین مزجًا ویشرب بها المقربون صرفا وهو کما
قالوا فانه تعالی قال یشرب بها ولم یقل یشرب منها لانه ضمن ذلک قوله یشرب یعنی
یروی بها فان الشارب قد یشرب ولا یروی فاذا قیل یشربون منها لم یدل علی الری
فاذا قیل یشرب بها کان المعنی یروون بها فالمقربون یروون بها فلا یحتاجون معها
الی ما دونها فلهذا یشربون منها صرفا بخلاف اصحاب الیمین فانها مزجت لهم مزجًا وهو
کما قال تعالی فی سورة الانسان کان مزاجها کافورًا عینًا یشرب بها عباد الله یفجرونها
تفجیرا فعباد الله هم المقربون المذکورون فی تلک السورة وهذا لان الجزاء من جنس
العمل فی الخیر والشر کما قال النبی صلی الله علیه وسلم من نفس عن مؤمن کربة من کرب
الدنیا نفس الله عنه کربة من کرب یوم القیمة ومن یسر علی معسر یسر الله علیه فی الدنیا
والاخرة ومن ستر مسلمًا ستره الله فی الدنیا والاخرة والله فی عون العبد ما کان العبد
فی عون اخیه ومن سلک طریقا یلتمس فیها علمًا سهل الله له طریقا الی الجنة

Marfat.com

وما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللہ یتلون کتاب اللہ ویتدارسونہ بینہم الا نزلت
علیہم السکینۃ وغشیتہم الرحمۃ وحفتہم الملائکۃ وذکرہم اللہ فیمن عندہ ومن
بطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ رواہ مسلم فی صحیحہ وقال صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الراحمون
یرحمہم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء قال الترمذی حدیث صحیح
وفی الحدیث الاخر الصحیح الذی فی السنن یقول اللہ تعالی انا الرحمن خلقت الرحم وشققت
لہا اسما من اسمی فمن وصلہا وصلتہ ومن قطعہا بتتہ وقال من وصلہا وصلہ اللہ ومن
قطعہا قطعہ اللہ ومثل ہذا کثیر واولیاء اللہ تعالی علی نوعین مقربون واصحاب
یمین کما تقدم وقد ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم عمل القسمین فی حدیث الاولیاء فقال
یقول اللہ تعالی من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالمحاربۃ وما تقرب الی عبدی بمثل اداء
ما افترضتہ علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی
یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا فالابرار اصحاب
الیمین ہم المتقربون الیہ بالفرائض یفعلون ما اوجب اللہ علیہم ویترکون ما حرم اللہ
علیہم ولا یکلفون انفسہم بالمندوبات ولا الکف عن فضول المباحات واما السابقون
المقربون فتقربوا الیہ بالنوافل بعد الفرائض ففعلوا الواجبات والمستحبات وترکوا
المحرمات والمکروہات فلما تقربوا الیہ بجمیع ما یقدرون علیہ من محبوباتہم احبہم الرب
حبا تاما کما قال تعالی ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ یعنی الحب المطلق
کقولہ تعالی اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین ای انعم علیہم الانعام المطلق التام المذکور فی قولہ تعالی ومن
یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین وحسن اولئک رفیقا فہؤلاء المقربون صارت المباحات فی حقہم طاعات
یتقربون بہا الی اللہ عز وجل فکانت اعمالہم کلہا عبادات اللہ فشربوا صرفا کما عملوا لہ
صرفا والمقتصدون کان فی اعمالہم ما فعلوہ لنفوسہم فلا یعاقبون علیہ ولا یثابون علیہ
فلم یشربوا صرفا بل مزج لہم من شراب المقربین بحسب ما مزجوہ فی الدنیا ونظیر ہذا
انقسام الانبیاء علیہم السلام الی عبد رسول ونبی ملک وقد خیر اللہ سبحانہ محمدا
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بین ان یکون عبدا رسولا وبین ان یکون نبیا ملکا فاختار

ان يكون عبدا رسولا فالنبيّ الملك مثل داود وسليمان ونحوهما عليهما الصلوة والسلام
قال الله تعالى في قصة سليمان الّذي قال رب اغفر لي وهب لي ملكا لا ينبغي لاحد من
بعدي انك انت الوهاب فسخرنا له الريح تجري بامره رخاء حيث اصاب والشياطين
كلّ بنّاء وغوّاص واخرين مقرنين في الاصفاد هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغير
حساب اي اعط من شئت واحرم من شئت لا حساب عليك فالنبيّ الملك يفعل ما فرض
الله عليه ويترك ما حرم الله عليه ويتصرف في الولاية والمال بما يحبه ويختار من
غير اثم عليه واما العبد الرّسول فلا يعطي احدا الا بامر ربه ولا يعطي من يشاء ويحرم
من يشاء بل يعطي من امر ربه باعطائه ويولي من امره ربه بتوليته فاعماله كلها عبادات
لله تعالى كما في صحيح البخاري عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبيّ صلى الله عليه
وسلم انه قال اني والله لا اعطي احدا ولا امنع احدا انما انا قاسم اضع حيث امرت ولهذا
يضيف الله الاموال الشرعية الى الله والرسول كقوله تعالى قل الانفال لله والرّسول وقوله
تعالى وما افاء الله على رسوله من اهل القرى فلله وللرّسول وقوله تعالى واعلموا انّما غنمتم
من شيء فان لله خمسه وللرسول ولهذا كان اظهر اقوال العلماء انّ هذه الاموال تصرف
فيما يحبه الله ورسوله بحسب اجتهاد ولي الامر كما هو مذهب مالك وغيره من السّلف
ويذكر هذا رواية عن احمد وقد قيل في الخمس انه يقسم على خمسة كقول الشافعي واحمد في
المعروف عنه وقيل على ثلاثة كقول ابي حنيفة رحمه الله تعالى والمقصود هنا انّ العبد الرّسول
هو افضل من النبيّ الملك كما انّ ابراهيم وموسى وعيسى ومحمد عليهم الصّلوة والسّلام
افضل من يوسف وداود وسليمان عليهم السّلام كما انّ المقربين السابقين افضل من
الابرار اصحاب اليمين ليسوا مقربين سابقين فمن ادّى ما اوجب الله عليه وفعل من المباحات
ما يحبه فهو من هؤلاء ومن كان انّما يفعل ما يحبه الله ويرضاه ويقصد ان يستعين بما ابيح له على
امر الله فهو من اولئك **فصل** وقد ذكر الله تعالى اولياءه المقتصدين والسّابقين في سورة
فاطر في قوله تعالى ثم اورثنا الكتاب الّذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد
ومنهم سابق بالخيرات باذن الله ذلك هو الفضل الكبير جنات عدن يدخلونها يحلون
فيها من اساور من ذهب ولؤلؤا ولباسهم فيها حرير وقالوا الحمد لله الّذي اذهب عنا
الحزن انّ ربنا لغفور شكور الّذي احلنا دار المقامة من فضله لا يمسنا فيها نصب ولا يمسنا

Marfat.com

فيها الغوب لكن هذه الاصناف الثلاثة فى هذه الاية هم امة محمد صلى الله عليه وسلم خاصة
كما قال تعالى ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد
ومنهم سابق بالخيرات باذن الله ذلك هو الفضل الكبير وامة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
هم الذين اورثوا الكتب بعد الامم المتقدمة وليس ذلك مختصا بحفاظ القران بل كل من
امن بالقران فهو من هؤلاء وقسمهم الى ظالم لنفسه ومقتصد وسابق بخلاف الايات التى فى
الواقعة والمطففين والانفطار فانه دخل فيها جميع الامم المتقدمة كافرهم ومؤمنهم وهذا
التقسيم لامة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فالظالم لنفسه اصحاب الذنوب المصرون عليها
ومن تاب من ذنبه اى ذنب كان توبة صحيحة لم يخرج بذلك عن السابقين والمقتصد المؤدى
للفرائض المجتنب للمحارم والسابق للخيرات هو المؤدى للفرائض والنوافل كما فى تلك الايات ومن تاب
من ذنبه اى ذنب كان توبة صحيحة لم يخرج بذلك عن السابقين والمقتصدين كما فى قوله تعالى
وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين الذين ينفقون فى السراء
والضراء والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين والذين اذا فعلوا فاحشة
او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا على
ما فعلوا وهم يعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنات تجرى من تحتها الانهار
خالدين فيها ونعم اجر العاملين والمقتصد المؤدى للفرائض المجتنب للمحارم والسابق بالخيرات
هو المؤدى للفرائض والنوافل كما فى تلك الايات وقوله جنات عدن يدخلونها مما
يستدل به اهل السنة على انه لا يخلد فى النار احد من اهل التوحيد۔ واما دخول كثير من اهل
الكبائر النار فهذا مما تواترت به السنن عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم كما تواترت بخروجهم
من النار وشفاعة نبينا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فى اهل الكبائر واخراج من يخرج
من النار بشفاعة نبينا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم وشفاعة غيره فمن قال ان اهل الكبائر
مخلدون فى النار وتأول الاية على ان السابقين هم الذين يدخلونها وان المقتصد او الظالم
لنفسه لا يدخلها كما تأوله من المعتزلة فهو مقابل بتاويل المرجية الذين لا يقطعون بدخول
احد من اهل الكبائر النار ويزعمون ان اهل الكبائر قد يدخل جميعهم الجنة من غير
عذاب وكلاهما مخالف للسنة المتواترة عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ولاجماع سلف
الامة وائمتها وقد دل على فساد قول الطائفتين قول الله تعالى فى ايتين من كتابه وهو قوله

تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء فاخبر تعالى انه لا يغفر الشرك
واخبر انه يغفر ما دونه لمن يشاء ولا يجوز ان يراد بذلك التائب كما يقوله من يقوله من
المعتزلة لان الشرك يغفره الله لمن تاب وما دون الشرك يغفره الله ايضاً للتائب فلا تعلق
بالمشيئة ولهذا لما ذكر المغفرة للتائبين قال تعالى قل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم
لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعاً انه هو الغفور الرحيم فهنا عمم المغفرة
واطلقها فان الله يغفر للعبد اي ذنب تاب منه فمن تاب عن الشرك غفر الله له ومن تاب من
الكبائر غفر الله واي ذنب تاب العبد منه غفر الله له ففي اية التوبة عمم واطلق وفي تلك الاية
خصص وعلق فخص الشرك بانه لا يغفره وعلق ما سواه على المشيئة ومن الشرك التعطيل
للخالق وهذا يدل على فساد قول من يجزم بالمغفرة لكل مذنب ونبه بالشرك على ما هو
اعظم منه كتعطيل الخالق او يجوز ان لا يعذب بذنب فانه لو كان كذلك لما ذكر انه يغفر البعض
دون البعض ولو كان كل ظالم لنفسه مغفوراً له بلا توبة ولا حسنات ماحية لم يعلق ذلك با
لمشيئة وقوله تعالى ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء دليل على انه يغفر البعض دون البعض فبطل
النفي والوقف العام **فصل** واذا كان اولياء الله عز وجل هم المؤمنون المتقون والناس
يتفاضلون في الايمان والتقوى فهم متفاضلون في ولاية الله بحسب ذلك كما انهم كانوا متفاضلين في الكفر و
النفاق كانوا متفاضلين في عداوة الله بحسب ذلك واصل الايمان والتقوى الايمان برسل الله وجماع
ذلك الايمان بخاتم الرسل محمد صلى الله عليه وسلم فالايمان به يتضمن الايمان بجميع كتب الله
ورسله واصل الكفر والنفاق هو الكفر بالرسل وبما جاءوا به فان هذا هو الكفر الذي يستحق صاحبه
العذاب في الاخرة فان الله تعالى اخبر في كتابه انه لا يعذب احداً الا بعد بلوغ الرسالة قال
الله تعالى وما كنا معذبين حتى نبعث رسولاً وقال تعالى انا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح و
النبيين من بعده واوحينا الى ابراهيم واسمعيل واسحق ويعقوب والاسباط وعيسى و
ايوب ويونس وهرون وسليمن واتينا داود زبوراً ورسلاً قد قصصناهم عليك من قبل
ورسلاً لم نقصصهم عليك وكلم الله موسى تكليماً رسلاً مبشرين ومنذرين لئلا يكون
للناس على الله حجة بعد الرسل وقال تعالى عن اهل النار كلما القي فيها فوج سألهم خزنتها الم
يأتكم نذير قالوا بلى قد جاءنا نذير فكذبنا وقلنا ما نزل الله من شيء ان انتم الا في ضلال
كبير فاخبر انه كلما القي في النار فوج اقروا بانه جاءهم النذير فكذبوه فدل ذلك

Marfat.com

على أنه لا يلقى فيها فوج إلا من كذب بالنذير وقال تعالى في خطابه لإبليس لأملأن جهنم منك
وممن تبعك منهم أجمعين فأخبر أنه يملأها بإبليس ومن اتبعه فإذا ملئت بهم لم
يدخلها غيرهم فعلم أنه لا يدخل النار إلا من تبع الشيطان وهذا يدل على أنه لا يدخلها
من لا ذنب له فإنه ممن لم يتبع الشيطان ولم يكن مذنبا وما تقدم يدل على أنه لا يدخلها
إلا من قامت عليه الحجة بالرسل **فصل** ومن الناس من يؤمن بالرسل إيمانا مجملا وأما
الإيمان المفصل فيكون قد بلغه كثير مما جاءت به الرسل ولم يبلغه بعض ذلك فيؤمن
بما بلغه عن الرسل وما لم يبلغه لم يعرفه ولو بلغه لآمن به ولكن آمن بما جاءت به الرسل إيمانا
مجملا فهذا إذا عمل بما علم أن الله أمره به مع إيمانه وتقواه فهو من أولياء الله تعالى له من ولاية
الله بحسب إيمانه وتقواه وما لم تقم عليه الحجة به فإن الله تعالى لم يكلفه معرفته والإيمان
المفصل به فلا يعذبه على تركه لكن يفوته من كمال ولاية الله تعالى بحسب ما فاته من ذلك
فمن علم بما جاء به الرسول وآمن به مفصلا وعمل به فهو أكمل إيمانا وولاية لله ممن لم
يعلم ذلك مفصلا ولم يعمل به وكلاهما ولي لله تعالى والجنة درجات متفاضلة تفاضلا
عظيما وأولياء الله المؤمنون المتقون في تلك الدرجات بحسب إيمانهم وتقواهم قال الله
تبارك وتعالى من كان يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد ثم جعلنا له جهنم يصلاها
مذموما مدحورا ومن أراد الآخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فأولئك كان سعيهم
مشكورا كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا انظر كيف
فضلنا بعضهم على بعض وللآخرة أكبر درجات وأكبر تفضيلا فبين الله سبحانه وتعالى أنه
يمد من يريد الدنيا ومن يريد الآخرة من عطائه وأن عطاءه ما كان محظورا من بر ولا
فاجر ثم قال تعالى انظر كيف فضلنا بعضهم على بعض وللآخرة أكبر درجات وأكبر تفضيلا
فبين الله سبحانه أن أهل الآخرة يتفاضلون فيها أكثر مما يتفاضل الناس في الدنيا وأن
درجاتها أكبر من درجات الدنيا وقد بين تفاضل أنبيائه عليهم السلام كتفاضل سائر
عباده المؤمنين فقال تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله و
رفع بعضهم درجات وآتينا عيسى ابن مريم البينات وأيدناه بروح القدس وقال تعالى
ولقد فضلنا بعض النبيين على بعض وآتينا داود زبورا وفي صحيح مسلم عن أبي هريرة
رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أنه قال المؤمن القوي خير وأحب إلى

Marfat.com

الله من المؤمن الضعيف وفي كل خير احرص على ما ينفعك واستعن بالله ولا تعجز وان
اصابك شيء فلا تقل لو اني فعلت لكان كذا وكذا ولكن قل قدر الله وما شاء فعل فان لو تفتح عمل
الشيطان (وفي الصحيحين) عن ابي هريرة وعمرو بن العاص رضي الله تعالى عنهما عن النبي
صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال اذا اجتهد الحاكم فاصاب فله اجران واذا اجتهد فاخطأ فله
اجر (وقد قال الله تعالى) لا يستوي منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم
درجة من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا وكلا وعد الله الحسنى (وقال تعالى) لا يستوي
القاعدون من المؤمنين غير اولي الضرر والمجاهدون في سبيل الله باموالهم وانفسهم
فضل الله المجاهدين باموالهم وانفسهم على القاعدين درجة وكلا وعد الله الحسنى وفضل
الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما درجت منه ومغفرة ورحمة وكان الله غفورا
رحيما (وقال تعالى) اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن امن بالله واليوم
الاخر وجاهد في سبيل الله لا يستوون عند الله والله لا يهدي القوم الظلمين الذين امنوا
وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند الله واولئك هم
الفائزون يبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنت لهم فيها نعيم مقيم خالدين فيها ابدا ان
الله عنده اجر عظيم (وقال تعالى) امن هو قانت اناء اليل ساجدا وقائما يحذر الاخرة
ويرجو رحمة ربه قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر اولوا الالباب
(وقال تعالى) يرفع الله الذين امنوا منكم والذين اوتوا العلم درجت والله بما تعملون خبير.

فصل

وان كان العبد لا يكون وليا لله الا اذا كان مؤمنا تقيا لقوله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف
عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون (وفي صحيح البخاري) الحديث المشهور وقد
تقدم يقول الله تبارك وتعالى فيه ولا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احبه لا يكون
مؤمنا تقيا حتى يتقرب الى الله بالفرائض فيكون من الابرار اهل اليمين ثم بعد ذلك
لا يزال يتقرب بالنوافل حتى يكون من السابقين المقربين فمعلوم ان احدا من الكفار و
المنافقين لا يكون وليا لله وكذلك من لا يصح ايمانه وعبادته وان قدر انه لا اثم عليه
مثل اطفال الكفار ومن لم تبلغه الدعوة وان قيل انهم لا يعذبون حتى يرسل اليهم رسولا فلا
يكونون من اولياء الله الا اذا كانوا من المؤمنين المتقين فمن لم يتقرب الى الله لا بفعل الحسنات

Marfat.com

ولا بترك السيئات لم يكن من اولياء الله وكذلك المجانين والاطفال فان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال يرفع القلم عن ثلاثة عن المجنون حتى يفيق وعن الصبي حتى يحتلم وعن النائم حتى يستيقظ وهذا الحديث قد رواه اهل السنن من حديث علي وعائشة رضي الله تعالى عنهما واتفق اهل المعرفة على تلقيه بالقبول لكن الصبي المميز تصح عباداته ويثاب عليها عند جمهور العلماء واما المجنون الذي رفع عنه القلم فلا تصح شئ من عباداته باتفاق العلماء ولا تصح منه ايمان ولا كفر ولا صلوة ولا غير ذلك من العبادات بل لا يصلح هو عند عامة العقلاء لامور الدنيا كالتجارة والصناعة فلا يصلح ان يكون بزازا و لا عطارا ولا حدادا ولا نجارا ولا تصح عقوده باتفاق العلماء فلا تصح بيعه ولا شراؤه ولا نكاحه ولا طلاقه ولا اقراره ولا شهادته ولا غير ذلك من اقواله بل اقواله كلها لغو لا يتعلق بها حكم شرعي ولا ثواب ولا عقاب بخلاف الصبي المميز فان له اقوالا معتبرة في مواضع بالنص والاجماع وفي مواضع فيها نزاع واذا كان المجنون لا يصح منه الايمان ولا التقوى ولا التقرب الى الله بالفرائض والنوافل وامتنع ان يكون وليا لله فلا يجوز لاحد ان يعتقد انه ولي لله لا سيما ان تكون حجته على ذلك اما مكاشفة سمعها منه او نوع من تصرف مثل ان يراه قد اشار الى واحد فمات او صرع فانه قد علم ان الكفار والمنافقين من المشركين واهل الكتاب لهم مكاشفات وتصرفات شيطانية كالكهان والسحرة وعباد المشركين واهل الكتاب فلا يجوز لاحد ان يستدل بمجرد ذلك على كون الشخص وليا لله وان لم يعلم منه ما يناقض ولاية الله فكيف اذا علم منه ما يناقض ولاية الله مثل ان يعلم انه لا يعتقد وجوب اتباع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم باطنا وظاهرا بل يعتقد انه يتبع الشرع الظاهر دون الحقيقة الباطنة او يعتقد ان لاولياء الله طريقا الى الله غير طريق الانبياء عليهم الصلوة والسلام او يقول ان الانبياء ضيقوا الطريق او هم على قدوة العامة دون الخاصة ونحو ذلك مما يقوله بعض من يدعي الولاية فهؤلاء فيهم من الكفر ما يناقض الايمان فضلا عن ولاية الله عز وجل فمن احتج بما يصدر عن احدهم من خرق عادة على ولايتهم كان اضل من اليهود والنصارى وكذلك المجنون فان كونه مجنونا يناقض ان يصح منه الايمان والعبادات التي هي شرط في ولاية الله ومن كان يجن احيانا ويفيق احيانا اذا كان في حال افاقته مؤمنا بالله و رسوله ويؤدي الفرائض ويجتنب المحارم فهذا اذا جن لم يكن جنونه مانعا من ان يثيبه الله

علی ایمانہ وتقواہ الذی اتی بہ فی حال افاقتہ ویکون لہ من ولایۃ اللہ بحسب ذلک وکذلک من طرأ علیہ الجنون بعد ایمانہ وتقواہ فان اللہ یثیبہ ویاجرہ علی ما تقدم من ایمانہ و تقواہ ولا یحبط بالجنون الذی ابتلی بہ من غیر ذنب فعلہ والقلم مرفوع عنہ فی حال جنونہ فعلی ہذا فمن اظہر الولایۃ وہو لا یؤدی الفرائض ولا یجتنب المحارم بل قد یأتی بما ینافی ذلک لم یکن لاحد ان یقول ہذا ولی اللہ فان ہذا ان لم یکن مجنونا بل کان متولہا من غیر جنون او کان یغیب عقلہ بالجنون تارۃ ویفیق اخری وہو لا یقوم بالفرائض بل یعتقد انہ لا یجب علیہ اتباع الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فہو کافر وان کان مجنونا باطنا وظاہرا قد ارتفع عنہ القلم فہذا وان لم یکن معاقبا عقوبۃ الکافرین فلیس ہو مستحقا لما یستحقہ اہل الایمان والتقوی من کرامۃ اللہ عز وجل فلا یجوز علی التقدیرین ان یعتقد فیہ احد انہ ولی اللہ ولکن ان کان لہ حالۃ فی افاقتہ کان فیہا مؤمنا باللہ متقیا کان لہ من ولایۃ اللہ بحسب ذلک وان کان لہ فی حال افاقتہ فیہ کفر او نفاق او کان کافرا او منافقا ثم طرأ علیہ الجنون فہذا فیہ من الکفر والنفاق ما یعاقب علیہ وجنونہ لا یحبط عنہ ما یحصل منہ حال افاقتہ من کفر ونفاق

فصل

ولیس لاولیاء اللہ شیء یتمیزون بہ عن الناس فی الظاہر من الامور المباحات فلا یتمیزون بلباس دون لباس اذا کان کلاہما مباحا ولا بحلق شعر او تقصیرہ او ظفرہ اذا کان مباحا کما قیل کم من صدیق فی قباء وکم من زندیق فی عباء بل یوجدون فی جمیع اصناف امۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا لم یکونوا من اہل البدع الظاہرۃ والفجور فیوجدون فی اہل القرآن واہل العلم ویوجدون فی اہل الجہاد والسیف ویوجدون فی التجار والصناع والزراع وقد ذکر اللہ تعالی اصناف امۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی قولہ تعالی ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل ونصفہ وثلثہ وطائفۃ من الذین معک واللہ یقدر اللیل والنہار علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرؤا ما تیسر من القرآن علم ان سیکون منکم مرضی واخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ واخرون یقاتلون فی سبیل اللہ فاقرؤا ما تیسر منہ وکان السلف یسمون اہل الدین والعلم القراء فیدخل فیہم العلماء والنساک ثم حدث بعد ذلک اسم الصوفیۃ والفقراء واسم الصوفیۃ ہو نسبۃ الی لباس الصوف ہذا ہو الصحیح وقد

Marfat.com

قيل انه نسبة الى صفوة الفقهاء وقيل الى صوفة بن اد بن طابخة قبيلة من العرب كانوا يعرفون بالنسك وقيل الى اهل الصفة وقيل الى الصفا وقيل الى الصفوة وقيل الى الصف المقدم بين يدى الله تعالى وهذه اقوال ضعيفة فانه لو كان كذلك لقيل صفى او صفائى او صفوى او صفى ولم يقل صوفى وصار ايضا اسم الفقراء يعنى به اهل السلوك وهذا عرف حادث وقد تنازع الناس ايما افضل مسمى الصوفى او مسمى الفقير ويتنازعون ايضا ايما افضل الغنى الشاكر او الفقير الصابر وهذه المسئلة فيها نزاع قديم بين الجنيد وبين ابى العباس بن عطاء وقد روى عن احمد بن حنبل فيها روايتان والصواب فى هذا كله ما قال الله تبارك وتعالى حيث قال يا ايها الناس انا خلقنكم من ذكر وانثى وجعلنكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم عند الله اتقاكم وفى الصحيح عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه سئل اى الناس افضل قال اتقاهم قيل له ليس عن هذا نسألك فقال يوسف نبى الله ابن يعقوب نبى الله ابن اسحاق نبى الله ابن ابراهيم خليل الله فقيل له ليس عن هذا نسألك فقال عن معادن العرب تسألونى الناس معادن كمعادن الذهب والفضة خيارهم فى الجاهلية خيارهم فى الاسلام اذا فقهوا فدل الكتاب والسنة ان اكرم الناس عند الله اتقاهم وفى السنن عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال لا فضل لعربى على عجمى ولا لعجمى على عربى ولا لاسود على ابيض ولا لابيض على اسود الا بالتقوى الناس من ادم وادم من تراب وعنه ايضا صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال ان الله تعالى اذهب عنكم عبية الجاهلية وفخرها بالاباء الناس رجلان مومن تقى وفاجر شقى فمن كان من هذه الاصناف اتقى لله فهو اكرم عند الله واذا استويا فى التقوى استويا فى الدرجة ولفظ الفقر فى الشرع يراد به الفقر من المال ويراد به فقر المخلوق الى خالقه كما قال تعالى انما الصدقات للفقراء والمساكين وقال تعالى يا ايها الناس انتم الفقراء الى الله وقد مدح الله تعالى فى القران صنفين من الفقراء اهل الصدقات واهل الفئ فقال فى الصنف الاول للفقراء الذين احصروا فى سبيل الله لا يستطيعون ضربا فى الارض يحسبهم الجاهل اغنياء من التعفف تعرفهم بسيماهم لا يسألون الناس الحافا وقال فى الصنف الثانى وهم افضل الصنفين للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا من ديارهم واموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله اولئك هم الصادقون وهذه صفة المهاجرين الذين هجروا السيئات وجاهدوا اعداء الله

باطناً وظاهراً كما قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم المؤمن من امنه الناس على دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه والمجاهد من جاهد نفسه في ذات الله واما الحديث الذي يرويه بعضهم انه قال في غزوة تبوك رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر فلا اصل له ولم يروه احد من اهل المعرفة باقوال النبي صلى الله عليه وسلم وافعاله وجهاد الكفار من اعظم الاعمال بل هو افضل ما تطوع به الانسان قال الله تعالى لا يستوي القاعدون من المؤمنين غير اولي الضرر والمجاهدون في سبيل الله باموالهم وانفسهم فضل الله المجاهدين باموالهم وانفسهم على القاعدين درجة وكلا وعد الله الحسنى وفضل الله المجاهدين على القاعدين اجراً عظيماً وقال تعالى اجعلتم سقاية الحاج وعمارة المسجد الحرام كمن امن بالله واليوم الاخر وجاهد في سبيل الله لا يستوون عند الله والله لا يهدي القوم الظالمين الذين امنوا وهاجروا وجاهدوا في سبيل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند الله واولئك هم الفائزون يبشرهم ربهم برحمة منه ورضوان وجنات لهم فيها نعيم مقيم خالدين فيها ابداً ان الله عنده اجر عظيم وثبت في صحيح مسلم وغيره عن النعمان بن بشير رضي الله تعالى عنه قال كنت عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال رجل ما ابالي ان لا اعمل عملاً بعد الاسلام الا ان اسقي الحاج وقال اخر ما ابالي ان اعمل عملاً بعد الاسلام الا ان اعمر المسجد الحرام وقال علي بن ابي طالب الجهاد في سبيل الله افضل مما ذكرتما فقال عمر رضه لا ترفعوا اصواتكم عند منبر رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولكن اذا قضيت الصلوة سألته فسأله فانزل الله تعالى هذه الاية وفي الصحيحين عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال قلت يا رسول الله اي الاعمال افضل الى الله عز وجل قال الصلوة على وقتها قلت ثم اي قال بر الوالدين قلت ثم اي قال الجهاد في سبيل الله قال حدثني بهن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولو استزدته لزادني وفي الصحيحين عنه صلى الله تعالى عليه وسلم انه سئل اي الاعمال افضل قال الايمان بالله وجهاد في سبيله قيل ثم ماذا قال حج مبرور وفي الصحيحين ان رجلاً قال له صلى الله تعالى عليه وسلم يا رسول الله اخبرني بعمل يعدل الجهاد في سبيل الله قال لا تستطيعه ولا تطيقه قال فاخبرني به قال هل تستطيع اذا خرجت المجاهد ان تصوم ولا تفطر وتقوم ولا تفتر وفي السنن عن معاذ رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه وصاه لما بعثه الى اليمن فقال

Marfat.com

يا معاذ اتّق الله حيث ما كنت واتبع السّيئة الحسنة تمحها وخالق النّاس بخلق حسن وقال يا
معاذ انّى لاحبّك فلا تدعنّ ان تقول فى دبر كلّ صلوة اللّهمّ اعنّى على ذكرك وشكرك وحسن
عبادتك وقال له وهو رديفه يا معاذ اتدرى ما حق الله على عباده قلت الله ورسوله اعلم
قال حقّه عليهم ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئًا اتدرى ما حق العباد على الله اذا فعلوا
ذلك قلت الله ورسوله اعلم قال حقهم عليه ان لا يعذبهم وقال ايضا لمعاذ رأس الامر
الاسلام وعموده الصّلوة وذروة سنامه الجهاد فى سبيل الله وقال يا معاذ الا اخبرك
بابواب البرّ الصّوم جنّة والصدقة تطفئ الخطيئة كما يطفئ الماء النّار وقيام الرّجل فى
جوف اللّيل ثم قرأ تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربّهم خوفًا وطمعًا وممّا رزقناهم
ينفقون فلا تعلم نفس ما اخفى لهم من قرّة اعين جزاءً بما كانوا يعملون ثم قال يا
معاذ الا اخبرك بما هو املك لك من ذلك فقال امسك عليك لسانك هذا واخذ
بلسانه قال يا رسول الله وانا لمؤاخذون بما نتكلم به فقال ثكلتك امّك يا معاذ وهل
يكبّ النّاس فى النّار على مناخرهم الّا حصائد السنتهم وتفسير هذا ما ثبت فى الصّحيحين
عنه صلّى الله تعالى عليه وسلّم انّه قال من كان يؤمن بالله واليوم الاخر فليقل خيرًا او
ليصمت فالتكلّم بالخير خير من السكوت عنه والصّمت عن الشرّ خير من التكلّم به
فامّا الصّمت الدّائم فبدعة منهى عنها وكذلك الامتناع عن اكل الخبز واللّحم وشرب
الماء فذلك من البدع المذمومة ايضًا كما ثبت فى صحيح البخارى عن ابن عبّاس رضى الله
تعالى عنهما ان النبىّ صلّى الله تعالى عليه وسلّم راى رجلًا قائمًا فى الشمس فقال ما هذا فقالوا
ابو اسرائيل نذر ان يقوم فى الشمس ولا يستظلّ ولا يتكلّم ويصوم فقال النبىّ صلّى الله
تعالى عليه وسلّم مروه فليجلس وليستظلّ وليتكلّم وليتمّ صومه وثبت فى الصّحيحين
عن انس ان رجالًا سألوا عن عبادة رسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلّم فكانّهم تقالّوها
فقالوا واينا مثل رسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلّم ثمّ قال احدهم امّا انا فاصوم
لا افطر وقال الاخر امّا انا فاقوم فلا انام وقال الاخر امّا انا فلا اكل اللحم وقال الاخر امّا
انا فلا اتزوج النساء فقال رسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلّم ما بال رجال يقول
احدهم كذا وكذا لكنّى اصوم وافطر واقوم وانام واكل اللحم واتزوّج النساء فمن رغب
عن سنّتى فليس منّى اى سلك غيرها ظانًّا انّ غيرها خير منها فمن كان كذلك

Marfat.com

فهو بريء من الله ورسوله قال تعالى ومن يرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه بل يجب على كل مسلم ان يعتقد ان خير الكلام كلام الله وخير الهدي هدي محمد صلى الله تعالى عليه وسلم كما ثبت عنه في الصحيح انه كان يخطب بذلك كل يوم جمعة

فصل

وليس من شرط ولي الله ان يكون معصوماً لا يغلط ولا يخطأ بل يجوز ان يخفى عليه بعض علم الشريعة ويجوز ان يشتبه عليه بعض امور الدين حتى يحسب بعض الامور مما امر الله به ومما نهى الله عنه ويجوز ان يظن في بعض الخوارق انها من كرامات اولياء الله تعالى وتكون من الشيطان لبسها عليه لنقص درجته ولا يعرف انها من الشيطان وان لم يخرج بذلك عن ولاية الله تعالى فان الله سبحانه وتعالى تجاوز لهذه الامة عن الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه فقال تعالى امن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل امن بالله وملئكته وكتبه ورسله لا نفرق بين احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير لا يكلف الله نفساً الا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا او اخطأنا ربنا ولا تحمل علينا اصراً كما حملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا على القوم الكافرين وقد ثبت في الصحيح ان الله سبحانه استجاب هذا الدعاء وقال قد فعلت ففي صحيح مسلم عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال لما نزلت هذه الاية ان تبدوا ما في انفسكم او تخفوه يحاسبكم به الله فيغفر لمن يشاء ويعذب من يشاء والله على كل شيء قدير قال دخل قلوبهم منها شيء لم يدخلها قبل ذلك شيء اشد منه فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قولوا سمعنا واطعنا وسلمنا قال فالقى الله الايمان في قلوبهم فانزل الله تعالى لا يكلف الله نفساً الا وسعها الى قوله او اخطأنا قال الله قد فعلت ربنا ولا تحمل علينا اصراً كما حملته على الذين من قبلنا قال قد فعلت ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا على القوم الكفرين قال قد فعلت وقد قال تعالى وليس عليكم جناح فيما اخطأتم به ولكن ما تعمدت قلوبكم وثبت في الصحيحين عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من حديث ابي هريرة وعمرو ابن العاص رضي الله تعالى عنهما مرفوعاً انه قال اذا اجتهد الحاكم فاصاب فله اجران وان اخطأ فله اجر فلم يؤثم المجتهد المخطي بل جعل له اجراً على اجتهاده وجعل خطاءه

Marfat.com

مغفور له ولكن المجتهد المصيب له اجران فهو افضل منه ولهذا لما كان ولي الله يجوز ان يغلط لم يجب على الناس الايمان بجميع ما يقوله من هو ولي الله الا ان يكون نبيًّا بل ولا يجوز لولي الله ان يعتمد على ما يلقى اليه في قلبه الا ان يكون موافقا وعلى ما يقع له مما يراه الهامًا ومحادثة وخطابًا من الحق بل يجب عليه ان يعرض ذلك جميعه على ما جاء به محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فان وافقه قبله وان خالفه لم يقبله وان لم يعلم اموافق هو ام مخالف توقف فيه والناس في هذا الباب ثلثة اصناف طرفان ووسط فمنهم من اذا اعتقد في شخص انه ولي الله وافقه في كل ما يظن انه حدثه به قلبه عن ربه وسلم اليه جميع ما يفعله ومنهم من اذا راٰه قد قال اوفعل ما ليس بموافق للشرع اخرجه عن ولاية الله بالكلية وان كان مجتهدا مخطئا وخيار الامور اوساطها وهو ان لا يجعل معصومًا ولا ماثومًا اذا كان مجتهدًا مخطئًا فلا يتبع في كل ما يقوله ولا يحكم عليه بالكفر والفسق مع اجتهاده والواجب على الناس اتباع ما بعث الله به رسوله واما اذا خالف قول بعض الفقهاء ووافق قول اخرين لم يكن لاحد ان يلزمه بقول المخالف ويقول هذا خالف الشرع وقد ثبت في الصحيحين عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال قد كان في الامم قبلكم محدثون فان يكن في امتي احد فعمر منهم وروى الترمذي وغيره عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال لو لم ابعث فيكم لبعث فيكم عمر وفي حديث اخر ان الله ضرب الحق على لسان عمر وقلبه لو كان نبي بعدي لكان عمر وكان علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه يقول ما كنا نبعد ان السكينة تنطق على لسان عمر ثبت هذا عنه من رواية الشعبي وقال ابن عمر ما كان عمر يقول في شئ اني لاراه كذا الا كان كما يقول وعن قيس بن طارق قال كنا نتحدث ان عمر ينطق على لسانه ملك وكان عمر يقول اقتربوا من افواه المطيعين واسمعوا منهم ما يقولون فانه تتجلى لهم امور صادقة وهذه الامور الصادقة التي اخبر بها عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه انها تتجلى للمطيعين هي الامور التي يكشفها الله عز وجل لهم فقد ثبت ان لاولياء الله مخاطبات ومكاشفات وافضل هؤلاء في هذه الامة بعد ابي بكر عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنهما فان خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر ثم عمر وقد ثبت في الصحيح تعيين عمر بانه محدث في هذه الامة فاي محدث ومخاطب فرض في امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فعمر افضل منه و

مع هذا فكان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یفعل ما هو الواجب علیه فیعرض ما یفتح له علی ما جاء به الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فتارة یوافقه فیکون ذلك من فضائل عمر کما نزل القرآن بموافقته غیر مرة ووافق ربه غیر مرة وتارة یخالفه فیرجع عمر عن ذلك کما رجع یوم الحدیبیه لما کان قد رأى محاربة المشرکین والحدیث معروف فی البخاری وغیره فان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم قد اعتمر سنة ست من الهجرة ومعه المسلمون نحو الف واربعمائة وهم الذین بایعوه تحت الشجرة وکان قد صالح المشرکین بعد مراجعة جرت بینه وبینهم علی ان یرجع فی ذلك العام ویعتمر من العام القابل وشرط لهم شروطا فیها نوع غضاضة علی المسلمین فی الظاهر فشق ذلك علی کثیر من المسلمین وکان اللہ ورسوله اعلم واحکم بما فی ذلك من المصلحة وکان عمر فیمن کره ذلك حتی قال للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یا رسول اللہ السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قال افلیس قتلانا فی الجنة وقتلاهم فی النار قال بلی قال فعلام نعطی الدنیة فی دیننا فقال له النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انی رسول اللہ وهو ناصری ولست اعصیه ثم قال افلم تکن تحدثنا انا نأتی البیت ونطوف به قال بلی قال اقلت لك انك تأتیه العام قال لا قال انك آتیه ومطوف به فذهب عمر الی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنهما فقال له مثل ما قال للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ورد علیه ابو بکر مثل جواب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم ولم یکن ابو بکر یسمع جواب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فکان ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه اکمل موافقة للہ وللنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من عمر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنه رجع عن ذلك وقال فعملت لذلك اعمالا وکذلك لما مات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم انکر عمر موته اولا فلما قال ابو بکر انه مات رجع عمر عن ذلك وکذلك فی قتال مانعی الزکوة قال عمر لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا اله الا اللہ وانی رسول اللہ فاذا فعلوا ذلك عصموا منی دماءهم واموالهم الا بحقها فقال له ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنه الم یقل الا بحقها فان الزکاة من حقها واللہ لو منعونی عناقا کانوا یؤدونها الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لقاتلتهم علی منعها قال عمر فواللہ ما هو الا ان رأیت اللہ قد شرح صدر ابی بکر للقتال فعلمت انه الحق ولهذا نظائر تبین تقدم

بى بكر على عمر مع ان عمر رضى الله تعالى عنه محدث فان مرتبة الصدّيق فوق مرتبة المحدث لان الصدّيق يتلقى عن الرسول المعصوم كلما يقوله ويفعله والمحدث يأخذ عن قلبه اشياء وقلبه ليس بمعصوم فيحتاج ان يعرضه على ما جاء به النبى المعصوم صلى الله تعالى عليه وسلم ولهذا كان عمر رضى الله تعالى عنه يشاور الصحابة رضى الله تعالى عنهم ويناظرهم ويرجع اليهم فى بعض الامور وينازعونه فى اشياء فيحتج عليهم ويحتجون عليه بالكتاب والسنّة ويقرّهم على منازعته ولا يقول لهم انا محدث ملهم مخاطب فينبغى لكم ان تقبلوا منّى ولا تعارضونى فايّ من ادّعى او ادّعى له اصحابه انه ولى الله وانه مخاطب يجب على اتباعه ان يقبلوا منه كلما يقوله ولا يعارضوه ويسلموا له حاله من غير اعتبار بالكتاب والسنّة فهو وهم مخطئون ومثل هذا من اضل النّاس فعمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه افضل منه وهو امير المؤمنين وكان المسلمون ينازعونه ويعرضون ما يقوله هو وهم على الكتاب والسنّة وقد اتّفق سلف الامّة وائمّتها على ان كل احد يؤخذ من قوله ويترك الّا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلّم وهذا من الفروق بين الانبياء وغيرهم فانّ الانبياء صلوات الله تعالى عليهم وسلامه يجب لهم الايمان بجميع ما يخبرون به عن الله عزّ وجلّ وتجب طاعتهم فيما يأمرون به بخلاف الاولياء فانّهم لا تجب طاعتهم فى كلّ ما يأمرون به ولا الايمان بجميع ما يخبرون به بل يعرض امرهم وخبرهم على الكتاب والسّنّة فما وافق الكتاب والسّنّة وجب قبوله وما خالف الكتاب والسّنّة كان مردودًا وان كان صاحبه من اولياء الله وكان مجتهدًا معذورًا فيما قاله له اجر على اجتهاده لكنّه اذا خالف الكتاب والسّنّة كان مخطئًا وكان من الخطاء المغفور اذا كان صاحبه قد اتّقى الله ما استطاع فان الله تعالى يقول فاتقوا الله ما استطعتم وهذا تفسير قوله تعالى يا ايّها الّذين امنوا اتقوا الله حق تقاته قال ابن مسعودٌ وغيره حق تقاته ان يطاع فلا يعصى وان يذكر فلا ينسى وان يشكر فلا يكفر اى بحسب استطاعتكم فانّ الله تعالى لا يكلّف نفسًا الّا وسعها كما قال تعالى لا يكلّف الله نفسًا الّا وسعها لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت وقال تعالى والّذين امنوا وعملوا الصّلحت لا نكلّف نفسًا الّا وسعها اولئك اصحب الجنة هم فيها خلدون وقال تعالى واوفوا الكيل والميزان بالقسط لا نكلّف نفسًا الّا وسعها وقد ذكر الله سبحانه وتعالى الايمان بما جاءت به الانبياء

Marfat.com

فی غیر موضع کقولہ تعالیٰ قولوا اٰمنّا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمعیل و
اسحٰق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النّبیّون من ربّھم لا نفرق
بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (وقال تعالیٰ) الٓمّٓ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ھدًی
للمتقین الّذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصّلوٰۃ وممّا رزقنٰھم ینفقون ۝ الّذین یؤمنون
بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون اولٰئک علی ھدًی من ربّھم و
اولٰئک ھم المفلحون (وقال تعالیٰ) لیس البرّ ان تولّوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب
ولکن البرّ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنّبیّین واٰتی المال علیٰ حبّہٖ
ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السّبیل والسّائلین وفی الرّقاب واقام الصّلوٰۃ
واٰتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصّٰبرین فی البأساء والضّرّاء وحین البأس
اولٰئک الّذین صدقوا واولٰئک ھم المتّقون وھذا الّذی ذکرنٰہ من انّ اولیاء اللہ یجب
علیھم الاعتصام بالکتاب والسّنّۃ وانّہ لیس فیھم معصوم یسوغ لہ اولغیرہٖ اتباع ما یقع
فی قلبہ من غیر اعتبار بالکتاب والسّنّۃ وھو ممّا اتفق علیہ اولیاء اللہ عزّ وجلّ ومن خالف
فی ھذا فلیس من اولیاء اللہ سبحانہ الّذین امر اللہ باتّباعھم بل امّا ان یکون کافرا وامّا ان
یکون مفرطا فی الجھل وھذا کثیر فی کلام المشائخ کقول الشیخ ابی سلیمان الدّارانی انّہ
لیقع فی قلبی النکتۃ من نکت القوم فلا اقبلھا الّا بشاھدین الکتاب والسّنّۃ وقال ابو القاسم
الجنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمنا ھذا مقیّد بالکتاب والسّنّۃ فمن لم یقرأ القراٰن ویکتب
الحدیث لا یصلح لہ ان یتکلّم فی علمنا او قال لا یقتدی بہ وقال ابو عثمان النیسا بوری
من امّر السّنّۃ علی نفسہ قولاً وفعلاً نطق بالحکمۃ ومن امّر الھوی علی نفسہ قولاً وفعلاً نطق
بالبدعۃ لانّ اللہ تعالیٰ یقول فی کلامہ القدیم وان تطیعوہ تھتدوا وقال ابو عمرو بن نجید
کل وجد لا یشھد لہ الکتاب والسّنّۃ فھو باطل وکثیر من النّاس یغلط فی ھذا الموضع
فیظنّ فی شخص انّہ ولیّ للہ ویظنّ انّ ولیّ اللہ یقبل منہ کلّ ما یقولہ ویسلّم الیہ کلّہ بفعلہ
وان خالف الکتاب والسّنّۃ فیوافق ذٰلک الشّخص لہ ویخالف ما بعث اللہ بہ رسولہ الّذی
فرض اللہ علی جمیع الخلق تصدیقہ فیما اخبر وطاعتہ فیما امر وجعلہ الفارق بین اولیائہ
وبین اھل الجنّۃ واھل النّار وبین السّعداء والاشقیاء فمن اتّبعہ کان من اعداء
اللہ الخاسرین المجرمین فتجرّہ مخالفۃ الرّسول وموافقۃ ذٰلک الشّخص اوّلاً الی

Marfat.com

البدعة والضلال واخراً الى الكفر والنفاق ويكون له نصيب من قوله تعالى ويوم يعض
الظالم على يديه يقول يليتنى اتخذت مع الرّسول سبيلاً يويلتى ليتنى لم اتخذ فلاناً خليلا
لقد اضلّنى عن الذكر بعد اذ جاءنى وكان الشيطان للانسان خذولاً وقوله تعالى
يوم تقلب وجوههم فى النّار يقولون يليتنا اطعنا الله واطعنا الرسولا وقالوا ربّنا انّا اطعنا
سادتنا وكبراءنا فاضلونا السّبيلا ربّنا اٰتهم ضعفين من العذاب والعنهم لعناً كبيراً
(وقوله تعالى) ومن النّاس من يتّخذ من دون الله انداداً يحبونهم كحب الله والّذين
امنوا اشدّ حبّاً لله ولو يرى الّذين ظلموا اذ يرون العذاب انّ القوة لله جميعاً وانّ الله
شديد العذاب. اذ تبرّأ الّذين اتبعوا من الّذين اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت
بهم الاسباب وقال الّذين اتبعوا لو انّ لنا كرّة فنتبرّأ منهم كما تبرّأوا منّا كذلك يريهم الله
اعمالهم حسرات عليهم وما هم بخارجين من النّار وهؤلاء مشابهون النّصارى الّذين
قال الله تعالى فيهم اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباً من دون الله والمسيح ابن مريم وما
امروا الّا ليعبدوا الهاً واحداً لا اله الّا هو سبحانه عمّا يشركون وفى المسند وصححه الترمذى
عن عدىّ بن حاتم فى تفسير هذه الاٰية لمّا سأل النّبى صلّى الله تعالى عليه وسلم عنها فقال ما
عبدوهم فقال النّبىّ صلّى الله تعالى عليه وسلّم احلّوا لهم الحرام وحرموا عليهم الحلال
فاطاعوهم وكانت هذه عبادتهم اياهم ولهذا قيل فى مثل هؤلاء انّما حرموا الوصول بتضييع
الاصول فان اصل الاصول تحقيق الايمان بما جاء به الرّسول صلّى الله تعالى عليه وسلّم
فلا بدّ من الايمان بالله ورسوله وبما جاء به الرّسول صلّى الله تعالى عليه وسلّم فلا
بدّ من الايمان بانّ محمّداً رسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلّم الى جميع الخلق انسهم و
جنّهم وعربهم وعجمهم علمائهم وعبادهم ملوكهم وسوقتهم وانّه لا طريق الى الله عزّ وجلّ لاحد
من الخلق الّا بمتابعته باطناً وظاهراً حتّى لو ادركه موسى وعيسى وغيرهما من الانبياء
لوجب عليهم اتباعه كما قال تعالى واذ اخذ الله ميثاق النّبيّين لما اتيتكم من كتب و
حكمة ثم جاءكم رسول مصدّق لما معكم لتؤمننّ به ولتنصرنّه قال ءاقررتم واخذتم
على ذلكم اصرى قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معكم من الشّهدين فمن تولّى بعد
ذلك فاولئك هم الفسقون (قال ابن عباس رضى الله تعالى عنهما) ما بعث الله نبيّاً
الّا اخذ عليه الميثاق لئن بعث محمّد وهو حىّ ليؤمننّ به ولينصرنّه وامره ان يأخذ

Marfat.com

على امته الميثاق لئن بعث محمدؐ وهم احياء ليؤمننّ به ولينصرنّه وقد قال تعالى
الم تر الى الذين يزعمون انهم امنوا بما انزل اليك وما انزل من قبلك يريدون ان
يتحاكموا الى الطاغوت وقد امروا ان يكفروا به ويريد الشيطان ان يضلهم ضلالا بعيدا واذا
قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله والى الرسول رأيت المنافقين يصدون عنك صدودا
فكيف اذا اصابتهم مصيبة بما قدمت ايديهم ثم جاءوك يحلفون بالله ان اردنا الا احسانا
وتوفيقا اولئك الذين يعلم الله ما في قلوبهم فاعرض عنهم وعظهم وقل لهم في انفسهم
قولا بليغا وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك
فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما فلا وربك لا يؤمنون حتى
يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما وكل من خالف
شيئا مما جاء به الرسول مقلدا في ذلك لمن يظن انه ولي لله فانه بنى امره على انه ولي لله
وان ولي الله لا يخالف في شيء ولو كان هذا الرجل من اكبر اولياء الله كاكابر الصحابة و
التابعين لهم باحسان لم يقبل منه ما خالف الكتاب والسنة فكيف اذا لم يكن كذلك
وتجد كثيرا من هؤلاء عمدتهم في اعتقاد كونه وليا لله انه قد صدر عنه مكاشفة في بعض
الامور او بعض التصرفات الخارقة للعادة مثل ان يشير الى شخص فيموت او يطير في الهوى
الى مكة او غيرها او يمشي على الماء احيانا او يملأ ابريقا من الهوى او ينفق بعض الاوقات
من الغيب او ان يختفي احيانا عن اعين الناس او ان بعض الناس استغاث
به وهو غائب او ميت فرآه قد جاءه فقضى حاجته او يخبر الناس بما سرق لهم او
بحال غائب لهم او مريض او نحو ذلك من الامور وليس في شيء من هذه الامور ما يدل
على ان صاحبها ولي لله بل قد اتفق اولياء الله على ان الرجل لو طار في الهوى او مشى على
الماء لم يغتر به حتى ينظر متابعته لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وموافقته لامره
ونهيه وكرامات اولياء الله تعالى اعظم من هذه الامور الخارقة للعادة وان كان قد يكون
صاحبها وليا لله فقد يكون عدوا لله فان هذه الخوارق تكون لكثير من الكفار والمشركين و
اهل الكتاب والمنافقين وتكون لاهل البدع وتكون من الشياطين فلا يجوز ان يظن ان
كل من كان له شيء من هذه الامور انه ولي لله بل يعتبر اولياء الله بصفاتهم وافعالهم
واحوالهم التي دل عليها الكتاب والسنة ويعرفون بنور الايمان والقرآن وبحقائق

الایمان الباطنۃ وشرائع الاسلام الظاھرۃ رمثال ذلک) ان ھذہ الامور المذکورۃ وامثالھا قد توجد فی اشخاص ویکون احدھم لا یتوضأ ولا یصلی الصلوات المکتوبۃ بل یکون ملابسًا للنجاسات معاشر الکلاب یأوی الی الحمامات والقمامین والمقابر والمزابل رائحۃ خبیثۃ لا یتطھر الطھارۃ الشرعیۃ ولا یتنظف وقد قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تدخل الملئکۃ بیتًا فیہ جنب ولا کلب وقال عن ھذہ الاخلیۃ ان ھذہ الحشوش محتضرۃ ای یحضرھا الشیطان وقال من اکل من ھاتین الشجرتین الخبیثتین فلا یقربن مسجدنا فان الملئکۃ تتاذی مما یتاذی منہ بنوادم روقال) ان اللہ طیب لا یقبل الا طیبًا روقال) ان اللہ نظیف یحب النظافۃ روقال خمس من الفواسق یقتلن فی الحل والحرم الحیۃ والفارۃ والغراب والحداءۃ والکلب العقور وفی روایۃ الحیۃ والعقرب وامر صلوات اللہ وسلامہ علیہ بقتل الکلاب روقال) من اقتنی کلبًا لا یغنی عنہ زرعا ولا ضرعًا نقص من عملہ کل یوم قیراط وقال لا تصحب الملئکۃ رفقۃ معھم کلب روقال) اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات احدٰھن بالتراب روقد قال تعالیٰ) ورحمتی وسعت کل شیئ فسا کتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوۃ والذین ھم بایتنا یؤمنون الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبًا عندھم فی التورٰۃ والانجیل یأمرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبٰت ویحرم علیھم الخبئث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون فاذا کان الشخص مباشر النجاساۃ والخبائث التی یحبھا الشیطان اویأوی الی الحمامات والحشوش التی تحضرھا الشیاطین اویأکل الحیات والعقارب والزنابیر واذان الکلاب التی ھی خبائث وفواسق اویشرب البول ونحوہ من النجاسات التی یحبھا الشیطان اویدعوا غیر اللہ فیستغیث بالمخلوقات ویتوجہ الیھا اویسجد الی ناحیۃ شیخہ ولا یخلص الدین لرب العالمین اویلابس الکلاب اوالنیران اویأوی الی المزابل والمواضع النجسۃ اویأوی الی المقابر لا سیما الی مقابر الکفار من الیھود والنصاری اوالمشرکین اویکرہ سماع القرآن وینفر عنہ ویقدم علیہ سماع الاغانی والاشعار ویؤثر سماع مزامیر الشیطان علی سماع کلام الرحمٰن فھذہ علامات اولیاء الشیطان لا علامات اولیاء الرحمٰن (قال

ابن مسعود رضي الله تعالى عنه لا يسأل احدكم عن نفسه الا القرآن فان كان يحب القرآن فهو يحب الله وان كان يبغض القرآن فهو يبغض الله ورسوله وقال عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه لو طهرت قلوبنا لما شبعنا من كلام الله عز وجل وقال ابن مسعود رضـ الذكر ينبت الايمان في القلب كما ينبت الماء البقل والغنا ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء البقل وان كان الرجل خبيراً بحقائق الايمان الباطنة فارقاً بين الاحوال الرحمانية والاحوال الشيطانية فيكون قد قذف الله في قلبه من نوره كما قال تعالى يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وامنوا برسوله يؤتكم كفلين من رحمته ويجعل لكم نوراً تمشون به ويغفر لكم وقال تعالى وكذلك اوحينا اليك روحاً من امرنا ما كنت تدري ما الكتب ولا الايمان ولكن جعلناه نوراً نهدي به من نشاء من عبادنا فهذا من المؤمنين الذين جاء فيهم الحديث الذي رواه الترمذي عن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله قال الترمذي حديث حسن وقد تقدم الحديث الصحيح الذي في البخاري وغيره قال فيه لا يزال عبدي يتقرب الي بالنوافل حتى احبه فاذا احببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فبي يسمع وبي يبصر وبي يبطش وبي يمشي ولئن سألني لاعطينه ولئن استعاذني لاعيذنه وما ترددت في شيء انا فاعله ترددي في قبض نفس عبدي المؤمن يكره الموت واكره مساءته ولا بد له منه فاذا كان العبد من هؤلاء فرق بين حال اولياء الرحمن وحال اولياء الشيطان كما يفرق الصيرفي بين الدرهم الجيد والدرهم الزيف وكما يفرق من يعرف الخيل بين الفرس الجيد والفرس الردي وكما يفرق من يعرف الفروسية بين الشجاع والجبان وكما انه يجب الفرق بين النبي الصادق وبين المتنبي الكذاب فيفرق بين محمد الصادق الامين رسول رب العالمين وموسى والمسيح وغيرهم وبين مسيلمة الكذاب والاسود العنسي وطليحة الاسدي والحرث الدمشقي وباباه الرومي وغيرهم من الكذابين وكذلك يفرق بين اولياء الله المتقين واولياء الشيطان الضالين

فصل

والحقيقة حقيقة الدين دين رب العالمين هي ما اتفق عليها الانبياء والمرسلون وان كان لكل منهم شرعة ومنهاجا فالشرعة هي الشريعة قال الله تعالى لكل جعلنا منكم شرعة

ومنهاجا وقال تعالى ثم جعلناك على شريعة من الامر فاتبعها ولا تتبع اهواء الذين لا يعلمون
انهم لن يغنوا عنك من الله شيئا وان الظالمين بعضهم اولياء بعض والله ولي المتقين
والمنهاج هو الطريق قال تعالى وان لو استقاموا على الطريقة لاسقيناهم ماء غدقا لنفتنهم
فيه ومن يعرض عن ذكر ربه يسلكه عذابا صعدا فالشرعة بمنزلة الشريعة للنهر والمنهاج
هو الطريق الذى سلك فيه والغاية المقصودة هى حقيقة الدين وهى عبادة الله وحده
لا شريك له وهى حقيقة دين الاسلام وهو ان يستسلم العبد لله رب العالمين لا يستسلم
لغيره فمن استسلم لغيره كان مشركا والله لا يغفر ان يشرك به ومن لم يستسلم لله بل استكبر
عن عبادته كان ممن قال الله فيه ان الذين يستكبرون عن عبادتى سيدخلون جهنم داخرين
ودين الاسلام هو دين الاولين والاخرين من النبيين والمرسلين وقوله تعالى ومن يبتغ غير
الاسلام دينا فلن يقبل منه عام فى كل زمان ومكان فنوح وابراهيم ويعقوب والاسباط
وموسى وعيسى والحواريون كلهم دينهم الاسلام الذى هو عبادة الله وحده لا شريك له قال
الله تعالى عن نوح يقول ان كان كبر عليكم مقامى وتذكيرى بايات الله فعلى الله توكلت
فاجمعوا امركم الى قوله وامرت ان اكون من المسلمين وقال تعالى ومن يرغب عن ملة ابراهيم
الا من سفه نفسه ولقد اصطفيناه فى الدنيا وانه فى الاخرة لمن الصالحين اذ قال له ربه
اسلم قال اسلمت لرب العالمين ووصى بها ابراهيم بنيه ويعقوب يا بنى ان الله اصطفى
لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون وقال تعالى وقال موسى لقومه يا قوم ان كنتم
امنتم بالله فعليه توكلوا ان كنتم مسلمين وقال السحرة ربنا افرغ علينا صبرا وتوفنا
مسلمين وقال يوسف عليه السلام توفنى مسلما والحقنى بالصالحين وقالت بلقيس
اسلمت مع سليمان لله رب العالمين وقال تعالى يحكم بها النبيون الذين اسلموا
للذين هادوا والربانيون والاحبار وقال الحواريون امنا بالله واشهد بانا مسلمون فدين
الانبياء واحد وان تنوعت شرائعهم كما فى الصحيحين عن النبى صلى الله تعالى عليه
وسلم قال انا معشر الانبياء ديننا واحد قال تعالى شرع لكم من الدين ما وصى به نوحا
والذى اوحينا اليك وما وصينا به ابراهيم وموسى وعيسى ان اقيموا الدين ولا تتفرقوا
فيه كبر على المشركين ما تدعوهم اليه وقال تعالى يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا
صالحا انى بما تعملون عليم وان هذه امتكم امة واحدة وانا ربكم فاتقون

Marifat.com

فتقطعوا امرهم بينهم زبراً كلّ حزب بما لديهم فرحون

فصل

وقد اتفق سلف الامة وائمّتها وسائر اولياء الله تعالى على ان الانبياء افضل من الاولياء الّذين ليسوا بانبياء وقد رتّب الله عباده السّعداء المنعم عليهم اربع مراتب فقال تعالى ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الّذين انعم الله عليهم من النّبيين والصّدّيقين والشهداء والصّٰلحين وحسن اولئك رفيقا وفي الحديث ما طلعت الشمس ولا غربت على احد بعد النّبيّين والمرسلين افضل من ابي بكر وافضل الامم امّة محمّد صلّى الله تعالى عليه وسلّم قال تعالى كنتم خير امّة اخرجت للناس وقال تعالى ثم اورثنا الكتب الّذين اصطفينا من عبادنا وقال النّبيّ صلّى الله تعالى عليه وسلّم في الحديث الّذي في المسند انتم توفون سبعين امة انتم خيرها واكرمها على الله وافضل امة محمّد صلّى الله تعالى عليه وسلم القرن الاوّل وقد ثبت عن النّبيّ صلّى الله تعالى عليه وسلم من غير وجه انّه قال خير القرون القرن الّذي بعثت فيه ثم الّذين يلونهم ثم الّذين يلونهم وهذا ثابت في الصّحيحين من غير وجه وفي الصّحيحين ايضاً عنه صلّى الله تعالى عليه وسلّم انّه قال لا تسبوا اصحابي فوالّذي نفسي بيده لو انفق احدكم مثل اُحُد ذهبا ما بلغ مدّ احدهم ولا نصيفه والسابقون الاوّلون من المهاجرين والانصار افضل من سائر الصّحابة قال تعالى لا يستوي منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الّذين انفقوا من بعد وقاتلوا وكلّاً وعد الله الحُسنیٰ وقال تعالى والسّابقون الاوّلون من المهاجرين والانصار والّذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه والسّابقون الاوّلون الّذين انفقوا من قبل الفتح وقاتلوا والمراد بالفتح صلح الحديبيّة فانّه كان اوّل فتح مكة وفيها انزل الله تعالى انّا فتحنا لك فتحاً مبيّناً ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخّر فقالوا يا رسول الله اَوَ فتح هو قال نعم وافضل السّابقين الاوّلين الخلفاء الاربعة وافضلهم ابوبكر ثم عمر وهذا هو المعروف عن الصّحابة والتّابعين لهم باحسان وائمّة الامّة وجماهيرها وقد دلّت على ذلك دلائل بسطناها في منهاج اهل السنّة النّبويّة في نقض كلام اهل الشيعة والقدريّة وبالجملة اتفقت طوائف السنّة والشيعة على انّ افضل هذه الامّة بعد نبيّها واحد من الخلفاء و لا يكون من بعد الصّحابة افضل من الصّحابة وافضل اولياء الله تعالى اعظمهم

Marfat.com

معرفة بما جاء به الرسول واتباعا له كالصحابة الذين هم اكمل الامة في معرفة دينه
واتباعه وابو بكر الصديق اكمل معرفة بما جاء به وعملا به فهو افضل اولياء الله اذا
كانت امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم افضل الامم وافضلها اصحاب محمد صلى الله
تعالى عليه وسلم وافضلهم ابو بكر رضي الله تعالى عنه وقد ظن طائفة غالطة ان خاتم
الاولياء افضل الاولياء قياسا على خاتم الانبياء ولم يتكلم احد من المشايخ المتقدمين
بخاتم الاولياء الا محمد بن علي الحكيم الترمذي فانه صنف مصنفا غلط فيه في
مواضع ثم صار طائفة من المتأخرين يزعم كل واحد منهم انه خاتم الاولياء ومنهم
من يدعي ان خاتم الاولياء افضل من خاتم الانبياء من جهة العلم بالله وان الانبياء
يستفيدون العلم بالله من جهته كما يزعم ذلك ابن عربي صاحب كتاب فتوحات
المكية في كتاب الفصوص فخالف الشرع والعقل مع مخالفة جميع انبياء الله تعالى و
اوليائه كما يقال لمن قال فخر عليهم السقف من تحتهم لا عقل ولا قران وذلك ان الانبياء
افضل في الزمان من اولياء هذه الامة والانبياء عليهم افضل الصلوة والسلام افضل
من الاولياء فكيف الانبياء كلهم والاولياء انما يستفيدون معرفة الله ممن يأتي بعدهم
ويدعي انه خاتم الاولياء وليس آخر الاولياء افضلهم كما ان آخر الانبياء افضلهم فان فضل
محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ثبت بالنصوص الدالة على ذلك كقوله صلى الله تعالى
عليه وسلم انا سيد ولد آدم ولا فخر وقوله آتي باب الجنة فاستفتح فيقول الخازن
من انت فاقول محمد فيقول بك امرت ان لا افتح لاحد قبلك وليلة المعراج
رفع الله درجته فوق الانبياء كلهم فكان احقهم بقوله تعالى تلك الرسل فضلنا بعضهم
على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات الى غير ذلك من الدلائل كل منهم
يأتيه الوحي من الله لا سيما محمد صلى الله تعالى عليه وسلم لم يكن في نبوته محتاجا الى غيره
فلم تحتج شريعته الى سابق ولا الى لاحق بخلاف المسيح احالهم في اكثر الشريعة على التوراة
وجاء المسيح فكملها ولهذا كان النصارى محتاجين الى النبوات المتقدمة على
المسيح كالتوراة والزبور وتمام الاربع وعشرين نبوة وكان الامم قبلنا محتاجين الى
المحدثين بخلاف امة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فان الله اغناهم به فلم يحتاجوا
معه الى نبي ولا الى محدث بل جمع له من الفضائل والمعارف والاعمال

Marfat.com

الخضر ما فرق به في غيره من الانبياء فكان ما فضله الله به من الله بما انزله اليه و
ارسله اليه لا بتوسط بشر وهذا بخلاف الاولياء فان كل من بلغته رسالة محمد صلى
الله تعالى عليه وسلم لا يكون وليا لله الا باتباع محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
وكلما حصل له من الهدى ودين الحق هو بتوسط محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
وكذلك من بلغه رسالة رسول اليه لا يكون وليا لله الا اذا اتبع ذلك الرسول الذى
ارسل اليه ومن ادعى ان من الاولياء الذين بلغتهم رسالة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم
من له طريق الى الله لا يحتاج فيه الى محمد فهذا كافر ملحد واذا قال انا محتاج الى
محمد فى علم الظاهر دون علم الباطن او فى علم الشريعة دون علم الحقيقة فهو اشر من
اليهود والنصارى الذين قالوا ان محمدا رسول الى الاميين دون اهل الكتاب فان
اولئك امنوا ببعض وكفروا ببعض فكانوا كفارا بذلك وكذلك هذا الذى يقول
ان محمدا بعث بعلم الظاهر دون علم الباطن امن ببعض ما جاء به وكفر ببعض فهو
كافر وهو اكفر من اولئك لان علم الباطن الذى هو علم ايمان القلوب ومعارفها
واحوالها هو علم بحقائق الايمان الباطنة وهذا اشرف من العلم بمجرد اعمال الاسلام
الظاهرة فاذا ادعى المدعى ان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم انما علم هذه الامور
الظاهرة دون حقائق الايمان وانه لا ياخذ هذه الحقائق عن الكتاب والسنة فقد
ادعى ان بعض الذى امن به مما جاء به الرسول دون البعض الاخر وهذا اشر ممن
يقول اومن ببعض واكفر ببعض ولا يدعى ان هذا البعض الذى امن به ادنى القسمين
وهؤلاء الملاحدة يدعون ان الولاية افضل من النبوة ويلبسون على الناس فيقولون
ولايته افضل من نبوته وينشدون شعرا مقام النبوة فى برزخ فويق الرسل ودون الولى
ويقولون نحن شاركناه فى ولايته التى هى اعظم من رسالته وهذا من اعظم ضلالهم
فان ولاية محمد لم يماثله فيها احد لا ابراهيم ولا موسى فضلا عن ان يماثله فيها هؤلاء
الملحدون وكل رسول نبى ولى ورسالته متضمنة لنبوته ونبوته متضمنة لولايته واذا
قدروا مجرد انباء الله اياه بدون ولايته لله فهذا تقدير ممتنع فانه حال انبائه اياه ممتنع
ان يكون الا وليا لله ولا تكون مجردة عن ولايته ولو قدرت مجردة لم يكن احد مماثلا
للرسول فى ولايته وهؤلاء قد يقولون كما يقوله صاحب الفصوص ابن عربى انهم

Marfat.com

يأخذون من المعدن الذى يأخذ منه الملك الذى يوحى به الى الرسول وذلك انهم اعتقدوا عقيدة المتفلسفة ثم اخرجوها فى قالب المكاشفة وذلك ان المتفلسفة الذين قالوا ان الافلاك قديمة ازلية لها علة تتشبه بها كما يقوله ارسطو واتباعه او لها موجب بذاته كما يقوله متأخروهم كابن سينا وامثاله ولا يقولون ان الرب خلق السموات والارض وما بينهما فى ستة ايام ولا خلق الاشياء بمشيئته وقدرته ولا يعلم الجزئيات بل اما ان ينكروا علمه مطلقا كقول ارسطو ويقولون انما يعلم فى الامور المتغيرة كليا تها كما يقوله ابن سينا وحقيقة هذا القول انكار علمه بها فان كل موجود فى الخارج فهو معين جزئى الافلاك كل معين منها جزئى وكذلك جميع الاعيان وصفاتها وافعالها فمن لم يعلم الا الكليات لم يعلم شيئا من الموجودات والكليات انما توجد كليا فى الاذهان لا فى الاعيان والكلام على هؤلاء مبسوط فى موضع اخر فى رد تعارض العقل والنقل و غيره فان كفر هؤلاء اعظم من كفر اليهود والنصارى بل ومشركى العرب فان جميع هؤلاء يقولون ان الله خلق السموت والارض وانه خلق المخلوقات بمشيئته وقدرته و ارسطو ونحوه من المتفلسفة اليونان كانوا يعبدون الكواكب والاصنام وهم لا يعرفون الملئكة والانبياء وليس فى كتب ارسطو ذكر شئ من ذلك وانما غالب علوم القوم الامور الطبيعية واما الامور الالهية فكل منهم فيها قليل الصواب كثير الخطأ واليهود والنصارى بعد النسخ والتبديل اعلم بالالهيات منهم بكثير ولكن متأخروهم كابن سينا ارادوا ان يلفقوا بين كلام اولئك وبين ما جاءت به الرسل فاخذوا اشياء من اصول الجهمية والمعتزلة وركبوا مذهبا قد يعتزى اليه متفلسفة اهل الملل وفيه من الفساد والتناقض ما قد بيناها على بعضه فى غير هذا الموضع وهؤلاء لما رأوا امر الرسل كموسى وعيسى محمد صلى الله تعالى عليه وسلم قد ظهر العالم واعترفوا بالناموس الذى بعث به محمد صلى الله تعالى عليه وسلم اعظم ناموس طرق العالم ووجدوا الانبياء قد ذكروا الملئكة والجن ارادوا ان يجمعوا بين ذلك وبين اقوال سلفهم اليونان الذين هم ابعد الخلق عن معرفة الله وملئكته وكتبه ورسله واليوم الاخر واولئك قد اثبتوا عقولا عشرة يسمونها المجردات والمفارقات واصل ذلك ماخوذ من مفارقة النفس للبدن وسموا تلك المفارقات لمفارقتها المادة وتجردها عنها واثبتوا الافلاك لكل فلك نفسا واكثرهم جعلوها اعراضا وبعضهم جعلها جواهر وهذه المجردات التى اثبتوها ترجع عند

التحقيق الى امور موجودة فى الاذهان لا فى الاعيان كما اثبت اصحاب افلاطون الامثل
الافلاطونية المجردة اثبتوا هيولى مجردة عن الصورة ومدة وخلا مجردين وقد اعترف
حذاقهم بان ذلك انما يتحقق فى الاذهان لا فى الاعيان فلما اراد هؤلاء المتأخرون منهم
كابن سينا ان يثبت امر النبوة على اصولهم الفاسدة وزعموا ان النبوة لها خصائص
ثلاثة من اتصف بها فهو نبى ان تكون له قوة علمية يسمونها القوة القدسية ينال بها
من العلم بلا تعلم وان يكون له قوة تخييلية تخيل له ما يعقل فى نفسه بحيث يرى فى
نفسه صورًا او يسمع فى نفسه اصواتًا كما يراه النائم ويسمعه ولا يكون لها وجود فى الخارج
وزعموا ان تلك الصور هى ملائكة الله وتلك الاصوات هى كلام الله تعالى وان يكون
له قوة فعالة يؤثر بها فى هيولى العالم وجعلوا معجزات الانبياء وكرامات الاولياء
وخوارق السحرة من قوى النفس فاقروا من ذلك بما يوافق اصولهم دون قلب العصا حية
ودون انشقاق القمر ونحو ذلك فانهم ينكرون وجود هذا وقد بسطنا الكلام على هؤلاء
فى مواضع وبينا ان كلامهم هذا افسد الكلام وان هذا الذى يجعلونه من الخصائص
التى تحصل ما هو اعظم منه لآحاد العامة ولاتباع الانبياء وان الملائكة التى اخبرت
بها الرسل احياء ناطقون اعظم مخلوقات الله وهم كثيرون كما قال تعالى وما يعلم جنود ربك
الا هو وليسوا عشرة وليسوا اعراضًا لا سيما وهؤلاء يزعمون ان الصادر الاول وهو العقل الاول
وعنه صدر كل ما سواه فهو عندهم رب كل ما سوى الله وكذلك كل عقل رب كل ما دونه والعقل
الفعال العاشر رب كل ما تحت فلك القمر وهذا كله يعلم فساده بالاضطرار من دين الرسل فليس
احد من الملائكة مبدع لكل ما سوى الله وهؤلاء يزعمون ان العقل المذكور فى حديث يروى
ان اول ما خلق الله العقل فقال له اقبل فاقبل فقال له ادبر فادبر فقال وعزتى ما خلقت خلقًا
اكرم علىّ منك فبك آخذ وبك اعطى ولك الثواب وعليك العقاب ويسمونه ايضًا القلم
لما روى ان اول ما خلق الله القلم الحديث رواه الترمذى والحديث الذى ذكروه فى العقل
كذب موضوع عند اهل المعرفة بالحديث كما ذكر ذلك ابو حاتم البستى والدارقطنى
وابن الجوزى وغيرهم وليس فى شئ من دواوين الحديث التى يعتمد عليها ومع هذا
فلفظه لو كان ثابتًا حجة عليهم فان لفظه اول ما خلق الله تعالى العقل قال له ويروى
لما خلق الله العقل قال له فمعنى الحديث انه خاطبه فى اول اوقات خلقه ليس

Marfat.com

معناه انه اول المخلوقات واول منصوب على الظرف كما فى اللفظ الآخر لما وتمام الحديث
ما خلقت خلقا اكرم علي منك فهذا يقتضى انه خلق قبله غيره ثم قال فبك اخذ وبك
اعطى ولك الثواب وعليك العقاب فذكر اربعة انواع من الاعراض وعندهم
ان جميع جواهر العالم العلوى والسفلى صدر عن ذلك العقل فاين هذا من هذا
وسبب غلطهم ان لفظ العقل فى لغة المسلمين ليس هو لفظ العقل فى لغة هؤلاء
اليونان فان العقل فى لغة المسلمين مصدر عقل يعقل عقلا كما فى القران وقالوا
لو كنا نسمع او نعقل ما كنا فى اصحاب السعير ان فى ذلك لآيات لقوم يعقلون اولم
يسيروا فى الارض فتكون لهم قلوب يعقلون بها او اذان يسمعون بها ويراد بالعقل
الغريزة التى جعلها الله تعالى فى الانسان يعقل بها واما اولئك فالعقل عندهم
جوهر قائم بنفسه كالعاقل وليس هذا مطابقا لغة الرسل والقران وعالم الخلق عندهم
كما يذكره ابو حامد عالم الاجسام العقل والنفوس فيسميها عالم الامر وقد يسمى العقل
عالم الجبروت والنفوس عالم الملكوت والاجسام عالم الملك ويظن من لم يعرف
لغة الرسل ولم يعرف معنى الكتاب والسنة ان ما فى الكتاب والسنة من ذكر الملك و
الملكوت والجبروت موافق لهذا وليس الامر كذلك وهؤلاء يلبسون على المسلمين
تلبيسا كثيرا كاطلاقهم ان الفلك محدث اى معلول مع انه قديم عندهم والمحدث لا يكون
الا مسبوقا بالعدم ليس فى لغة العرب ولا فى لغة احد انه يسمى القديم الازلى محدثا والله قد
اخبر انه خالق كل شئ وكل مخلوق فهو محدث وكل محدث كائن بعد ان لم يكن لكن
ناظرهم اهل الكلام من الجهمية والمعتزلة مناظرة قاصرة لم يعرفوا بها ما اخبرت به الرسل
ولا احكموا فيها قضايا العقول فلا للاسلام نصروا ولا للاعداء كسروا وشاركوا اولئك
فى بعض قضاياهم الفاسدة ونازعوهم فى بعض المعقولات الصحيحة فصار قصور هؤلاء
فى العلوم السمعية والعقلية من اسباب قوة ضلال اولئك كما قد بسط فى غير هذا
الموضع وهؤلاء المتفلسفة قد يجعلون جبريل هو الخيال الذى يتشكل فى نفس النبى
صلى الله تعالى عليه وسلم والخيال تابع للعقل فجاء الملاحدة الذين شاركوا هؤلاء الملاحدة
المتفلسفة وزعموا انهم اولياء الله وان اولياء الله افضل من انبياء الله وانهم يأخذون
عن الله بلا واسطة كابن عربى صاحب الفتوحات والفصوص فقال انه يأخذ من المعدن

Marfat.com

الذي اخذ منه الملك الذي يوحي به الى الرسول والمعدن عنده هو العقل والملك هو الخيال
والخيال تابع للعقل وهو بزعمه يأخذ عن الذي هو اصل الخيال والرسول يأخذ عن الخيال
فلهذا صار عند نفسه فوق النبي ولو كان خاصة النبي ما ذكروه لم يكن هو من جنسه فضلا
عن ان يكون فوقه فكيف وما ذكروه يحصل لآحاد المؤمنين والنبوة امر وراء ذلك فان
ابن عربي وامثاله وان ادعوا انهم من الصوفية فهم من صوفية الملاحدة الفلاسفة ليسوا
من صوفية اهل العلم فضلا عن ان يكونوا من مشائخ اهل الكتاب والسنة كالفضيل بن
عياض وابراهيم بن ادهم وابي سليمان الداراني ومعروف الكرخي والجنيد ابن محمد وسهل
بن عبد الله التستري وامثالهم رضوان الله تعالى عليهم اجمعين والله سبحانه وتعالى قد
وصف الملائكة في كتابه بصفات تباين قول هؤلاء كقوله تعالى وقالوا اتخذ الرحمن ولدا
سبحانه بل عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول وهم بامره يعملون يعلم ما بين ايديهم وما
خلفهم ولا يشفعون الا لمن ارتضى وهم من خشيته مشفقون ومن يقل منهم اني اله من دونه
فذلك نجزيه جهنم كذلك نجزي الظلمين وقال تعالى وكم من ملك في السموات لا تغني شفاعتهم
شيئا الا من بعد ان يأذن الله لمن يشاء ويرضى وقال تعالى قل ادعوا الذين زعمتم من دون
الله لا يملكون مثقال ذرة في السموات ولا في الارض وما لهم فيهما من شرك وما له منهم
من ظهير ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له وقال تعالى وله من في السموات والارض
ومن عنده لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون يسبحون الليل والنهار لا يفترون
وقد اخبر ان الملئكة جاءت ابراهيم عليه السلام في صورة البشر وان الملك تمثل لمريم
بشرا سويا وكان جبريل عليه السلام يأتي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في صورة دحية الكلبي
وفي صورة اعرابي ويراهم الناس كذلك وقد وصف الله تعالى جبريل عليه السلام بانه
ذو قوة عند ذي العرش مكين مطاع ثم امين وان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم راه بالافق
المبين ووصفه بانه شديد القوى ذو مرة فاستوى وهو بالافق الاعلى ثم دنى فتدلى فكان
قاب قوسين او ادنى فاوحى الى عبده ما اوحى ما كذب الفؤاد ما راى افتمارونه على ما يرى
ولقد راه نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة المأوى اذ يغشى السدرة ما يغشى
ما زاغ البصر وما طغى لقد راى من ايات ربه الكبرى وقد ثبت في الصحيحين عن عائشة
رضي الله عنها عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه لم ير جبريل في صورته التي خلق

عليها غير مرتين يعني المرة الاولى بالافق الاعلى والنزلة الاخرى عند سدرة المنتهى ووصف
جبريل عليه السلام في موضع آخر بانه الروح الامين وانه روح القدس الى غير ذلك من
الصفات التي تبين انه من اعظم مخلوقات الله تعالى الاحياء العقلاء وانه جوهر قائم
بنفسه ليس خيالا في نفس النبي كما زعم هؤلاء الملاحدة المتفلسفة والمدعون ولاية الله
وانهم اعلم من الانبياء وغاية حقيقة هؤلاء انكار اصول الايمان بان يؤمن بالله وملائكته و
كتبه ورسله واليوم الآخر وحقيقة امرهم جحد الخالق فانهم جعلوا وجود المخلوق هو وجود
الخالق وقالوا الوجود واحد ولم يميزوا بين الواحد بالعين والواحد بالنوع فان الموجودات
تشترك في مسمى الوجود كما تشترك الاناسي في مسمى الانسان والحيوانات في مسمى الحيوان
ولكن هذا المشترك الكلي لا يكون مشتركا كليا الا في الذهن والا فالحيوانية القائمة
بهذا الانسان ليست هي الحيوانية القائمة بالفرس ووجود السموات ليس هو بعينه
وجود الانسان فوجود الخالق جل جلاله ليس هو كوجود مخلوقاته وحقيقة قولهم
قول فرعون الذي عطل الصانع فانه لم يكن منكرا هذا الموجود المشهود لكن زعم
انه موجود بنفسه لا صانع له وهؤلاء وافقوه في ذلك لكن زعموا انه هو الله فكانوا
اضل منه وان كان قوله هذا هو اظهر فسادا منهم وبهذا جعلوا عباد الاصنام ما عبدوا الا
الله وقالوا لما كان فرعون في منصب التحكم صاحب السيف وان جار في العرف الناموسي
كذلك قال انا ربكم الاعلى اي وان كان الكل اربابا بنسبة ما فانا الاعلى منكم بما اعطيته في
الظاهر من الحكم فيكم قالوا ولما علمت السحرة صدق فرعون فيما قاله اقروا له بذلك وقالوا
اقض ما انت قاض انما تقضي هذه الحيوة الدنيا قالوا فصح قول فرعون انا ربكم الاعلى وكان فرعون
عين الحق ثم انكروا حقيقة اليوم الآخر فجعلوا اهل النار يتنعمون كما يتنعم اهل الجنة فصاروا
كافرين بالله واليوم الآخر وبملائكته وكتبه ورسله مع دعواهم انهم خلاصة خاصة الخاصة
من اهل ولاية الله وانهم افضل من الانبياء وان الانبياء انما يعرفون الله من مشكاتهم
وليس هذا موضع بسط الحاد هؤلاء ولكن لما كان الكلام في اولياء الله والفرق بين اولياء
الرحمن واولياء الشيطان وكان هؤلاء من اعظم الناس لولاية الله وهم من اعظم الناس
ولاية للشيطان نبهنا على ذلك ولهذا عامة كلامهم انما هو في الحالات الشيطانية
ويقولون ما قاله صاحب الفتوحات باب ارض الحقيقة ويقولون هي ارض الخيال فتعرف

Marfat.com

بانّ الحقيقة التي يتكلم فيها هي خيال ومحل تصرّف الشيطان فانّ الشيطان يخيّل للانسان
الامور بخلاف ما هي قال تعالى ومن يعش عن ذكر الرحمن نقيض له شيطانا فهو له قرين
وانهم ليصدونهم عن السبيل ويحسبون انهم مهتدون حتى اذا جاءنا قال ياليت بيني
وبينك بعد المشرقين فبئس القرين ولن ينفعكم اليوم اذ ظلمتم انكم في العذاب مشتركون
وقال تعالى انّ الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء ومن يشرك
بالله فقد ضلّ ضلالاً بعيداً الى قوله يعدهم ويمنيهم وما يعدهم الشيطان الّا غروراً وقال
تعالى وقال الشيطان لمّا قضي الامر انّ الله وعدكم وعد الحق ووعدتكم فاخلفتكم
وما كان لي عليكم من سلطان الّا انّ دعوتكم فاستجبتم لي فلا تلوموني ولوموا انفسكم
ما انا بمصرخكم وما انتم بمصرخيّ انّي كفرت بما اشركتمون من قبل انّ الظلمين لهم
عذاب اليم وقال تعالى واذ زيّن لهم الشيطان اعمالهم وقال لا غالب لكم اليوم من الناس
وانّي جار لكم فلمّا تراءت الفئتان نكص على عقبيه وقال اني بريٌ منكم انّي ارى ما لا
ترون انّي اخاف الله والله شديد العقاب وقد روي عن النبيّ صلّى الله تعالى عليه وسلم
في الحديث الصحيح انه رأى جبريل يزع الملئكة والشياطين اذا رأت ملائكة الله
التي يؤيّد بها عباده هربت منهم والله يؤيّد عباده المؤمنين بملائكته قال تعالى اذ
يوحي ربك الى الملئكة اني معكم فثبتوا الذين امنوا وقال تعالى يايها الذين امنوا اذكروا
نعمة الله عليكم اذ جاءتكم جنود فارسلنا عليهم ريحاً وجنوداً لم تروها وقال تعالى
اذ يقول لصاحبه لا تحزن انّ الله معنا فانزل الله سكينته عليه وايّده بجنود لم تروها وقال
تعالى اذ تقول للمؤمنين الن يكفيكم ان يمدّكم ربكم بثلثة الاف من الملئكة منزلين بلى ان
تصبروا وتتقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملئكة مسوّمين
وهؤلاء يأتيهم ارواح تخاطبهم وتتمثل لهم وهي جنّ وشياطين فيظنونها ملائكة كالارواح
التي تخاطب من يعبد الكواكب والاصنام وكان من اوّل ما ظهر من هؤلاء في الاسلام
المختار بن ابي عبيد الذي اخبر به النبيّ صلّى الله تعالى عليه وسلم في الحديث الصحيح الذي
رواه مسلم في صحيحه عن النبي صلّى الله تعالى عليه وسلم انه قال سيكون في ثقيف كذاب
ومبير وكان الكذاب المختار بن ابي عبيد والمبير الحجاج بن يوسف فقيل لابن عمر وابن
عباس انّ المختار يزعم انّه ينزل اليه فقال صدق قال الله تعالى هل انبئكم على من

Marfat.com

تنزل الشياطين تنزل على كلّ افّاكٍ اثيم وقال الاهر وقيل له انّ المختار يزعم انه يوحى اليه

فقال قال الله تعالى وانّ الشّياطين ليوحون الى اوليائهم ليجادلوكم من هذه الارواح الشياطينية

هى الرّوح الّذى يزعم صاحب الفتوحات انه القى اليه ذلك الكتاب ولهذا يذكر انواعًا من

المخلوقات بطعام معين وشئ معين وهذه ممّا تقتضى لصاحبها اتصالاً بالجنّ والشّياطين المخلوقات الطعام

فيظنّون ذلك من كرامات الاولياء وانّما هو من الاحوال الشيطانية واعرف من هؤلاء عددا

ومنهم من كان يحمل فى الهوى الى مكان بعيد ويعود ومنهم من كان يؤتى بمال مسروق

تسرقه الشياطين وتاتيه به ومنهم من كانت تدلّه على السّرقات بجعل يحصل له من

النّاس او لعطاء يعطونه اذا دلّهم على سرقاتهم ونحو ذلك ولمّا كانت احوال هؤلاء شيطانيّة

كانوا مناقضين للرسل صلوات الله تعالى وسلامه عليهم كما يوجد فى كلام صاحب الفتوحات

المكّيّة والفصوص واشباه ذلك يمدح الكفار مثل قوم نوح وهود وفرعون وغيرهم وينتقص

بالانبياء كنوح وابراهيم وموسى وهرون ويذم شيوخ المسلمين المحمودين عند المسلمين

كالجنيد بن محمّد وسهل بن عبد الله التسترى ويمدح المذمومين عند المسلمين

كالحلاج ونحوه كما ذكره فى تجلّياته الخياليّة الشّيطانية فانّ الجنيد قدس الله المذمومين عند المسلمين كالحلاج

تعالى روحه كان من ائمة الهدى فسئل عن التوحيد فقال التوحيد افراد الحدوث

عن القدم فبين ان التوحيد ان تميز بين القديم والمحدث وبين الخالق والمخلوق وصاحب

الفصوص انكر هذا وقال فى مخاطبته الخياليّة الشيطانيّة له يا جنيد هل يميّز بين

المحدث والقديم الّا من يكون غيرهما فخطّأ الجنيد فى قوله افراد الحدوث عن القدم

لانّ قوله هو ان وجود المحدث هو عين وجود القديم كما قاله فى فصوصه ومن اسمائه

الحسنى العلى على من وما ثمّ الا هو وعن ماذا وما هو الا هو فعلوه لنفسه وعين الموجودات عن

فالمسمّى محدثات هى العليّة لذاته وليست الّا هو الى ان قال هو عين ما بطن وهو عين ما

ظهر وما ثمّ من يراه غيره وما ثمّ من ينطق عنه سواه وهو المسمّى ابو سعيد الخراز وغير ذلك من

الاسماء المحدثات فيقال لهذا الملحد ليس من شرط المميّز بين الشيئين بالعلم والقول ان يكون

ثالثا غيرهما فانّ كلّ واحد من النّاس يميّز بين نفسه وغيره وليس هو ثالث فالعبد يعرف

انّه عبده ويميّز بين نفسه وبين خالقه والخالق جلّ جلاله يميّز بين نفسه وبين مخلوقاته و

يعلم انه ربهم وانّهم عباده كما نطق بذلك القرآن فى غير موضع والاستشهاد بالقرآن عند

Marfat.com

المومنين الذين يفرّقون به باطنًا وظاهرًا وامّا هؤلاء الملاحدة فيزعمون ما كان يزعمه التلمسانى منهم وهو احذقهم فى اتحادهم لما قرئ عليه الفصوص فقيل له القران يخالف نصوصكم فقال له القران كله شرك وانّما التوحيد من كلامنا فقيل له فاذا كان الوجود واحدًا فلم كانت الزوجة حلالًا والاخت حرامًا فقال الكل عندنا حلال ولكن هؤلاء المحجوبون قالوا حرامًا فقلنا حرامًا عليكم وهذا مع كفره العظيم متناقض ظاهرًا فانّ الوجود اذا كان واحدًا فمن المحجوب ومن الحاجب ولهذا قال بعض شيوخهم لمريده من قال لك انّ فى الكون سوى الله فقد كذب فقال له مريده فمن هو الّذى يكذب وقالوا لاخر هذه مظاهر فقال لهم المظاهر غير المظاهر ام هى فان كانت غيرها فقد قلتم بالنسبة وان كانت ايّاها فلا فرق وقد بسطنا الكلام على كشف اسرار هؤلاء فى موضع اخر وبيّنّا حقيقة قول كلّ واحد منهم وانّ صاحب الفصوص يقول المعدوم شئ ووجود الحق فاض عليها فيفرّق بين الوجود والثبوت والمعتزلة الّذين قالوا المعدوم شئ ثابت فى الخارج مع ضلالهم خير منه فانّ اولئك قالوا ان الرب خالق لهذه الاشياء الثابتة فى العدم وجودًا ليس هو وجود الرّبّ وهذا زعم انّ عين وجود الرّبّ فاض عليها فليس عنده وجود مخلوق مبائن لوجود الخالق وصاحبه الصّدر القونوى يفرّق بين المطلق والمعين لانه كان اقرب الى الفلسفة فلم يقرّ بانّ المعدوم شئ لكن جعل الحق هو الوجود المطلق وصنّف مفتاح غيب الجمع والوجود وهذا القول ادخل فى تعطيل الخالق وعدمه فان المطلق بشرط الاطلاق وهو الكلّى العقلى لا يكون الّا فى الاذهان لا فى الاعيان والمطلق لا بشرط وهو الكلى الطبيعى وان قيل انه موجود فى الخارج فلا يوجد فى الخارج الّا معيّنًا وهو جزء من المعيّن عند من يقول بثبوته فى الخارج فيلزم ان يكون وجود الرب امّا منتفيًا فى الخارج وامّا ان يكون جزءًا من وجود المخلوقات وامّا ان يكون عين وجود المخلوقات وهل يخلق الجزء الكلّ ام يخلق الشى نفسه ام العدم يخلق الوجود او يكون بعض الشئ خالقًا لجميعه وهؤلاء يفرّون من لفظ الحلول لانّه يقتضى حالًا ومحلًا ومن لفظ الاتحاد لانه يقتضى شيئين اتحد احدهما بالاخر وعندهم الوجود واحد ويقولون النصارى انما كفروا لمّا خصصوا المسيح بانّه هو الله ولو عمّموا لما كفروا وكذلك يقولون فى عباد الاصنام انما اخطؤا لمّا عبدوا بعض المظاهر دون بعض فلو عبدوا الجميع لما اخطؤا عندهم والعارف المحقّق منهم لا يضرّه عبادة الاصنام وهذا مع ما فيه من الكفر العظيم ففيه ما يلزمهم دائمًا من التناقض

لانه يقال لهم فمن المخطئ لكنهم يقولون ان الرب هو الموصوف بجميع النقائص التي يوصف بها
المخلوق ويقولون ان المخلوقات توصف بجميع الكمالات التي يوصف بها الخالق ويقولون
ما قاله صاحب الفصوص فالعلي لنفسه هو الذي يكون له الكمال الذي يستوعب به جميع
النعوت الوجودية والنسب العدمية سواء كانت محمودة عرفا وعقلا وشرعا او مذمومة
عرفا وعقلا وشرعا وليس ذلك الا للمسمى الله خاصة وهم مع كفرهم هذا لا يندفع عنهم
التناقض فانه معلوم بالحس والعقل ان هذا ليس هو ذاك وهؤلاء يقولون ما كان يقوله
التلمساني انه ثبت عندنا في الكشف ما يناقض صريح العقل ويقولون من اراد التحقيق يعني
تحقيقهم فليترك العقل والشرع وقد قلت لمن خاطبته منهم معلوم ان كشف الانبياء اعظم
واتم من كشف غيرهم وخبرهم اصدق من خبر غيرهم والانبياء صلوات الله وسلامه عليهم
يخبرون بما تعجز عقول الناس عن معرفته لا بما يعرف الناس بعقولهم انه ممتنع فيخبرون بمحارات
العقول لا بمحالات العقول ويمتنع ان يكون في اخبار الرسول ما يناقض صريح العقول ويمتنع ان
يتعارض دليلان قطعيان سواء كانا عقليين او سمعيين او كان احدهما عقليا والاخر سمعيا فكيف
بمن ادعى كشفا يناقض صريح الشرع والعقل وهؤلاء قد لا يتعمدون الكذب لكن يخيل لهم اشياء تكون في
نفوسهم ويظنونها في الخارج واشياء يرونها تكون موجودة في الخارج لكن يظنونها من كرامات الصالحين
تكون من تلبيسات الشياطين وهؤلاء الذين يقولون بالوحدة قد يقدمون الاولياء على
الانبياء ويذكرون ان النبوة لم تنقطع كما يذكر عن ابن سبعين وغيره ويجعلون المراتب
ثلثة يقولون العبد يشهد اولا طاعة ومعصية ثم طاعة بلا معصية ثم لا طاعة ولا معصية و
الشهود الاول هو الشهود الصحيح وهو الفرق بين الطاعات والمعاصي واما الشهود الثاني
فيريدون به شهود القدر كما ان بعض هؤلاء يقول انا كافر برب يعصى وهذا يزعم ان
المعصية مخالفة الارادة التي هي المشيئة والخلق كلهم داخلون تحت حكم المشيئة ويقول شاعرهم شعر

اصبحت منفعلا لما تختاره ... مني ففعلي كله طاعات

ومعلوم ان هذا خلاف ما ارسل الله به رسله وانزل به كتبه فان المعصية التي يستحق..
صاحبها الذم والعقاب مخالفة امر الله ورسوله كما قال تعالى تلك حدود الله ومن يطع
الله ورسوله يدخله جنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها وذلك هو الفوز العظيم ومن
يعص الله ورسوله ويتعد حدوده يدخله نارا خالدا فيها وله عذاب مهين وسنذكر

Marfat.com

الفرق بين الارادة الكونيّة والدّينيّة والامر الكوني والدّيني وكانت هذه المسئلة قد اشتبهت
على طائفة من الصوفيّة فبيّنها الجنيد رحمه الله تعالى لهم فمن اتّبع الجنيد فيها كان على السّداد
ومن خالفه ضلّ لانهم تكلموا ان الامور كلّها بمشيئة الله وقدرته وفي شهود هذا التوحيد
وهذا يسمونه الجمع الاوّل فبيّن لهم الجنيد انه لا بدّ من شهود الفرق الثاني وهو انّه مع شهود
كون الاشياء كلّها مشتركة في مشيئة الله وقدرته وخلقه يجب الفرق بين ما يأمر به ويحبّه
ويرضاه وبين ما ينهى عنه ويكرهه ويسخطه ويفرق بين اوليائه واعدائه كما قال تعالى
افنجعل المسلمين كالمجرمين ما لكم كيف تحكمون وقال تعالى ام نجعل الّذين امنوا وعملوا
الصّلحت كالمفسدين في الارض ام نجعل المتقين كالفجّار وقال تعالى ام حسب الّذين
اجترحوا السّيئات ان نجعلهم كالّذين امنوا وعملوا الصّلحت سواء محياهم ومماتهم ساء
ما يحكمون وقال تعالى وما يستوي الاعمى والبصير والّذين امنوا وعملوا الصلحت ولا
المسيئ قليلا ما تتذكرون ولهذا كان مذهب سلف الامّة وائمتها ان الله خالق كلّ شئ
وربه ومليكه ما شاء كان وما لم يشأ لم يكن لا ربّ غيره وهو مع ذلك امر بالطاعة ونهى عن
المعصية وهو لا يحبّ الفساد ولا يرضى لعباده الكفر ولا يأمر بالفحشاء وان كانت واقعة
بمشيئته فهو لا يحبّها ولا يرضاها بل يبغضها ويذمّ اهلها ويعاقبهم واما المرتبة الثالثة ان لا
يشهد طاعة ولا معصية فانه يرى ان الوجود واحد وعندهم انّ هذا غاية التحقيق والولاية
لله وهو في الحقيقة غاية الالحاد في اسماء الله واياته وغاية العداوة لله فانّ صاحب هذا
المشهد يتخذ اليهود والنصرى وسائر الكفار اولياء وقد قال تعالى ومن يتولهم منكم فانّه منهم
ولا يتبرّأ من الشرك والاوثان فيخرج عن ملة ابراهيم الخليل صلوات الله وسلامه عليه قال
الله تعالى قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والّذين معه اذ قالوا لقومهم انا برءاء منكم و
مما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة والبغضاء ابدا حتّى تؤمنوا
بالله وحده وقال الخليل عليه السّلام لقومه المشركين افرأيتم ما كنتم تعبدون انتم واباؤكم
الاقدمون فانهم عدوّ لي الّا ربّ العالمين وقال تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم
الاخر يوادّون من حادّ الله ورسوله ولو كانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم
اولئك كتب في قلوبهم الايمان وايّدهم بروح منه وهؤلاء قد صنّف بعضهم كتبا
وقصائد على مذهبهم مثل قصيدة ابن الفارض المسماة نظم السلوك يقول فيها **شعر**

Marfat.com

لها صنوتي بالمقام اقيمها ... واشهد فيها انها لي صلت

كلانا مصلّ واحد ساجد الى ... حقيقته بالجمع في كلّ سجدة

وما كان لي صلّى سوائي ولم تكن ... صلاتي لغيري في اداء كل ركعة

الى ان قال **شعر**

وما زلت اياها واياي لم تزل ... ولا فرق بين ذاتي لذاتي صلت

الي رسولا كنت مني مرسلا ... وذاتي بآياتي عليّ استدلت

فان دعيت كنت المجيب وان اكن ... منادى اجابت من دعاني ولبت

الى امثال هذا الكلام ولهذا كان هذا القائل عند الموت ينشد يقول **شعر**

ان كان منزلتي في الحبّ عندكم ... ما قد لقيت فقد ضيعت ايامي

امنية ظفرت نفسي بها زمنا ... واليوم احسبها اضغاث احلام

فانه كان يظن انه هو الله فلما حضرت ملائكة الله لقبض روحه تبيّن له بطلان ما كان يظنه وقال الله تعالى سبّح لله ما في السموات والارض وهو العزيز الحكيم فجميع ما في السموات والارض يسبّح لله ليس هو الله (ثم قال تعالى) له ملك السّموات والارض يحيي ويميت وهو على كلّ شئ قدير هو الاوّل والاخر والظّاهر والباطن وهو بكل شئ عليم وفي صحيح مسلم عن النّبي صلّى الله تعالى عليه وسلّم انه كان يقول في دعائه اللّهمّ ربّ السّموات السّبع وربّ العرش العظيم ربنا وربّ كل شئ فالق الحبّ والنّوى منزل التورٰة والانجيل والقرآن اعوذ بك من شر كل دابة انت اخذ بناصيتها انت الاول فليس قبلك شئ وانت الاخر فليس بعدك شئ وانت الظاهر فليس فوقك شئ وانت الباطن فليس دونك شئ اقض عنّي الدّين واغنني من الفقر ثم قال هو الّذي خلق السّموات والارض في ستّة ايّام ثم استوى على العرش يعلم ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السّماء وما يعرج فيها وهو معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير فذكر انّ السّموات والارض وفي موضع اخر وما بينهما مخلوق مسبّح له واخبر سبحانه انه يعلم كلّ شئ واما قوله وهو معكم فلفظ مع لا تقتضي في لغة العرب ان يكون احد الشيئين مختلطا بالاخر كقوله تعالى اتقوا الله وكونوا مع الصّٰدقين وقوله تعالى محمّد رسول الله والّذين معه اشدّاء على الكفار وقوله تعالى والّذين امنوا من بعد وهاجروا وجاهدوا معكم فاولئك منكم ولفظ مع جاءت في القرآن عامة وخاصة فالعامة في هذه الاية وفي

Marfat.com

آية المجادلة الم تر ان الله يعلم ما في السموات وما في الارض ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم اينما كانوا ثم ينبئهم بما عملوا يوم القيامة ان الله بكل شئ عليم فافتتح الكلام بالعلم وختمه بالعلم ولهذا قال ابن عباس والضحاك وسفيان الثوري واحمد بن حنبل هو معهم بعلمه واما المعية الخاصة ففي قوله تعالى ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون (وقوله تعالى لموسى) انني معكما اسمع وارى (وقال تعالى) اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا يعني النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وابا بكر رضي الله تعالى عنه فهو مع موسى وهارون دون فرعون ومع محمد وصاحبه دون ابي جهل وغيره من اعدائه ومع الذين اتقوا والذين هم محسنون دون الظالمين المعتدين فلو كان معنى المعية انه بذاته في كل مكان تناقض الخبر الخاص والخبر العام بل المعنى انه مع هؤلاء بنصره وتائيده دون اولئك (وقوله تعالى) وهو الذي في السماء اله وفي الارض اله اي هو اله من في السموات واله من في الارض (كما قال تعالى) وله المثل الاعلى في السموات والارض وهو العزيز الحكيم وكذلك قوله تعالى وهو الله في السموات وفي الارض كما فسره ائمة العلم كالامام احمد رحمه الله وغيره انه المعبود في السموات والارض واجمع سلف الامة وائمتها على ان الرب تعالى بائن من مخلوقاته يوصف بما وصف به نفسه وبما وصفه به رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم من غير تحريف ولا تعطيل ومن غير تكييف ولا تمثيل يوصف بصفات الكمال دون صفات النقص ويعلم انه ليس كمثله شئ ولا لقوله في شئ من صفات الكمال (كما قال تعالى) قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد قال ابن عباس الصمد العليم الذي كمل في علمه العظيم الذي كمل في عظمته القدير الكامل في قدرته الحكيم الكامل في حكمته السيد الكامل في سودده وقال ابن مسعود وغيره هو الذي لا جوف له والاحد الذي لا نظير له فاسم الصمد يتضمن اتصافه بصفات الكمال ونفي النقائص عنه واسم الاحد يتضمن اتصافه انه لا مثل له وقد بسطنا الكلام على ذلك في تفسير هذه السورة وفي كونها تعدل ثلث القران

فصل

وكثير من الناس تشتبه عليهم الحقائق الامرية الدينية الايمانية بالحقائق الخلقية القدرية الكونية فان الله سبحانه وتعالى له الخلق والامر كما قال تعالى ان ربكم الله الذي خلق

السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا والشمس و
القمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین فھو سبحانہ خالق
کل شئ وربہ وملیکہ لا خالق غیرہ ولا رب سواہ ماشاء کان وما لم یشا لم یکن فکل ما
فی الوجود من حرکۃ وسکون فبقضائہ وقدرہ ومشیئتہ وقدرتہ وخلقہ وھو سبحانہ امر
بطاعتہ وطاعۃ رسلہ ونہی عن معصیتہ ومعصیتہ رسلہ وامر بالتوحید والاخلاص ونہی
عن الاشراک باللہ فاعظم الحسنات التوحید واعظم السیّات الشرک۔ قال اللہ تعالی ان
اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء وقال تعالی ومن الناس من
یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونہم کحب اللہ والذین امنوا اشدّ حبًا للہ وفی الصحیحین
عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ قال قلت یا رسول اللہ ایّ الذنب اعظم قال ان
تجعل للہ نداً وھو خلقک قلت ثم ایّ قال ثم ان تقتل ولدک مخافۃ ان یطعم معک
قلت ثم ایّ قال ان تزنی بحلیلۃ جارک فانزل اللہ تصدیق ذلک والذین لا یدعون
مع اللہ الٰھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک
یلق اثاما یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ ویخلد فیہ مھانا الا من تاب وامن وعمل عملاً
صالحًا فاولئک یبدّل اللہ سیئاتہم حسنات وکان اللہ غفوراً رحیما وامر سبحانہ با
لعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی واخبر انّہ یحب
المتقین ویحب المحسنین ویحب المقسطین ویحبّ التوابین ویحب المتطھرین
ویحبّ الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانہم بنیان مرصوص وھو یکرہ ما نہی عنہ
کما ذال فی سورۃ سبحان کلّ ذلک کان سیئہ عند ربک مکروھا وقد نہی عن الشرک
وعقوق الوالدین وامر بایتائ ذی القربی الحقوق نہی عن التبذیر وعن التقتیر
وان یجعل یدہ مغلولۃ الی عنقہ وان یبسطہا کل البسط ونہی عن قتل النفس بغیر الحق
وعن الزنا وعن قربان مال الیتیم الا بالتی ھی احسن الی ان قال کلّ ذلک کان سیئہ
عند ربک مکروھا وھو سبحانہ لا یحب الفساد ولا یرضی لعبادہ الکفر والعبد ما مور ان یتوب
الی اللہ تعالی دائما قال اللہ تعالی وتوبوا الی اللہ جمیعًا ایہ المومنون لعلکم تفلحون
وفی صحیح البخاری عن النبیّ صلّی اللہ تعالی علیہ وسلّم انہ قال ایہا النّاس توبوا الی ربکم
فوالذی نفسی بیدہ انی لاستغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ

وفی صحیح مسلم عنہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم انّہ قال انّہ لیغان علی قلبی وانّی لاستغفر
اللہ فی الیوم مائۃ مرّۃ وفی السنن عن ابن عمر قال کنّا نعدّ لرسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلّم فی المجلس الواحد یقول ربّ اغفرلی وتب علیّ انّک انت التوّاب الرحیم مائۃ مرّۃ
او قال اکثر من مائۃ مرّۃ وقد امر اللہ سبحانہ ان یختموا الاعمال الصالحۃ بالاستغفار فکان
النبیّ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اذا سلّم من الصّلوٰۃ یستغفر ثلاثا ویقول اللّٰھمّ انت السّلام
ومنک السّلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام کما ثبت ذلک فی الحدیث الصّحیح عنہ وقد
قال تعالیٰ والمستغفرین بالاسحار فامرھم ان یقوموا باللّیل ویستغفروا بالاسحار وکذلک
ختم سورۃ المزمل وھی سورۃ قیام اللیل بقولہ تعالیٰ واستغفروا اللہ انّ اللہ غفور رحیم۔
وکذلک قال فی الحج فاذا افضتم من عرفٰت فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واذکروہ
کما ھدٰکم وان کنتم من قبلہ لمن الضّالّین ثم افیضوا من حیث افاض النّاس واستغفروا
اللہ انّ اللہ غفور رحیم بل انزل سبحانہ وتعالیٰ فی اٰخر الامر لما غزی النّبیّ صلّی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلّم غزوۃ تبوک وھی اٰخر غزواتہ لقد تاب اللہ علی النّبی والمھاجرین والانصار الّذین
اتّبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم ثم تاب علیھم انّہ بھم رؤف
رحیم وعلی الثلٰثۃ الّذین خلّفوا حتّی اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم
انفسھم وظنّوا ان لا ملجأ من اللہ الّا الیہ ثم تاب علیھم لیتوبوا انّ اللہ ھو التوّاب الرّحیم
وھی اٰخر ما نزل من القراٰن وقد قیل انّ اٰخر سورۃ نزلت قولہ تعالیٰ اذا جاء نصر اللہ و
الفتح ورأیت النّاس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبّح بحمد ربّک واستغفرہ انّہ
کان توّابا فامرہ اللہ تعالیٰ ان یختم عملہ بالتسبیح والاستغفار وفی الصّحیحین عن عائشۃ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کان یقول فی رکوعہ وسجودہ سبحانک
اللّٰھمّ ربنا وبحمدک اللّٰھمّ اغفرلی یتاوّل القراٰن وفی الصحیحین عنہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم انّہ کان یقول اللّٰھمّ اغفرلی خطیئتی وجھلی واسرافی فی امری وما انت اعلم بہ منّی
اللّٰھمّ اغفرلی ھزلی وجدّی وخطئی وعمدی وکلّ ذلک عندی اللّٰھمّ اغفرلی ما قدّمت
وما اخّرت وما اسررت وما اعلنت لا الٰہ الّا انت وفی الصّحیحین انّ ابا بکر الصّدّیق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یا رسول اللہ علّمنی دعاءً ادعو بہ فی صلوٰتی قال قل اللّٰھمّ انّی ظلمت
نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذّنوب الّا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انّک انت

Marfat.com

الغفور الرحیم (وفی السنن) عن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال یا رسول اللہ علمنی دعاءً
ادعو بہ اذا اصبحت واذا امسیتُ فقال قل اللّٰھم فاطر السموات والارض عالم الغیب و
الشہادۃ ربّ کل شیٔ وملیکہ اشہد ان لا الہ الا انت اعوذ بک من شر نفسی ومن شر الشیطان
وشرکہ وان اقترف علی نفسی سوءًا او اجرہ الی مسلم قلہ اذا اصبحت واذا امسیت واذا
اخذت مضجعک فلیس لاحد ان یظن استغناءہ عن التوبۃ الی اللہ والاستغفار من الذنوب
بل کل احد محتاج الی ذلک دائما (قال اللہ تبارک وتعالیٰ) وحملہا الانسان انہ کان
ظلوما جہولا لیعذب اللہ المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات ویتوب اللہ علی
المؤمنین والمؤمنات وکان اللہ غفورا رحیما فالانسان ظالم جاهل وغایۃ المؤمنین
والمؤمنات التوبۃ (وقد) اخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ بتوبۃ عبادہ الصالحین ومغفرتہ لہم
وثبت فی الصحیح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ قال لن یدخل الجنۃ احد بعملہ
قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمۃ منہ وفضل وهذا لا ینافی
قولہ فی القران کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ فان الرسول نفی باء المقابلۃ
والمعادلۃ والقران اثبت باء السبب وقول من قال اذا احب اللہ عبدا لم تضرہ الذنوب
معناہ انہ اذا احب عبدا الہمہ التوبۃ والاستغفار فلم یصر علی الذنوب ومن ظن ان
الذنوب لا تضر من اصر علیہا فہو ضال مخالف للکتاب والسنۃ واجماع السلف والائمۃ
بل من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ وانما عبادہ الممدوحون
ہم المذکورون فی قولہ تعالیٰ وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضہا السموات
والارض اعدت للمتقین الذین ینفقون فی السراء والضراء والکاظمین الغیظ و
العافین عن الناس واللہ یحب المحسنین والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم
ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا
وہم یعلمون ومن ظن ان القدر حجۃ لاہل الذنوب فہو من جنس المشرکین الذین
قال اللہ تعالیٰ عنہم سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا
من شیٔ قال اللہ تعالیٰ ردا علیہم کذلک کذب الذین من قبلہم حتی ذاقوا باسنا قل ہل
عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون قل فللہ الحجۃ البالغۃ
فلو شاء لہداکم اجمعین ولو کان القدر حجۃ لاحد لم یعذب اللہ المکذبین

Marfat.com

للرّسل كقوم نوح وعاد وثمود والمؤتفكات وقوم فرعون ولم يأمر باقامة الحد ودعلى
المعتدين ولا يحتجّ احد الّا اذا كان متّبعًا لهواه بغير هدى من الله ومن رأى القدر
حجّة لاهل الذنوب يرفع عنهم الذمّ والعقاب فعليه ان لا يذمّ احدًا ولا يعاقبه اذا اعتدى
عليه بل يستوى عنده ما يوجب اللذّة وما يوجب الالم فلا يفرق بين من يفعل معه خيرًا
ولا بين من يفعل معه شرًّا وهذا ممتنع طبعًا وعقلًا وشرعًا وقد قال تعالى ام نجعل الّذين
امنوا وعملوا الصّلحت كالمفسدين فى الارض ام نجعل المتقين كالفجّار وقال تعالى افنجعل
المسلمين كالمجرمين وقال تعالى ام حسب الّذين اجترحوا السّيّات ان نجعلهم كالّذين امنوا
وعملوا الصّلحت سواء محياهم ومماتهم ساء ما يحكمون وقال تعالى افحسبتم انّما خلقنكم عبثًا
وانكم الينا لا ترجعون وقال تعالى ايحسب الانسان ان يترك سدى اى مهملًا لا يؤمر
ولا ينهى وقد ثبت فى الصّحيحين عن النّبىّ صلّى الله تعالى عليه وسلم انّه قال احتجّ ادم و
موسى قال موسى يا ادم انت ابو البشر خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه واسجد لك ملائكته
اخرجتنا ونفسك من الجنّة فقال له ادم انت موسى الّذى اصطفاك الله بكلامه وكتب
لك التورية بيده فبكم وجدت مكتوبًا علىّ قبل ان اُخلق وعصى ادم ربّه فغوى قال باربعين
سنة قال فلِمَ تلومنى على امرٍ قدّره الله علىّ قبل ان اخلق باربعين سنة قال فحجّ ادم موسى
اى غلبه بالحجّة وهذا الحديث ضلّت فيه طائفتان طائفة كذّبت به لما ظنّوا انه يقتضى رفع
الذمّ والعقاب عمن عصى الله لاجل القدر وطائفة شرّ من هؤلاء جعلوه حجّة وقد يقولون
القدر حجّة لاهل الحقيقة الذين شهدوه او الّذين لا يرون انّ لهم فعلًا ومن النّاس من
قال انّما حجّه موسى لانه ابوه او لانّه كان قد تاب او لانّ الذّنب كان فى شريعة واللّوم فى
اخرى او لانّ هذا يكون فى الدّنيا دون الاخرى وكل هذا باطل ولكن وجه الحديث انّ
موسى عليه السّلام لم يلم اباه الّا لاجل المصيبة الّتى لحقتهم من اجل اكله من الشجرة فقال
لماذا اخرجتنا ونفسك من الجنّة لم يلمه لمجرّد كونه اذنب ذنبًا وتاب منه فانّ موسى
يعلم انّ التائب من الذنب لا يلام وهو قد تاب منه ايضًا ولو كان ادم يعتقد رفع
الملام عنه لاجل القدر لم يقل ربّنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكوننّ من الخسرين
والمؤمن مأمور عند المصائب ان يصبر ويسلم وعند الذّنوب ان يستغفر ويتوب
قال الله تعالى فاصبر انّ وعد الله حقّ واستغفر لذنبك فامره بالصبر على المصائب

والاستغفار من المعائب وقد قال تعالى ما اصاب من مصيبة الا باذن الله ومن يؤمن بالله
يهد قلبه قال ابن مسعود رض هو الرجل تصيبه المصيبة يعلم انها من عند الله فيرضى ويسلم
فالمؤمنون اذا اصابتهم مصيبة مثل المرض والفقر والذل صبروا لحكم الله وان كان ذلك
بسبب ذنب غيرهم كمن انفق ابوه ماله فى المعاصى فافتقر اولاده لذلك فعليهم ان يصبروا لما
اصابهم واذا لاموا الاب لحظوظهم ذكر لهم القدر والصبر واجب باتفاق العلماء واعلى من ذلك
الرضا بحكم الله والرضا قد قيل انه واجب وقيل هو مستحب وهو الصحيح واعلى من ذلك
ان يشكر الله على المصيبة لما يرى من انعام الله عليه بها حيث جعلها سببا لتكفير خطاياه
ورفع درجاته وانابته الى الله وتضرعه اليه واخلاصه له فى التوكل عليه ورجائه دون
المخلوقين واما اهل البغى والضلال فتجدهم يحتجون بالقدر اذا اذنبوا واتبعوا اهواءهم
ويضيفون الحسنات الى انفسهم اذا انعم عليهم بها كما قال بعض العلماء انت عند الطاعة
قدرى وعند المعصية جبرى اى مذهب وافق هواك تمذهبت به واهل الهدى
والرشاد اذا فعلوا حسنة شهدوا انعام الله عليهم بها وانه هو الذى انعم عليهم وجعلهم
مسلمين وجعلهم يقيمون الصلوة والهمهم التقوى وانه لا حول ولا قوة الا به فزال عنهم
بشهود القدر العجب والمن والاذى واذا فعلوا سيئة استغفروا الله وتابوا اليه منها ففى
صحيح البخارى عن شداد بن اوس قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سيد الاستغفار
ان يقول العبد اللهم انت ربى لا اله الا انت خلقتنى وانا عبدك وانا على عهدك ووعدك
ما استطعت اعوذ بك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك على وابوء بذنبى فاغفر لى فانه
لا يغفر الذنوب الا انت من قالها اذا اصبح موقنا بها فمات من ليلته دخل الجنة وفى الحديث
الصحيح عن ابى ذر رضى الله تعالى عنه عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فيما يروى عن
ربه تبارك وتعالى انه قال يا عبادى انى حرمت الظلم على نفسى وجعلته بينكم محرما فلا
تظالموا يا عبادى انكم تخطئون بالليل والنهار وانا اغفر الذنوب جميعا ولا ابالى
فاستغفرونى اغفر لكم يا عبادى كلكم جائع الا من اطعمته فاستطعمونى اطعمكم يا
عبادى كلكم عار الا من كسوته فاستكسونى اكسكم يا عبادى كلكم ضال الا من هديته
فاستهدونى اهدكم يا عبادى انكم لن تبلغوا ضرى فتضرونى ولن تبلغوا نفعى فتنفعونى
يا عبادى لو ان اولكم واخركم وانسكم وجنكم كانوا على اتقى قلب رجل واحد منكم ما

ما زاد ذلك في ملكي شيئاً يا عبادي لو انّ اوّلكم و اخركم و انسكم و جنكم كانوا على افجر قلب رجل واحد منكم ما نقص ذلك من ملكي شيئاً يا عبادي لو انّ اوّلكم و اخركم و انسكم و جنكم اجتمعوا في صعيد واحد فسألوني فاعطيت كلّ انسان مسألته ما نقص ذلك ممّا عندي الّا كما ينقص البحر اذا غمس فيه المخيط غمسة واحدة يا عبادي انما هي اعمالكم احصيها لكم ثم اوفيكم ايّاها فمن وجد خيراً فليحمد الله ومن وجد غير ذلك فلا يلومنّ الّا نفسه فامر سبحانه بحمد الله على ما يجده العبد من خير وانه اذا وجد شرّاً فلا يلومنّ الّا نفسه وكثير من النّاس يتكلم بلسان الحقيقة ولا يفرق بين الحقيقة الكونيّة القدرية المتعلّقة بخلقه و مشيئته وبين الحقيقة الدّينيّة الامريّة المتعلّقة برضاه ومحبتّه ولا يفرق بين من يقوم بالحقيقة الدينيّة موافقاً لما امر الله به على السن رسله وبين من يقوم بوجده و ذوقه غير معتبر ذلك بالكتاب والسنّة كما انّ لفظ الشريعة يتكلم به كثير من الناس ولا يفرق بين الشرع المنزل من عند الله تعالى وهو الكتاب والسّنة الّذي بعث الله به رسوله فان هذا الشرع ليس لاحد من الخلق الخروج عنه ولا يخرج عنه الّا كافر وبين الشرع الّذي هو حكم الحاكم فالحاكم تارة يصيب وتارة يخطئ هذا اذا كان عالماً عادلاً والّا ففي السّنن عن النبيّ صلّى الله تعالى عليه وسلم انّه قال القضاة ثلاثة قاضيان في النار وقاض في الجنّة رجل علم الحقّ وقضى به فهو في الجنّة و رجل قضى للناس على جهل فهو في النار و رجل علم الحق فقضى بغيره فهو في النار وافضل القضاة العالمين العادلين سيّد ولد ادم محمّد صلّى الله تعالى عليه وسلم فقد ثبت عنه في الصّحيحين انّه قال انكم تختصمون اليّ ولعلّ بعضكم يكون الحن بحجّته من بعض و انّما اقضي بنحو ممّا اسمع فمن قضيت له من حق اخيه شيئاً فلا يأخذه فانّما اقطع له قطعة من النار فقد اخبر سيّد الخلق انّه اذا قضى بشئ ممّا سمعه وكان في الباطن بخلاف ذلك لم يجز للمقضي له ان يأخذ ما قضى به له وانّه انّما يقطع له به قطعة من النار وهذا متفق عليه بين العلماء في الاملاك المطلقة اذا حكم الحاكم بما ظنّه حجّة شرعية كالبيّنة والاقرار وكان الباطن بخلاف الظاهر لم يجز للمقضي له ان يأخذ ما قضى به له بالاتفاق وان حكم في العقود والفسوخ بمثل ذلك فاكثر العلماء يقول ان الامر كذلك وهو مذهب مالك والشافعي واحمد بن حنبل وفرق ابو حنيفة رضي الله تعالى عنه بين النوعين فلفظ الشرع والشريعة اذا اريد به الكتاب والسنّة لم يكن لاحد من اولياء الله تعالى

ولا لغيرهم ان يخرج عنه ومن ظن ان لاحد من اولياء الله طريقا الى الله تعالى غير متابعة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم باطنا وظاهرا فلم يتابعه باطنا وظاهرا فهو كافر ومن احتج في ذلك بقصة موسى مع الخضر كان غالطا من وجهين احدهما ان موسى لم يكن مبعوثا الى الخضر ولا كان على الخضر اتباعه فان موسى كان مبعوثا الى بني اسرائيل واما محمد صلى الله تعالى عليه وآله وسلم فرسالته عامة لجميع الثقلين الجن والانس ولو ادركه من هو افضل من الخضر كابراهيم وموسى وعيسى وجب عليهم اتباعه فكيف بالخضر سواء كان نبيا او وليا ولهذا قال الخضر لموسى انا على علم من علم الله علمنيه الله لا تعلمه وانت على علم من علم الله علمكه الله لا اعلمه وليس لاحد من الثقلين الذين بلغتهم رسالة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ان يقول مثل هذا الثاني ان ما فعله الخضر لم يكن مخالفا لشريعة موسى عليه السلام وموسى لم يكن علم الاسباب التي تبيح ذلك فلما بينها له وافقه على ذلك فان خرق السفينة ثم ترقيعها لمصلحة اهلها خوفا من الظالم ان يأخذها احسان اليهم وذلك جائز وقتل الصائل جائز وان كان صغيرا ومن كان تكفيره لابويه لا يندفع الا بقتله جاز قتله (قال ابن عباس رضي الله تعالى عنهما) لنجدة الحروري لما سأله عن قتل الغلمان قال له ان كنت علمت منهم ما علمه الخضر من ذلك الغلام فاقتلهم والا فلا تقتلهم رواه البخاري واما الاحسان الى اليتيم بلا عوض والصبر على الجوع فهذا من صالح الاعمال فلم يكن في ذلك شيء مخالفا شرع الله واما اذا اريد بالشرع حكم الحاكم فقد يكون ظالما وقد يكون عادلا وقد يكون صوابا وقد يكون خطأ وقد يراد بالشرع قول ائمة الفقه كابي حنيفة والثوري ومالك بن انس والاوزاعي والليث بن سعد والشافعي واحمد واسحاق وداود وغيرهم فهؤلاء اقوالهم يحتج لها بالكتاب والسنة واذا قلد المقلد لاحدهم حيث يسوغ ذلك كان جائزا وان لم يقلده وقلد غيره حيث يسوغ ذلك كان جائزا اي ليس اتباع احدهم واجبا على جميع الامة كاتباع الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم ولا يحرم تقليد احدهم كما يحرم اتباع من يتكلم بغير علم واما ان اضاف احد الى الشريعة ما ليس منها من احاديث مفتراة او تأول النصوص بخلاف مراد الله ونحو ذلك فهذا من نوع التبديل فيجب الفرق بين الشرع المنزل والشرع المؤول والشرع المبدل كما يفرق بين الحقيقة الكونية والحقيقة الدينية الامرية وبين ما يستدل عليها بالكتاب والسنة وبين ما يكتفى فيها

بين ورق ضاجها وجنده **فصل** وقد ذكره الله في كتابه الفرق بين الارادة في الارادة
والامر والقضاء والاذن والتحريم والبعث والارسال والكلام والجعل وبين الكوني
الذي خلقه وقدّره وقضاه وان كان لم يامر به ولا يحبّه ولا يرضاه ولا يثيب اصحابه
ولا يجعلهم من اوليائه المتقين وبين الدّيني الّذي امر به وشرعه واحبّه واثاب
فاعليه واكرمهم وجعلهم من اوليائه المتقين وحزبه المفلحين وجنده الغالبين المصلحين
وهذا من اعظم الفروق الّتي يفرق بها بين اولياء الله واعدائه فمن استعمله الرّبّ
سبحانه وتعالى فيما يحبّه ويرضاه ومات على ذلك كان من اوليائه ومن كان عمله فيما يبغضه
الرّبّ ويكرهه ومات على ذلك كان من اعدائه فالارادة الكونيّة هي مشيئته لما خلقه
وجميع المخلوقات داخلة في مشيئته وارادته الكونيّة والارادة الدّينيّة هي المتضمّنة
لمحبّته ورضاه المتناولة لما امر به وجعله شرعا ودينا وهذه مختصّة بالايمان والعمل
الصالح قال الله تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضلّه
يجعل صدره ضيّقا حرجا كانّما يصّعّد في السّماء وقال نوح عليه السّلام لقومه ولا ينفعكم
نُصحي ان اردت ان انصح لكم ان كان الله يريد ان يغويكم وقال تعالى واذا اراد الله
بقوم سوءً فلا مردّ له وما لهم من دونه من وال وقال تعالى في الثانية ومن كان منكم
مريضا او على سفر فعدّة من ايّام اخر يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر وقال في اية
الطهارة ما يريد الله ليجعل عليكم من حرج ولكن يريد ليطهركم وليتمّ نعمته عليكم لعلكم
تشكرون ولمّا ذكر ما احلّه وما حرّمه من النّكاح قال يريد الله ليبيّن لكم ويهديكم سنن
الّذين من قبلكم ويتوب عليكم والله عليم حكيم والله يريد ان يتوب عليكم ويريد الّذين
يتّبعون الشهوات ان تميلوا ميلا عظيما يريد الله ان يخفّف عنكم وخلق الانسان ضعيفا
وقال لمّا ذكر ما امر به ازواج النّبي صلّى الله تعالى عليه وسلم وما نهاهنّ عنه انّما يريد الله
ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا والمعنى انه امركم بما يذهب عنكم
الرّجس ويطهركم تطهيرا والمعنى انه امركم بما يذهب عنكم الرّجس اهل البيت ويطهركم
تطهيرا اي فمن اطاع امره كان مطهّرا قد اذهب عنه الرّجس بخلاف من عصاه واما الامر
فقال في الامر الكوني انّما امرنا لشيء اذا اردناه ان نقول له كن فيكون وقد قال تعالى وما
امرنا الا واحدة كلمح بالبصر وقال تعالى اتاها امرنا ليلا او نهارا فجعلناها حصيدا

كان لم تغن بالامس (واما الامر الديني) فقال تعالى ان الله يأمر بالعدل والاحسان وايتاء
ذي القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغي يعظكم لعلكم تذكرون وقال تعالى ان الله
يأمركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها واذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل ان الله
نعما يعظكم به ان الله كان سميعا بصيرا (واما الاذن) فقال في الكوني لما ذكر السحر
وما هم بضارين به من احد الا باذن الله اي بمشيئته وقدرته والا فالسحر لما يبيحه الله
عز وجل (وقال في الاذن الديني) ام لهم شركاء شرعوا لهم من الدين ما لم يأذن به الله
وقال تعالى) انا ارسلناك شاهدا ومبشرا ونذيرا وداعيا الى الله باذنه وقال تعالى
وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله وقال تعالى ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة
على اصولها فباذن الله واما القضاء فقال في الكوني فقضاهن سبع سموات في يومين وقال
سبحانه اذا قضى امرا فانما يقول له كن فيكون وقال في الديني وقضى ربك الا تعبدوا
الا اياه اي امر ليس المراد به قدر ذلك فانه قد عبد غيره كما اخبر في غير موضع كقوله تعالى
ويعبدون من دون الله ما لا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله (و
قول الخليل عليه السلام لقومه) افرأيتم ما كنتم تعبدون انتم واباؤكم الاقدمون فانهم
عدو لي الا رب العالمين وقال تعالى قد كانت لكم اسوة حسنة في ابراهيم والذين معه اذ
قالوا لقومهم انا برءاء منكم ومما تعبدون من دون الله كفرنا بكم وبدا بيننا وبينكم العداوة
والبغضاء ابدا حتى تؤمنوا بالله وحده الا قول ابراهيم لابيه لاستغفرن لك وما املك لك
من الله من شيء وقال تعالى قل يا ايها الكافرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما
اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد لكم دينكم ولي دين وهذه كلمة
تقتضي براءته من دينهم ولا تقتضي رضاه بذلك كما قال تعالى في الآية الاخرى فان كذبوك فقل
لي عملي ولكم عملكم انتم بريئون مما اعمل وانا بريء مما تعملون ومن ظن من الملاحدة ان هذا
رضاء منه بدين الكفار فهو من اكذب الناس واكفرهم كمن ظن ان قوله وقضى ربك بمعنى
قدر وان الله سبحانه ما قضى بشيء الا وقع وجعل عباد الاصنام ما عبدوا الا الله فان
هذا من اعظم الناس كفرا بالكتب (واما لفظ البعث) فقال تعالى في البعث الكوني
فاذا جاء وعد اولاهما بعثنا عليكم عبادا لنا اولي بأس شديد فجاسوا خلال الديار وكان
وعدا مفعولا وقال في البعث الديني هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم

يتلوا عليهم اياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة (وقال تعالى) ولقد بعثنا فى كل امة
رسولا ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت واما لفظ الارسال فقال فى الارسال الكونى الم
تر انا ارسلنا الشياطين على الكافرين تؤزهم ازا وقال تعالى وهو الذى ارسل الرياح بشرا
بين يدى رحمته وقال فى الدينى انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذيرا (وقال تعالى)
انا ارسلنا نوحا الى قومه وقال تعالى انا ارسلنا اليكم رسولا شاهدا عليكم كما ارسلنا الى
فرعون رسولا وقال تعالى الله يصطفى من الملئكة رسلا ومن الناس واما لفظ الجعل فقال
فى الكونى وجعلناهم ائمة يدعون الى النار (وقال فى الدينى) لكل جعلنا منكم شرعة
ومنهاجا وقال تعالى ما جعل الله من بحيرة ولا سائبة ولا وصيلة ولا حام واما لفظ
التحريم فقال فى الكونى وحرمنا عليه المراضع من قبل وقال تعالى فانها محرمة عليهم
اربعين سنة يتيهون فى الارض وقال فى الدينى حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير
وما اهل لغير الله به وقال تعالى حرمت عليكم امهاتكم وبناتكم واخواتكم وعماتكم
وخالاتكم وبنات الاخ وبنات الاخت الاية (واما لفظ الكلمات) فقال فى الكلمات الكونية
وصدقت بكلمات ربها وكتبه وثبت فى الصحيح عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم
انه كان يقول اعوذ بكلمات الله التامات كلها من شر ما خلق ومن غضبه وعقابه
وشر عباده ومن همزات الشياطين وان يحضرون وقال صلى الله تعالى عليه وسلم من نزل
منزلا فقال اعوذ بكلمت الله التامات من شر ما خلق لم يضره شئ حتى يرتحل من
منزله ذلك (وكان يقول) اعوذ بكلمات الله التامات التى لا يجاوزهن بر ولا فاجر
من شر ما ذرأ فى الارض ومن شر ما يخرج منها ومن شر فتن الليل والنهار ومن شر
كل طارق الا طارقا يطرق بخير يا رحمن وكلمات الله التامات التى لا يجاوزهن بر
ولا فاجر هى التى كون بها الكائنات فلا يخرج بر ولا فاجر من تكوينه ومشيئته وقدرته
واما كلماته الدينية وهى كتبه المنزلة وما فيها من امره ونهيه فاطاعها الابرار وعصاها
الفجار واولياء الله المتقون هم المطيعون لكلماته الدينية وجعله الدينى واذنه الدينى
وارادته الدينية واما كلماته الكونية التى لا يجاوزها بر ولا فاجر فانه يدخل تحتها
جميع الخلق حتى ابليس وجنوده وجميع الكفار وسائر من يدخل النار فالخلق وان اجتمعوا
فى شمول الخلق والمشيئة والقدرة لهم فقد افترقوا فى الامر والنهى والمحبة و

الرضا والغضب وأولياء الله المتقون هم الذين فعلوا المامور وتركوا المحظور وصبروا على المقدور فاحبهم واحبوه ورضي عنهم ورضوا عنه واعداؤه اولياء الشياطين وان كانوا تحت قدرته فهو يبغضهم ويغضب عليهم ويلعنهم ويعاديهم وبسط هذه الجمل له موضع آخر وانما كتبت هنا تنبيهاً على مجامع الفرق بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان وجماع الفرق بينهما اعتبارهم بموافقة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فانه هو الذي فرق الله تعالى به بين اوليائه السعداء واعدائه الاشقياء وبين اوليائه اهل الجنة واعدائه اهل النار وبين اوليائه اهل الهدى والرشاد وبين اعدائه اهل الغي والضلال والفساد واعدائه حزب الشيطان واوليائه الذين كتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه (قال تعالى) لا تجد قوماً يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله الآية وقال تعالى اذ يوحي ربك الى الملئكة اني معكم فثبتوا الذين امنوا سالقي في قلوب الذين كفروا الرعب فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم كل بنان وقال في اعدائه وان الشياطين ليوحون الى اوليائهم ليجادلوكم وقال وكذلك جعلنا لكل نبيٍ عدواً شياطين الانس والجن يوحي بعضهم الى بعضٍ زخرف القول غروراً (وقال تعالى) هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاكٍ اثيم يلقون السمع واكثرهم كذبون والشعراء يتبعهم الغاوٗن الم تر انهم في كل وادٍ يهيمون وانهم يقولون ما لا يفعلون الا الذين امنوا وعملوا الصلحت وذكروا الله كثيراً وانتصروا من بعد ما ظلموا وسيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون (وقال تعالى) فلا اقسم بما تبصرون وما لا تبصرون انه لقول رسول كريم وما هو بقول شاعر قليلاً ما تؤمنون ولا بقول كاهن قليلاً ما تذكرون تنزيل من رب العالمين ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين فما منكم من احد عنه حاجزين وانه لتذكرة للمتقين وانا لنعلم ان منكم مكذبين وانه لحسرة على الكافرين وانه لحق اليقين فسبح باسم ربك العظيم (وقال تعالى) فذكر فما انت بنعمة ربك بكاهن ولا مجنون الى قوله ان كانوا صادقين فنزه سبحانه وتعالى نبينا محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم عن من تقترن به الشياطين من الكهان والشعراء والمجانين وبين ان الذي جاءه بالقرآن ملك كريم اصطفاه الله. قال الله يصطفي

Marfat.com

من الملئكة رسلاً ومن الناس (وقال تعالى) وانّه لتنزيل رب العالمين نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربيّ مبين (وقال تعالى) قل من كان عدوّا لجبريل فانّه نزّله على قلبك باذن الله الاية (وقال تعالى) فاذا قرأت القرأن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم الى قوله وبشرى للمسلمين فسمّاه الرّوح الامين وسمّاه روح القدس وقال تعالى فلا اقسم بالخنس الجوار الكنس يعنى الكواكب الّتى تكون فى فى السّماء خانسة اى مختفية قبل طلوعها فاذا ظهرت راها الناس جارية فى السّماء فاذا غربت ذهبت الى كناسها الّذى يحجبها واللّيل اذا عسعس اى اذا ادبر واقبل الصبح والصّبح اذا تنفس اى اقبل انّه لقول رسول كريم وهو جبريل عليه السلام ذى قوّة عند ذى العرش مكين مطاع ثمّ امين اى مطاع فى السّماء امين (ثم قال) وما صاحبكم بمجنون اى صاحبكم الّذى منّ الله عليكم به اذ بعثه اليكم رسولاً من جنسكم يصحبكم اذ كنتم لا تطيقون ان تروا الملئكة (كما قال تعالى) وقالوا لولا انزل عليه ملك ولو انزلنا ملكا لقضى الامر ثم لا ينظرون ولو جعلناه ملكا لجعلناه رجلا وللبسنا عليهم ما يلبسون الاية وقال تعالى ولقد راه بالافق المبين اى رأى جبريل عليه السلام وما هو على الغيب بظنين اى بمتهم وفى القراءة الاخرى بضنين اى بخيل يكتم العلم ولا يبذله الا بجعل كما يفعل من يكتم العلم الّا بالعوض وما هو بقول شيطان رجيم فنزه جبريل عليه السّلام عن ان يكون شيطانا كما نزه محمّدا صلّى الله تعالى عليه وسلم عن ان يكون شاعرا او كاهنا فاولياء الله المتقون هم المقتدون بمحمّد صلّى الله تعالى عليه وسلم فيفعلون ما امر به وينتهون عمّا عنه زجر ويقتدون به فيما بيّن لهم ان يتبعوه فيه فيؤيّدهم بملائكته وروح منه ويقذف الله فى قلوبهم من انواره ولهم الكرامات الّتى يكرم بها اولياءه المتقين وخيار اولياء الله كراماتهم لحجة فى الدين او لحاجة بالمسلمين كما كانت معجزات نبيّهم صلّى الله تعالى عليه وسلم كذلك وكرامات ... حصلت ببركة اتباع رسوله صلّى الله تعالى عليه وسلم فهى فى الحقيقة ... فى معجزات الرّسول صلّى الله تعالى عليه وسلم مثل انشقاق القمر وتسبيح الحصاة فى كفه واتيان الشجر اليه وحنين الجذع اليه ... ليلة المعراج بصفة بيت المقدس واخباره بما كان وما يكون واتيانه بالكتاب العزيز وتكثير الطعام والشراب

مرّات كثيرة كما اشبع فی الخندق العسكر من قدر طعام وهو لم ينقص فی حديث ام سلمة
المشهور وروّی العسكر فی غزوة خيبر من مزادة ماء ولم تنقص وملأ اوعية العسكر
عام تبوك من طعام قليل ولم ينقص وهم نحو ثلاثين الفا ونبع الماء من بين اصابعه مرّات
متعدّدة حتّی كفی الناس الّذين كانوا معه كما كانوا فی غزوة الحديبية نحو الف واربعمائة
او خمسمائة وردّ عين ابی قتادة حين سالت علی خدّه فرجعت احسن عينيه ولمّا ارسل
محمّد بن مسلمة لقتل كعب بن الاشرف فوقع وانكسرت رجله فمسحها فبرئت واطعم
من سواد بطن شاة مائة وثلاثين رجلا كلّا منهم حزّ له قطعة وجعل منها قطعتين فاكلوا منها
جميعهم ثمّ فضل فضلة وديْن عبد الله ابی جابر اليهودی وهو ثلاثون وسقا قال جابر فامر
صاحب الدّين ان ياخذ التّمر جميعه بالّذی كان له فلم يقبل فمشی فيها رسول الله صلّی الله
تعالی عليه وسلّم ثمّ قال لجابر جدّ له فوفاه الثلاثين وسقا وفضل سبعة عشر وسقا ومثل
هذا كثير قد جمعت نحو الف معجزة وكرامات الصّحابة والتابعين بعدهم وسائر
الصّالحين كثيرة جدًّا مثل ما كان اسيد بن حضير يقرأ سورة الكهف فنزل من السّماء
مثل الظّلّة فيها امثال السّرج وهی الملٰئكة نزلت لقرائته وكانت الملائكة تسلّم علی عمران
بن حصين وكان سلمان وابو الدّرداء ياكلان فی صحفة فسبّحت الصّحفة او سبّح ما
فيها وعباد بن بشر واسيد بن حضير خرجا من عند رسول الله صلّی الله تعالی عليه وسلّم
فی ليلة مظلمة فاضاء لهما نور مثل طرف السّوط فلمّا افترقا افترق الضّوء معهما رواه
البخاری وغيره وقصّة الصّدّيق فی الصحيحين لما ذهب بثلاثة اضياف معه الی
بيته وجعل لا ياكل لقمة الّا ربی من اسفلها اكثر منها فشبعوا وصارت اكثر ممّا هی قبل
ذلك فنظر اليها ابوبكر وامرأته فاذا هی اكثر ممّا كانت فرفعها الی رسول الله صلّی الله
تعالی عليه وسلّم وجاء اليه اقوام كثيرون فاكلوا منها وشبعوا وخبيب بن عدی كان اسيرًا
عند المشركين بمكة شرّفها الله تعالی وكان يؤتی بعنب ياكله وليس بمكة عنبة وعامر
بن فهيرة قتل شهيدًا فالتمسوا جسده فلم يقدروا عليه وكان لمّا قتل رفع فرآه عامر
بن الطفيل وقد رفع وقال عروة يرون الملٰئكة رفعته وخرجت امّ ايمن مهاجرة
وليس معها زاد ولا ماء فكادت تموت من العطش فلمّا كان وقت الافطار وكانت صائمة
سمعت حسًّا علی رأسها فرفعته فاذا دلو معلّق فشربت منه حتّی رويت وما عطشت

Marfat.com

بقیۃ عمرها (وسفینۃ) مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اخبر الاسد بانہ مولی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فمشی معہ الاسد حتی اوصلہ مقصدہ (والبراء بن مالک رضی) کان اذا اقسم علی اللہ تعالی ابر قسمہ وکان الحرب اذا اشتد علی المسلمین فی الجہاد یقولون یا براء اقسم علی ربک فیقول یا رب اقسمت علیک لما منحتنا اکتافہم فیہزم العدو فلما کانت یوم القادسیۃ قال اقسمت علیک یا رب لما منحتنا اکتافہم وجعلتنی اول شہید فمنحوا اکتافہم وقتل البراء شہیدا (وخالد بن الولید) حاصر حصنا منیعا فقالوا لا نسلم حتی تشرب السم فشربہ فلم یضرہ (وسعد بن ابی وقاص) کان مستجاب الدعوۃ ما دعا قط الا استجیب لہ وھو الذی ھزم جنود کسری وفتح العراق (وعمر بن الخطاب) لما ارسل جیشا امر علیہم رجلا یسمی ساریۃ فبینما عمر رضی یخطب فجعل یصیح علی المنبر یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل فقدم رسول الجیش فسألہ فقال یا امیر المؤمنین لقینا عدونا فھزمونا فاذا بصائح یا ساریۃ الجبل یا ساریۃ الجبل فاسندنا ظہورنا بالجبل فھزمہم اللہ تعالی ولما عذب بنت الزبیر رضی علی الاسلام فی اللہ تعالی ابت الا الاسلام وذھب بصرھا قال المشرکون اصاب بصرھا اللات والعزی قالت کلا واللہ فرد اللہ تعالی علیہا بصرھا (ودعا) سعید بن زید علی اروی بنت الحکم فاعمی بصرھا لما کذبت علیہ فقال اللہم ان کانت کاذبۃ فاعم بصرھا واقتلہا فی ارضہا فعمیت ووقعت فی حفرۃ من ارضہا فماتت (والعلاء بن الحضرمی) کان عامل النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علی البحرین وکان یقول فی دعائہ یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم فیستجاب لہ ودعا اللہ بان یسقوا ویتوضؤا لما عدموا الماء ولا یبقی الماء لاحد بعدہم فاجیب ودعا اللہ لما اعترضہم البحر ولم یقدروا علی المرور بخیولہم فمروا کلہم علی الماء ما ابتلت سروج خیولہم ودعا اللہ ان لا یروا جسدہ اذا مات فلم یجدوہ فی اللحد وجری مثل ذلک لابی مسلم الخولانی الذی القی فی النار فانہ مشی ھو ومن معہ من العسکر علی دجلۃ وھی ترمی بالخشب من مدھا ثم التفت الی اصحابہ فقال تفقدون من متاعکم شیئا حتی ادعوا اللہ عز وجل فیہ فقال بعضہم فقدت قلادۃ فقال اتبعنی فتبعہ فوجدھا قد تعلقت بشیء فاخذھا وطلبہ الاسود العنسی لما ادعی النبوۃ فقال لہ اتشہد انی رسول اللہ قال ما اسمع قال اتشہد ان محمدا رسول اللہ قال نعم فامر بنار فالقی

فيها فوجدوه قائما يصلّي فيها وقد صارت عليه بردا وسلاما وقدم المدينة بعد موت النبي صلّى الله تعالى عليه وسلّم فاجلسه عمر بينه وبين ابي بكر الصدّيق رضي الله تعالى عنهما وقال الحمد لله الّذي لم يمتني حتّى اري من امّة محمّد صلّى الله تعالى عليه وسلّم من فعل به كما فعل بابراهيم خليل الله ووضعت له جارية السّم في طعامه فلم يضرّه وخبّبت امرأة عليه زوجته فدعا عليها فعميت وجاءت وتابت فدعا لها فردّ الله عليها بصرها وكان عامر بن عبد قيس يأخذ عطاءه الفين درهم في كمّه وما يلقاها سائل في طريقه الّا اعطاه بغير عدد ثمّ يجيء الى بيته فلا يتغيّر عددها ولا وزنها ومرّ بقافلة قد حبسهم الاسد فجاء حتّى مسّ بثيابه الاسد ثمّ وضع رجله على عنقه و قال انّما انت كلب من كلاب الرحمن وانّي استحيي من الله ان اخاف شيئا غيره و مرّت القافلة ودعى الله تعالى ان يهوّن عليه الطهور في الشّتاء فكان يؤتى بالماء له بخار ودعا ربّه ان يمنع قلبه من الشيطان وهو في الصّلوة فلم يقدر عليه وتغيّب الحسن البصري عن الحجّاج فدخلوا عليه ستّ مرّات فدعا الله عزّ وجلّ فلم يروه ودعا على بعض الخوارج كان يؤذيهم فخرّ ميتا وصلة بن اشيم مات فرسه وهو في الغزو فقال اللّهم لا تجعل لمخلوق عليّ منّة ودعا الله عزّ وجلّ فاحيا له فرسه فلمّا وصل الى بيته قال يا بنيّ خذ سرج الفرس فانّه عارية فاخذ سرجه فمات الفرس وجاع مرّة بالاهواز فدعا الله عزّ وجلّ واستطعمه فوقعت خلفه دخلة رطب في ثوب حرير واكل التّمر وبقي الثّوب عند زوجته زمانا وجاءه الاسد وهو يصلّي في غيضة بالليل فلمّا سلّم قال له اطلب الرزق من غير هذا الموضع فولّى الاسد وله زئير وكان سعيد بن المسيّب في ايّام الحرّة يسمع الاذان من قبر رسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلّم في اوقات الصلوات وكان المسجد قد خلا فلم يبق غيره ورجل من النخع كان له حمار فمات في الطريق فقال له اصحابه هلمّ نتوزّع متاعك على رحالنا فقال لهم امهلوني هنيئة ثمّ توضّأ فاحسن الوضوء وصلّى ركعتين ودعا الله تعالى فاحيا له حماره فحمل عليه متاعه ولمّا مات اويس القرني وجدوا في ثيابه اكفانا لم تكن معه قبل فوجدوا له قبرا محفورا فيه لحد في صخرة فدفنوه فيه وكفّنوه في تلك الاثواب وكان عمرو بن عتبة بن فرقد يصلّي يوما في شدّة الحرّ فاظلّته غمامة وكان السّبع يحميه وهو يرعى ركاب اصحابه لانّه

كان يشترط على اصحابه فی الغزاة انه يخدمهم (وكان مطرف بن عبد الله بن الشخير اذا دخل
بيته سبحت معه آنيته وكان هو وصاحب له يسيران فی ظلمة فاضاء لهما طرف السوط (
ولما مات الاحنف بن قيس) وقعت قلنسوة رجل فی قبره فاهوى ليأخذها فوجد القبر
قد فسح فيه مد البصر وكان ابراهيم التيمی يقيم الشهر والشهرين لا يأكل شيئا وخرج يمتار
لاهله طعاما فلم يقدر عليه فمر بسهلة حمراء فاخذ منها ثم رجع الى اهله ففتحها فاذا هی
حنطة حمراء فكان اذا زرع منها تخرج السنبلة من اصلها الى فرعها حبا متراكبا (وكان
عتبة الغلام) سأل ربه ثلاث خصال صوتا حسنا ودمعا غزيرا وطعاما من غير تكلف
فكان اذا قرأ بكى وابكى ودموعه جارية دهره وكان يأوی الى منزله فيصيب فيه
قوته ولا يدری من اين يأتيه وكان عبد الواحد بن زيد اصابه الفالج فسأل ربه ان
يطلق له اعضاءه وقت الوضوء فكان وقت الوضوء تطلق له اعضاؤه ثم تعود بعده و
هذا باب واسع قد بسط الكلام على كرامات الاولياء فی غير هذا الموضع واما ما نعرفه
نحن عيانا ونعرفه فی هذا الزمان فكثير ومما ينبغی ان يعرف ان الكرامات قد تكون
بحسب حاجة الرجل فاذا احتاج اليها الضعيف الايمان او المحتاج اتاه منها ما يقوی
ايمانه ويسد حاجته ويكون من هو اكمل ولاية لله منه مستغنيا عن ذلك فلا
يأتيه مثل ذلك لعلو درجته وغناه عنها لا لنقص ولايته ولهذا كانت هذه الامور
فی التابعين اكثر منها فی الصحابة بخلاف من يجری على يديه الخوارق لهدى الخلق
ولحاجتهم فهؤلاء اعظم درجة وهذا بخلاف الاحوال الشيطانية مثل حال عبد الله
بن صياد الذی ظهر فی زمن النبی صلى الله تعالى عليه وسلم وكان قد ظن بعض الصحابة
انه الدجال وتوقف النبی صلى الله تعالى عليه وسلم فی امره حتى تبين له فيما بعد انه
ليس هو الدجال لكنه كان من جنس الكهان قال له النبی صلى الله تعالى عليه وسلم قد خبأت
لك خبأ قال الدخ الدخ وقد كان خبأ له سورة الدخان فقال له النبی صلى الله تعالى
عليه وسلم اخسئ فلن تعدو قدرك يعنی انما انت من اخوان الكهان والكهان
كان يكون لاحدهم القرين من الشياطين يخبره بكثير من المغيبات بما يسترقه من
السمع وكانوا يخلطون الصدق بالكذب كما فی الحديث الصحيح الذی رواه البخاری
وغيره ان النبی صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان الملائكة تنزل فی العنان وهو السحاب

فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع فتوحیه الی الکهان فیکذبون معها مائة کذبة من عند انفسهم (وفی الحدیث) الذی رواه مسلم عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما قال بینما النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فی نفر من الانصار اذ رمی بنجم فاستنار فقال النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ما کنتم تقولون لمثل هذا فی الجاهلیة اذا رأیتموه قالوا کنا نقول یموت عظیم او یولد عظیم قال رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فانه لا یرمی بها لموت احد ولا لحیاته ولکن ربنا تبارک وتعالی اذا قضی امرًا سبح حملة العرش ثم سبح اهل السماء الذین یلونهم ثم الذین یلونهم حتی یبلغ التسبیح اهل هذه السماء ثم یسأل اهل السماء السابعة حملة العرش ماذا قال ربنا فیخبرونهم ثم یستخبر اهل کل سماء حتی یبلغ الخبر اهل السماء الدنیا وتخطف الشیاطین السمع فیرمون فیقذفونه الی اولیائهم فما جاؤا به علی وجهه فهو حق ولکنهم یزیدون (وفی روایة) قال معمر قلت للزهری اکان یرمی بها فی الجاهلیة قال نعم ولکنها غلظت حین بعث النبی صلی الله تعالی علیه وسلم (والاسود العنسی) الذی ادعی النبوة کان له من الشیاطین من یخبره ببعض الامور المغیبة فلما قاتله المسلمون کانوا یخافون من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیه حتی اعانتهم علیه امرأته لما تبین لها کفره فقتلوه وکذلک مسیلمة الکذاب کان معه من الشیاطین من یخبره بالمغیبات وتعینه علی بعض الامور وامثال هؤلاء کثیرون مثل الحرث الدمشقی الذی خرج بالشام زمن عبد الملک بن مروان وادعی النبوة وکانت الشیاطین یخرجون رجلیه من القید وتمنع السلاح ان ینفذ فیه وتسبح الرخامة اذا مسحها بیده وکان یری الناس رجالا ورکبانا علی خیل فی الهوی ویقول هی الملئکة وانما کانوا جنا ولما امسکه المسلمون لیقتلوه طعنه الطاعن بالرمح فلم ینفذ فیه فقال له عبد الملک انک لم تسم الله فسمی الله فطعنه فقتله وهکذا اهل الاحوال الشیطانیة تنصرف عنهم شیاطینهم اذا ذکر عندهم ما یطردها مثل آیة الکرسی فانه قد ثبت فی الصحیح عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فی حدیث ابی هریرة رضی الله تعالی عنه لما وکله النبی صلی الله تعالی علیه وسلم بحفظ زکوة الفطر فسرق منه الشیطان لیلة بعد لیلة وهو یمسکه فیتوب فیطلقه فیقول له النبی صلی الله تعالی علیه وسلم ما فعل اسیرک البارحة فیقول زعم انه لا یعود فیقول کذبک وانه سیعود فلما کان فی المرة

الثالثة قال دعني حتى اعلّمك ما ينفعك اذا اويت الى فراشك فاقرأ آية الكرسي الله لا اله
الّا هو الحيّ القيّوم الى آخرها فانّه لا يزال عليك من الله حافظ ولا يقربك شيطان حتى تصبح
فلمّا اخبر النبيّ صلّى الله تعالى عليه وسلم قال صدقك وهو كذوب واخبره انّه شيطان ولهذا اذا
قرأها الانسان عند الاحوال الشيطانية بصدق ابطلتها مثل من يدخل النار بحال شيطانيّ
او يحضر سماع المكاء والتصدية فتنزل عليه الشياطين وتتكلّم على لسانه كلامًا لا يعلم وربما
لا يفقه وربما كاشف بعض الحاضرين بما في قلبه وربما تكلّم بالسن مختلفة كما يتكلّم الجنّي
على لسان المصروع والانسان الّذي حصل له الحال لا يدري بذلك بمنزلة المصروع الّذي
يتخبّطه الشّيطان من المسّ ولبسه وتكلّم على لسانه فاذا افاق لم يشعر بشئ ممّا قال ولهذا قد
يضرب المصروع وذلك الضرب لا يؤثر في الانسي ويخبر اذا افاق انّه لم يشعر بشئ لان الضرب
كان على الجنّي الّذي لبسه ومن هؤلاء من يأتيه الشيطان باطعمة وفواكه وحلوى وغير ذلك ممّا
لا يكون في ذلك الموضع ومنهم من يطير به الجنّي الى مكّة وبيت المقدس وغيرهما ومنهم من
يحمله عشيّة عرفة ثم يعيده من ليلته فلا يحجّ حجًّا شرعيًا بل يذهب بثيابه ولا يحرم اذا حاذى
الميقات ولا يلبّي ولا يقف بمزدلفة ولا يطوف بالبيت ولا يسعى بين الصّفا والمروة ولم يرمي
الجمار بل يقف بعرفة بثيابه ثم يرجع من ليلته وهذا ليس بحجّ مشروع باتفاق المسلمين بل هو
كمن يأتي الجمعة ويصلي بغير وضوءٍ او الى غير القبلة ومن هؤلاء رأى في النوم ملئكة يكتبون
الحجّاج فقال الا تكتبوني فقالوا لستَ من الحجّاج يعني حجًّا شرعيًا وبين كرامات الاولياء وبين ما
يشبهها من الاحوال الشيطانيّة فروق متعددة منها ان كرامات الاولياء سببها الايمان والتقوى والاحوال
الشيطانية سببها ما نهى الله عنه ورسوله وقد قال تعالى قل انّما حرّم ربّي الفواحش ما ظهر منها و
ما بطن والاثم والبغي بغير الحقّ وان تشركوا بالله ما لم ينزّل به سلطانًا وان تقولوا على الله
ما لا تعلمون فالقول على الله بغير علم والشّرك والظلم والفواحش قد حرّمها الله تعالى ورسوله
فلا تكون سببًا لكرامة الله تعالى بالكرامات عليها فاذا كانت لا تحصل بالصّلوة وا[illegible]
بل تحصل بما يحبّه الشيطان وبالامور التي فيها شرك كالاستغاثة بالمخلوقات او كانت ممّا يستعان بها
على ظلم الخلق وفعل الفواحش فهي من الاحوال الشيطانيّة لا من الكرامات الرحمانيّة ومن هؤلاء من
اذا حضر سماع المكاء والتّصدية يتنزل عليه شيطانه حتّى يحمله في الهوى ويخرجه من تلك الدار فاذا
حصل رجل من اولياء الله تعالى طرد شيطانه فيسقط كما جرى هذا لغير واحد ومنهم [illegible] من يستغيث [illegible]

Marfat.com

بمخلوق اما حي وميت سواء كان ذلك الحي مسلماً او نصرانياً او مشركاً فيتصور الشيطان بصورة ذلك
المستغاث به ويقضي بعض حاجة ذلك المستغيث فيظن انه ذلك الشخص او هو ملك على صورته
وانما هو شيطان اضله لما اشرك بالله كما كانت الشياطين تدخل الاصنام وتكلم المشركين ومن
هؤلاء من يتصور له الشيطان ويقول له انا الخضر وربما اخبره ببعض الامور واعانه على بعض
مطالبه كما قد جرى ذلك لغير واحد من المسلمين واليهود والنصارى وكثير من الكفار بارض
المشرق والمغرب يموت لهم الميت فيأتي الشيطان بعد موته على صورته وهم يعتقدون
انه ذلك الميت ويقضي الديون ويرد الودائع ويفعل اشياء تتعلق بالميت ويدخل
الى زوجته ويذهب وربما يكونون قد احرقوا ميتهم بالنار كما تصنع كفار الهند فيظنون انه
عاش بعد موته ومن هؤلاء شيخ كان بمصر اوصى خادمه فقال اذا انا مت فلا تدع
احداً يغسلني فانا اجئ واغسل نفسي فلما مات رأى خادمه شخصاً في صورته فاعتقد
انه هو دخل وغسل نفسه فلما قضى ذلك الداخل غسله اي غسل الميت غاب وكان
ذلك شيطاناً وكان قد اضل الميت وقال انك بعد الموت تجئ فتغسل نفسك
فلما مات جاء ايضاً في صورته ليغوي الاحياء كما اغوى الميت قبل ذلك ومنهم من
يرى عرشاً في الهوى وفوقه نور ويسمع من يخاطبه ويقول انا ربك فان كان من اهل
المعرفة علم انه شيطان فزجره واستعاذ بالله منه فيزول ومنهم من يرى اشخاصاً في اليقظة
يدعي احدهم انه نبي او صديق او شيخ من الصالحين وقد جرى هذا لغير واحد و
منهم من يرى في منامه ان بعض الاكابر اما الصديق رضي الله تعالى عنه وغيره قد قص شعره
او حلقه او البسه طاقيته او ثوبه فيصبح وعلى رأسه طاقية وشعره محلوق او مقصر وانما
الجن قد حلقوه او قصروه وهذه الاحوال الشيطانية تحصل لمن خرج عن الكتاب و
والسنة وهم درجات والجن الذين يقترنون بهم من جنسهم وهم على مذهبهم والجن فيهم
الكافر والفاسق والمخطئ فان كان الانسي كافراً او فاسقاً او جاهلاً دخلوا معه في الكفر
والفسوق والضلال وقد يعاونونه اذا وافقهم على ما يختارونه من الكفر مثل الاقسام
عليهم باسماء من يعظمونه من الجن وغيرهم ومثل ان يكتب اسماء الله او بعض كلامه
بالنجاسة او يقلب فاتحة الكتاب او سورة الاخلاص او آية الكرسي او غيرهن و
يكتبهن بنجاسة فيغورون له الماء وينقلونه بسبب ما يرضيهم به من الكفر وقد يأتونه

يهواه من امرأة او صبي اما في الهواء واما من نوع ملجأ اليه الى امثال هذه الامور التي يطول وصفها والايمان بها ايمان بالجبت والطاغوت والجبت السحر والطاغوت الشياطين والاصنام وان كان الرجل مطيعاً لله ورسوله باطناً وظاهراً لم يمكنهم الدخول معه في ذلك او مسالمته ولهذا لما كانت عبادة المسلمين المشروعة في المساجد التي هي بيوت الله كان عمار المساجد ابعد عن الاحوال الشيطانية وكان اهل الشرك والبدع يعظمون القبور ومشاهد الموتى فيدعون الميت او يدعون به او يعتقدون ان الدعاء عنده مستجاب اقرب الى الاحوال الشيطانية فانه ثبت في الصحيحين عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد وثبت في صحيح مسلم عنه انه قال قبل ان يموت بخمس ليال ان من امن الناس علي في صحبته وذات يده ابوبكر ولو كنت متخذا خليلاً من اهل الارض لاتخذت ابا بكر خليلا ولكن صاحبكم خليل الله لا يبقين في المسجد خوخة الا سدت الا خوخة ابي بكر ان من كان قبلكم يتخذون القبور مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد فاني انهاكم عن ذلك وفي الصحيحين عنه انه ذكر له في مرضه كنيسة بارض الحبشة وذكروا من حسنها وتصاوير فيها فقال ان اولئك اذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجداً وصوروا فيها تلك التصاوير اولئك شرار الخلق عند الله يوم القيمة وفي المسند وصحيح ابي حاتم عنه صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان من شرار الخلق من تدركهم الساعة وهم احياء والذين يتخذون القبور مساجد وفي الصحيح عنه صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها وفي المؤطا عنه انه قال اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد اشتد غضب الله على قوم اتخذوا قبور انبيائهم مساجد وفي السنن عنه انه قال لا تتخذوا قبري عيدا وصلوا علي حيث ما كنتم فان صلوتكم تبلغني وقال صلى الله تعالى عليه وسلم ما من رجل يسلم علي الا رد الله علي روحي حتى ارد عليه السلام وقال صلى الله تعالى عليه وسلم ان الله وكل بقبري ملائكة يبلغوني عن امتي السلام وقال صلى الله عليه وسلم اكثروا علي من الصلوة يوم الجمعة وليلة الجمعة فان صلوتكم معروضة علي قالوا يا رسول الله كيف تعرض صلوتنا عليك وقد ارمت اي بليت فقال ان الله حرم على الارض ان تاكل لحوم الانبياء وقد قال الله تعالى في كتابه عن المشركين من قوم نوح عليه السلام وقالوا لا تذرن الهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا قال ابن عباس وغيره من السلف هؤلاء قوما كانوا صالحين

Marfat.com

من قوم نوح فلمّا ماتوا عكفوا على قبورهم ثمّ صوّروا تماثيلهم فعبدوهم فكان هذا مبدأ عبادة
الاوثان فنهى النبى صلّى الله تعالى عليه وسلّم عن اتخاذ القبور مساجد ليسدّ باب الشرك
كما نهى عن الصّلوة وقت طلوع الشمس ووقت غروبها لانّ المشركين يسجدون للشمس
حينئذٍ والشيطان يقارنها وقت الطلوع ووقت الغروب فتكون فى الصّلوة حينئذ
مشابهة لصلوة المشركين فسدّ هذا الباب والشيطان يضلّ بنى آدم بحسب
قدرته فمن عبد الشمس والقمر والكواكب ودعاها كما يفعل اهل دعوة الكواكب فانه ينزل
عليه شيطان يخاطبه يحدثه ببعض الامور ويسمّون ذلك روحانية الكواكب وهو شيطان
والشيطان وان اعان الانسان على بعض مقاصده فانّه يضرّه اضعاف ما ينفعه وعاقبة
من اطاعه الى شرّ الّا ان يتوب الله عليه وكذلك عباد الاصنام قد تخاطبهم الشياطين وكذلك
من استغاث بميّت او غائب وكذلك من دعا الميّت او دعا به او ظنّ انّ الدّعاء عند قبره
افضل منه فى البيوت والمساجد ويروون حديثا هو كذب باتفاق اهل المعرفة وهو اذا
اعيتكم الامور فعليكم باصحاب القبور وانّما هذا وضع من فتح باب الشرك ويوجد لاهل
البدع واهل الشرك المتشبّهين بهم من عباد الاصنام والنّصارى والضلال من المسلمين
احوال عند المشاهد يظنّونها كرامات وهى من الشياطين مثل ان يضعوا سراويل عند
القبر فيجدونه قد انعقد او يوضع عنده مصروع فيرون شيطانه قد فارقه يفعل الشيطان
هذا ليضلّهم واذا قرأت آية الكرسى هناك بصدق بطل هذا فانّ التوحيد يطرد الشيطان
ولهذا حمل بعضهم فى الهوى فقال لا اله الّا الله فسقط ومثل ان يرى احدهم انّ القبر قد
انشق وخرج منه انسان فيظنّه الميّت وهو شيطان وهذا باب واسع لا يتسع له هذا الموضع
ولما كان الانقطاع الى المغارات والبوادى من البدع التى لم يشرعها الله تعالى ولا رسوله
صارت الشياطين كثيرا ما تأوى المغارات والجبال مثل مغارة الدم التى بجبل قاسيون
وجبل لبنان الّذى بساحل الشام وجبل الفتح باسوان بمصر وجبال بالروم وخراسان
وجبال بالجزيرة وغير ذلك وجبل اللكام وجبل الاحيش وجبل سولان قرب اردبيل
وجبل شهنك عند تبريز وجبل ماشكو عند اقشوان وجبل نهاوند وغير ذلك
من الجبال الّتى يظنّ بعض النّاس ان بها رجالا من الصّالحين من الانس ويسمّونهم
رجال الغيب وانّما هناك رجال من الجنّ فالجنّ رجال كما ان الانس رجال قال تعالى

رجال الغيب من الجن

وانه كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقاً ومن هؤلاء من
يظهر بصورة رجل شعراني جلده يشبه جلد الماعز فيظن من لا يعرفه انه انسي وانما هو
جني ويقال لكل جبل من هذه الجبال الاربعون الابدال وهؤلاء الذين يظنون انهم الابدال
هم جن بهذه الجبال كما يعرف ذلك بطرق متعددة وهذا باب لا يتسع هذا الموضع لبسطه
وذكر ما نعرفه من ذلك فانا قد رأينا وسمعنا من ذلك ما يطول وصفه في هذا المختصر
الذي كتب لمن سأل ان نذكر من الكلام على اولياء الله تعالى ما يعرف به جمل ذلك والناس
في خوارق العادات على ثلاثة اقسام قسم يكذب بوجود ذلك لغير الانبياء وربما صدق
بها مجملا وكذب ما يذكر له عن كثير من الناس لكونه عنده ليس من الاولياء ومنهم من يظن
ان كل ما كان له نوع من خرق العادة كان ولياً لله وكلا الامرين خطأ ولهذا تجد ان هؤلاء
يذكرون ان للمشركين واهل الكتاب خفراء يعينونهم على قتال المسلمين وانهم من اولياء الله
واولئك يكذبون ان يكون معهم من له خرق عادة والصواب القول الثالث وهو ان
معهم من ينصرهم من جنسهم لا من اولياء الله عز وجل كما قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا
لا تتخذوا اليهود والنصارى اولياء بعضهم اولياء بعض ومن يتولهم منكم فانه منهم
وهؤلاء العباد والزهاد الذين ليسوا من اولياء الله المتقين المتبعين للكتاب والسنة تقترن
بهم الشياطين فيكون لاحدهم من الخوارق ما يناسب حاله لكن خوارق هؤلاء يعارض
بعضها بعضاً واذا حصل من له تمكن من اولياء الله تعالى ابطلها عليهم ولا بد ان يكون
في احدهم من الكذب جهلا وعمداً ومن الاثم ما يناسب حال الشياطين المقترنة بهم ليفرق
الله بذلك بين اوليائه المتقين وبين المتشبهين بهم من اولياء الشياطين قال الله تعالى
هل انبئكم على من تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم والافاك الكذاب والاثيم
الفاجر ومن اعظم ما يقوي الاحوال الشيطانية سماع الغناء والملاهي وهو سماع المشركين
قال الله تعالى وما كان صلوتهم عند البيت الا مكاء وتصدية قال ابن عباس وابن عمر
رضي الله تعالى عنهم وغيرهما من السلف التصدية التصفيق باليد والمكاء مثل الصفير
فكان المشركون يتخذون هذا عبادة واما النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واصحابه
فعبادتهم ما امر الله تعالى به من الصلوة والقراءة والذكر ونحو ذلك والاجتماعات الشرعية
ولم يجتمع النبي صلى الله تعالى عليه وسلم واصحابه على استماع غناء قط لا بكف

Marfat.com

ولا بدف ولا تواجد ولا سقطت بردته بل كلّ ذلك كذب باتفاق اهل العلم بحديثه و
كان اصحاب النبيّ صلى الله تعالى عليه وسلم اذا اجتمعوا امروا واحداً منهم ان يقرأ والباقون
يستمعون وكان عمر بن الخطاب رضى الله تعالى عنه يقول لابى موسى الاشعرى ذكّرنا
ربّنا فيقرأ وهم يستمعون ومرّ النبيّ صلّى الله تعالى عليه وسلّم بابى موسى الاشعرى وهو
يقرأ فقال له مررت بك البارحة وانت تقرأ فجعلت استمع لقراءتك فقال لو علمت
انّك تستمع لحبرته لك تحبيراً اى لحسّنته لك تحسيناً كما قال النبيّ صلّى الله تعالى
عليه وسلّم زيّنوا القرآن باصواتكم (وقال صلّى الله تعالى عليه وسلم) لله اشدّ اذناً اى استماعاً
الى الرجل الحسن الصوت بالقرآن من صاحب القينة الى قينته، وقال صلّى الله تعالى
عليه وسلّم لابن مسعود اقرأ عليّ القرآن فقال اقرأ عليك وعليك انزل فقال انّى
احبّ ان استمعه من غيرى فقرأت عليه سورة النّساء حتى انتهيت الى هذه الاية فكيف
اذا جئنا من كلّ امّة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيداً قال حسبك فاذا عيناه تذرفان
من البكاء ومثل هذا السماع هو سماع النّبيّين واتباعهم كما ذكر الله تعالى ذلك
فى القرآن فقال اولئك الّذين انعم الله عليهم من النّبيّين من ذرّيّة ادم وممّن
حملنا مع نوح ومن ذرّيّة ابراهيم واسرائيل وممّن هدينا واجتبينا اذا تتلى عليهم ايت
الرّحمن خرّوا سجّداً وبكيّاً وقال فى اهل المعرفة واذا سمعوا ما انزل الى الرّسول ترى
اعينهم تفيض من الدّمع ممّا عرفوا من الحقّ ومدح سبحانه اهل هذا السماع بما يحصل
لهم من زيادة الايمان واقشعرار الجلد ودمع العين فقال تعالى الله نزّل احسن
الحديث كتاباً متشابهاً مثاني تقشعرّ منه جلود الّذين يخشون ربّهم ثم تلين جلودهم
وقلوبهم الى ذكر الله وقال تعالى انّما المؤمنون الّذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم
واذا تليت عليهم ايته زادتهم ايماناً وعلى ربّهم يتوكلون الّذين يقيمون الصّلوة وممّا
رزقناهم ينفقون اولئك هم المؤمنون حقّاً لهم درجت عند ربّهم ومغفرة ورزق كريم
وامّا السّماع المحدث سماع الكف والدّفّ والقصب فلم تكن الصّحابة والتابعون لهم
باحسان وسائر الاكابر من ائمة الدين يجعلون هذا طريقاً الى الله تبارك وتعالى
ولا يعدونه من القرب والطّاعات بل يعدونه من البدع المذمومة حتّى قال الشافعى
خلفت ببغداد شيئاً احدثته الزنادقة يسمونه التغبير يصدون به الناس عن القرآن

Marfat.com

واولياء الله العارفون يعرفون ذلك ويعلمون ان للشيطان فيه نصيبا وافرا ولهذا اناب عنه
خيار من حضره منهم ومن كان ابعد عن المعرفة وعن كمال ولاية الله كان نصيب الشيطان
فيه اكثر وهو بمنزلة الخمر يؤثر في النفوس اعظم من تأثير الخمر ولهذا اذا قوي سكر اهله نزلت
عليهم الشياطين وتكلمت على السنة بعضهم وحملت بعضهم في الهواء وقد تحصل
عداوة بينهم كما تحصل بين شراب الخمر فتكون شياطين احدهم اقوى من
شياطين الآخر فيقتلونه ويظن الجهال ان هذا من كرامات اولياء الله المتقين وانما
هذا مبعد لصاحبه عن الله وهو من احوال الشياطين فان قتل المسلم لا يحل الا بما
احله الله فكيف يكون قتل المعصوم مما يكرم الله به اولياءه وانما غاية الكرامة لزوم
الاستقامة فلم يكرم الله عبدا بمثل ان يعينه على ما يحبه ويرضاه ويزيده مما يقربه
اليه ويرفع به درجته وذلك ان الخوارق منها ما هو من جنس العلم كالمكاشفات ومنها
ما هو من جنس القدرة والملك كالتصرفات الخارقة للعادات ومنها ما هو من جنس
الغنى من جنس ما يعطاه الناس في الظاهر من العلم والسلطان والمال والغنى وجميع ما
يعطيه الله لعبده من هذه الامور ان استعان به على ما يحبه الله ويرضاه ويقربه اليه و
يرفع درجته ويأمره الله به ورسوله ازداد بذلك رفعة وقربا الى الله ورسوله وعلت
درجته وان استعان به على ما نهى الله تعالى عنه ورسوله كالشرك والظلم والفواحش استحق بذلك
الذم والعقاب فان لم يتداركه الله تعالى بتوبة او حسنات ماحية والا كان كامثاله من المذنبين
ولهذا كثيرا ما يعاقب اصحاب الخوارق تارة بسلبها كما يعزل الملك عن ملكه ويسلب
العالم علمه وتارة بسلب التطوعات فينقل من الولاية الخاصة الى العامة وتارة ينزل
الى درجة الفساق وتارة يرتد عن الاسلام وهذا يكون فيمن له خوارق شيطانية
فان كثيرا من هؤلاء يرتد عن الاسلام وكثيرا منهم لا يعرفون ان هذه شيطانية بل يظنها من
كرامات اولياء الله تعالى ويظن من يظن منهم ان الله عز وجل اذا اعطى عبدا خرق عادة
لم يحاسبه على ذلك كمن يظن ان الله تعالى اذا اعطى عبدا ملكا ومالا وتصرفا لم يحاسبه
عليه ومنهم من يستعين بالخوارق على امور مباحة لا مأمور بها ولا منهي عنها فهذا يكون من
عموم الاولياء وهم الابرار المقتصدون واما السابقون المقربون فاعلى من هؤلاء كما ان العبد
الرسول اعلى من النبي الملك ولما كانت الخوارق كثيرا ما ينقص بها درجة الرجل

Marfat.com

كان كثيرًا من الصّالحين يتوب من مثل ذلك ويستغفر الله تعالى كما يتوب من الذنوب
كالزنا والسرقة وتعرض على بعضهم فيسأل الله زوالها وكلّهم يأمر المريد السّالك ان لا
يقف عندها ولا يجعلها همّة ولا يتبجّح بها مع ظنّهم انها كرامات فكيف اذا كانت بالحقيقة
من الشياطين تغويهم بها فانى اعرف من تخاطبه النّباتات بما فيها من المنافع وانّما
يخاطبه الشيطان الّذى دخل فيها واعرف من يخاطبهم الحجر والشجر وتقول هنيئًا لك
يا ولىّ الله فيقرأ اية الكرسى فيذهب ذلك واعرف من يقصد صيد الطير فتخاطبه
العصافير وغيرها وتقول خذنى حتّى يأكلنى الفقراء ويكون الشيطان قد دخل فيها كما
يدخل فى الانس ويخاطبه بذلك ومنهم من يكون فى البيت وهو مغلق فيرى نفسه خارجه
وهو لم يفتح وبالعكس وكذلك فى ابواب المدينة وتكون الجنّ قد ادخلته واخرجته
بسرعة او تريه انوارا وتحضر عنده من يطلبه ويكون ذلك من الشياطين يتصوّرون
بصورة صاحبه فاذا قرأ اية الكرسى مرة بعد مرّة ذهب ذلك كله واعرف من
يخاطبه مخاطب ويقول له انا من امر الله ويعده بانه المهدىّ الّذى بشّر به النّبىّ صلّى
الله تعالى عليه وسلّم ويظهر له الخوارق مثل ان يخطر بقلبه تصرف فى الطير والجراد
فى الهواء وفى المواشى فاذا خطر بقلبه ذهاب الطير والجراد يمينًا وشمالًا ذهب حيث
اراد واذا خطر بقلبه قيام بعض المواشى او نومه او ذهابه حصل له ما اراد من غير حركة
منه فى الظاهر وتحمله الى مكة وتأتى به وتاتيه باشخاص فى صورة جميلة وتقول له
هذه الملائكة الكرّوبيون ارادوا زيارتك فيقول فى نفسه كيف تصوّروا بصورة
المردان فيرفع رأسه فيجدهم ملحا ويقول له عند هذا انك المهدىّ الّذى تنبت
فى جسدك شامة فتنبت ويراها وغير ذلك وكلّه من مكر الشّيطان وهذا باب واسع
لو ذكرت ما اعرف منه لاحتاج الى مجلّد كبير وقد قال تعالى فامّا الانسان اذا ما ابتلاه
ربّه فاكرمه ونعمه فيقول ربى اكرمن وامّا اذا ما ابتلاه فقدر عليه رزقه فيقول ربى اهانن
قال الله تبارك وتعالى كلّا ولفظ كلّا فيها زجر وتنبيه زجر عن مثل هذا القول وتنبيه
على ما يخبر به ويؤمر به بعده وذلك انه ليس كلّ من حصل له نعم دنيويّة تعدّ كرامة
يكون الله عزّ وجلّ مكرمًا له بها ولا كلّ من قدر عليه ذلك يكون مهينًا له بذلك بل
هو سبحانه يبتلى عبده بالسّراء والضّراء فقد يعطى النعم الدنيويّة لمن لا يحبّه ولا هو

Marfat.com

كريم عنده ليسند رجه بذلك وقد يحمى منها من يحبه ويواليه لئلا ينقص بذلك مرتبته عنده او يقع بسببها فيما يكرهه منه وايضاً كرامات الاولياء لا بد ان يكون سببها الايمان والتقوى فما كان سببه الكفر والفسوق والعصيان فهو من خوارق اعداء الله لا من كرامات اولياء الله فمن كانت خوارقه لا تحصل بالصلوٰة والقراءة والذكر وقيام الليل والدعاء وانما تحصل عند الشرك مثل دعاء الميت والغائب او بالفسق والعصيان واكل المحرمات كالحيات والزنابير والخنافس والدم وغيره من النجاسات ومثل الغناء والرقص لا سيما مع النسوة الاجانب والمردان وحالته خوارقه تنقص عند سماع القرآن وتقوى عند سماع مزامير الشيطان فيرقص ليلاً طويلاً فاذا جاءت الصلوٰة صلى قاعداً او ينقر الصلوٰة نقر الديك وهو يبغض سماع القرآن وينفر عنه ويتكلفه ليس له فيه محبة ولا ذوق ولا لذة عند وجده ويحب سماع المكاء والتصدية ويجد عنده مواجيد فهذه احوال شيطانية وهو ممن يتناوله قوله تعالى ومن يعش عن ذكر الرحمٰن نقيض له شيطاناً فهو له قرين فالقرآن هو ذكر الرحمٰن قال الله تعالى ومن اعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكاً ونحشره يوم القيٰمة اعمى قال رب لم حشرتني اعمى وقد كنت بصيراً قال كذلك اتتك اٰيٰتنا فنسيتها و كذلك اليوم تنسى يعني تركت العمل بها قال ابن عباس تكفل الله لمن قرأ كتابه و عمل بما فيه ان لا يضل في الدنيا ولا يشقى في الاٰخرة ثم قرأ هذه الاٰية

فصل

ومما يجب ان يعلم ان الله تعالى بعث محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم الى جميع الانس والجن فلم يبق انسي ولا جني الا وجب عليه الايمان بمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم واتباعه فعليه ان يصدقه فيما اخبر ويطيعه فيما امر ومن قامت عليه الحجة برسالته فلم يؤمن به فهو كافر سواء كان انسياً او جنياً ومحمد صلى الله تعالى عليه وسلم مبعوث الى الثقلين باتفاق المسلمين وقد استمعت الجن القرآن وولوا الى قومهم منذرين لما كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يصلي باصحابه ببطن نخلة لما رجع من الطائف واخبره الله بذلك في القرآن بقوله واذ صرفنا اليك نفراً من الجن يستمعون القرآن فلما حضروه قالوا انصتوا فلما قضي ولوا الى قومهم منذرين قالوا يٰقومنا انا سمعنا كتاباً انزل من بعد موسى مصدقاً لما بين يديه يهدي الى الحق والى

Marfat.com

طریق مستقیم یقومنا اجیبوا داعی اللہ وامنوا بہ یغفر لکم من ذنوبکم ویجرکم من
عذاب الیم ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس لہ من دونہ اولیاء
اولئک فی ضلل مبین وانزل اللہ تعالی بعد ذلک قل اوحی الی انہ استمع نفر
من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا یھدی الی الرشد فامنا بہ ولن نشرک بربنا
احدا وانہ تعالی جد ربنا ما اتخذ صاحبۃ ولا ولد او انہ کان یقول سفیھنا علی
اللہ شططا وانا ظننا ان لن تقول الانس والجن علی اللہ کذبا وانہ کان رجال
من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم رھقا ای السفیہ منا فی اظھر قول
العلماء وقال غیر واحد من السلف کان الانس اذا نزلوا بالوادی قال اعوذ بعظیم
ھذا الوادی من شر سفھاء قومہ فلما استغاثت الانس بالجن ازدادت الجن طغیانا
وکفرا (کما قال تعالی) وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوھم
رھقا وانھم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا وانا لمسنا السماء فوجدناھا ملئت
حرسا شدیدا وشھبا وکانت الشیاطین ترمی بالشھب قبل ان ینزل القران
لکن کانوا احیانا یسترقون السمع قبل ان یصل الشھاب الی احدھم فلما بعث محمد
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ملئت السماء حرسا شدیدا وشھبا وصارت الشھب مرصدۃ
لھم قبل ان یسمعوا کما قالوا وانا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الان
یجد لہ شھابا رصدا وقال تعالی فی الایۃ الاخری وما تنزلت بہ الشیاطین
وما ینبغی لھم وما یستطیعون انھم عن السمع لمعزولون قالوا وانا لا ندری اشر
ارید بمن فی الارض ام اراد بھم ربھم رشدا وانا منا الصالحون ومنا دون ذلک کنا
طرائق قددا ای علی مذاھب شتی کما قال العلماء منھم المسلم والمشرک والیھودی
والنصرانی والسنی والبدعی وانا ظننا ان لن نعجز اللہ فی الارض ولن نعجزہ
ھربا اخبروا انھم لا یعجزونہ لا ان اقاموا فی الارض ولا ان ھربوا منہ وانا
لما سمعنا الھدی امنا بہ فمن یؤمن بربہ فلا یخاف بخسا ولا رھقا وانا منا المسلمون
ومنا القاسطون ای الظالمون یقال اقسط اذا عدل وقسط اذا جار وظلم فمن اسلم
فاولئک تحروا رشدا واما القاسطون فکانوا لجھنم حطبا وان لو استقاموا علی
الطریقۃ لاسقیناھم ماء غدقا لنفتنھم فیہ ومن یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا

صعداً وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احداً وانه لما قام عبد الله يدعوه كادوا
يكونون عليه لبداً قل انما ادعوا ربي ولا اشرك به احداً قل اني لا املك لكم ضراً
ولا رشداً قل اني لن يجيرني من الله احد ولن اجد من دونه ملتحداً اي ملجأً و
معاذاً الا بلاغاً من الله ورسالاته ومن يعص الله ورسوله فان له نار جهنم خالدين
فيها ابداً حتى اذا رأوا ما يوعدون فسيعلمون من اضعف ناصراً واقل عدداً
ثم لما سمعت الجن القرآن اتوا الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وامنوا به وهم
جن نصيبين كما ثبت ذلك في الصحيح من حديث ابن مسعود رضي الله تعالى عنه
وروى انه قرأ عليهم سورة الرحمن وكان اذا قال فبأي آلاء ربكما تكذبان قالوا و
لا بشيء من آلائك ربنا نكذب فلك الحمد ولما اجتمعوا بالنبي صلى الله تعالى
عليه وسلم سألوه الزاد لهم ولدوابهم فقال لكم كل عظم ذكر اسم الله عليه تجدونه
اوفر ما يكون لحما وكل بعرة علف لدوابكم قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
فلا تستنجوا بهما فانهما زاد لاخوانكم من الجن وهذا النهي ثابت عنه من وجوه
متعددة وبذلك احتج العلماء على النهي عن الاستنجاء بذلك وقالوا فاذا منع
من الاستنجاء بما للجن ولدوابهم فما اعد للانس ولدوابهم من الطعام والعلف
اولى واحرى ومحمد صلى الله تعالى عليه وسلم ارسل الى جميع الانس والجن وهذا
اعظم قدراً عند الله تعالى من كون الجن سخروا لسليمان عليه السلام فانهم
سخروا له يتصرف فيهم بحكم الملك ومحمد صلى الله تعالى عليه وسلم ارسل اليهم
يأمرهم بما امر الله به ورسوله لانه عبد الله ورسوله ومنزلة العبد الرسول فوق
منزلة النبي الملك وكفار الجن يدخلون النار بالنص والاجماع واما مؤمنوهم
فجمهور العلماء على انهم يدخلون الجنة وجمهور العلماء على ان الرسل من
الانس ولم يبعث من الجن رسول لكن منهم النذر وهذه المسائل لها بسط في موضع
آخر والمقصود هنا ان الجن مع الانس على احوال فمن كان من الانس يأمر
الجن بما امر الله به ورسوله من عبادة الله وحده وطاعة نبيه ويأمر الانس بذلك
فهذا من افضل اولياء الله تعالى وهو في ذلك من خلفاء الرسول ونوابه ومن
كان يستعمل الجن في امور مباحة له فهو كمن استعمل الانس في امور مباحة ار

Marfat.com

هذا اذا كان يأمرهم بما يجب عليهم وينهاهم عما حرم عليهم ويستعملهم في مباحات له فيكون بمنزلة الملوك الذين يفعلون مثل ذلك وهذا اذا قدر انه من اولياء الله تعالى فغايته ان يكون في عموم اولياء الله مثل النبي الملك مع العبد الرسول كسليمان ويوسف مع ابراهيم وموسى وعيسى ومحمد صلوات الله تعالى وسلامه عليهم اجمعين ومن كان يستعمل الجن فيما ينهى الله تعالى عنه ورسوله اما في الشرك واما في قتل معصوم الدم او في العدوان عليهم بغير القتل كتمريضه وانسائه العلم وغير ذلك من الظلم واما في فاحشة كجلب من يطلب منه الفاحشة فهذا قد استعان بهم على الاثم والعدوان ثم ان استعان بهم على الكفر فهو كافر وان استعان بهم على المعاصي فهو عاص اما فاسق واما مذنب غير فاسق وان لم يكن تام العلم بالشريعة فاستعان بهم فيما يظن انه من الكرامات مثل ان يستعين بهم على الحج وان يطيروا به عند السماع البدعي او ان يحملوه الى عرفات ولا يحج الحج الشرعي الذي امر الله تعالى به ورسوله وان يحملوه من مدينة الى مدينة ونحو ذلك فهذا مغرور قد مكروا به وكثير من هؤلاء قد لا يعرف ان ذلك من الجن بل قد يسمع ان اولياء الله تعالى لهم كرامات خوارق للعادات وليس عندهم من حقائق الايمان ومعرفة القرآن ما يفرق به بين الكرامات الرحمانية وبين التلبيسات الشيطانية فيمكرون به بحسب اعتقاده فان كان مشركا يعبد الكواكب والاوثان وهموه انه ينتفع بتلك العبادة ويكون قصده الاستشفاع والتوسل ممن صور ذلك الصنم على صورته من ملك او نبي او شيخ صالح فيظن انه يعبد ذلك النبي والصالح وتكون عبادته في الحقيقة للشيطان قال الله تعالى يوم نحشرهم جميعا ثم نقول للملائكة أهؤلاء اياكم كانوا يعبدون قالوا سبحانك انت ولينا من دونهم بل كانوا يعبدون الجن اكثرهم بهم مؤمنون ولهذا كان الذين يسجدون للشمس والقمر والكواكب يقصدون السجود لها فيقارنها الشيطان عند سجودهم ليكون سجودهم له ولهذا يتمثل لهم الشيطان بصورة من يستغيث به المشركون فان كان نصرانيا واستغاث بجرجس او غيره جاء الشيطان في صورة جرجس او من يستغيث به وان كان منتسبا الى الاسلام واستغاث بشيخ يحسن الظن به من شيوخ المسلمين

جاء في صورة ذلك الشيخ وان كان من مشركي الهند جاء في صورة من يعظمه
ذلك المشرك فإن الشيخ المستغاث به إن كان ممن له خبرة بالشريعة لم يعرّفه
الشيطان انه تمثّل لاصحابه المستغيثين به وان كان الشيخ ممن لا خبرة له باقوالهم
نقل اقوالهم له فيظن اولئك ان الشيخ سمع اصواتهم من البُعد واجابهم وانما
هو بتوسط الشيطان ولقد اخبر بعض الشيوخ الذين كان قد جرى لهم مثل
هذه الصورة مكاشفة ومخاطبة فقال يرونني الجنّ شيئًا برّاقًا مثل الماء والزّجاج
ويمثلون له فيه ما يطلب منه الاخبار به قال فاخبر الناس به ويوصلون الي كلام
من استغاث بي من اصحابي فاجيبه فيوصلون جوابي اليه وكان كثيرًا من الشيوخ
الّذين حصل لهم كثير من هذه الخوارق اذا كذّب بها من لم يعرفها وقال انكم
تفعلون هذا بطريق الحيلة كما يدخل النّار بحجر الطلق وقشور النارنج ودهن
الضّفادع وغير ذلك من الحيل الطبيعيّة فيعجب هؤلاء المشائخ ويقولون نحن والله
لا نعرف شيئًا من هذه الحيل فلمّا ذكر لهم الخبير انكم لصادقون في ذلك ولكنّ هذه
الاحوال شيطانيّة اقرّوا بذلك وتاب منهم من تاب الله عليه لما تبيّن لهم الحقّ
وتبيّن لهم من وجوه انها من الشيطان ورأوا انها من الشّياطين لما رأوا انها تحصل
بمثل البدع المذمومة في الشرع وعند المعاصي لله فلا تحصل عند ما يحبّه الله
ورسوله من العبادات الشرعية فعلموا انها حينئذ من مخارق الشيطان لاوليائه
لا من كرامات الرّحمان لاوليائه والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب
واليه المرجع والمآب وصلّى الله وسلّم على محمّد سيّد رسله وانبيائه
وعلى آله وصحبه وانصاره واشياعه وخلفائه صلاة
وسلامًا نستوجب بهما شفاعته آمين

A. M. A. 21-2-29

در مطبع رفیق عام سٹیم پریس لاہور طبع شد

سنہ ۱۹۳۰ء

باہتمام منظور الزمان پرنٹر